٢٥٠٣ ~~٣٠٥~~
~~٣١٠٥~~

جنات النعيم

جلد ۸۳۹۴

۱/۵

در زمان وقف منصبیه میبد شد

بعهد تولیت جناب آقای حاج سید محمد حسین حاج شوق زیدی متولی وقف منصبیه میبد

محمد علی احسن اسمعیلی کاشانی

کتابخانه وقف منصبیه میبد

وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ

جنات النعیم

فی

ذکرِ نبی الکریم

حصہ اول

نُوْرٌ علٰی نُوْرٍ

مؤلفہ

حافظ سید محمد نظام الدین احمد جعفری حنفی نقشبندی مجددی مظہری ہاپوڑی

دِلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى ط لا اله الا الله محمد رسول الله ط والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعا سجدا يبتغون فضلا من الله ورضوانا سيماهم في وجوههم من اثر السجود ط ذلك مثلهم في التوراة ومثلهم في الانجيل ج والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنات تجري تحتها الانهار خالدين فيها ابدا ط ذلك الفوز العظيم ٥ الذين امنوا وهاجروا وجاهدوا في سبيل الله باموالهم وانفسهم اعظم درجة عند الله ط واولئك هم الفائزون ٥ يبشرهم ربهم برحمة منه ورضوان وجنات لهم فيها نعيم مقيم ٥ لا خالدين فيها ابدا ط ان الله عنده اجر عظيم ٥ اللهم صلی علی سیدنا ومولانا محمد واله واصحابه وبارک وسلم ۔ **امابعد** حمد وصلوۃ کے واضح ہو کہ اللہ جل شانہ قرآن مجید وفرقان حمید میں فرماتا ہے واذکروا نعمت اللہ علیکم یعنی یادگاری اور ذکر کرو نعمت الٰہی کا جو تم پر ہے ۔ فی الحقیقت ہم مسکینوں پر سب نعمتوں سے زیادہ بڑی نعمت یعنی سر جملہ نعمائے الٰہی کا وجود باجود سراپا مقصود جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ محبوب رب العالمین سید المرسلین شفیع المذنبین الملقب وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ٥ کا ہے ۔ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس کے قدم میمنت لزوم سے گم گشتگان کوئے ضلالت و گمراہان بادیہ جہالت نے راہ ہدایت پائی ۔ اور جس کے انفاس مقدس نے بندگان خدا کو نار جہنم سے باز رکھ کر بہار روضۂ رضوان دکھلائی اور اس نعمت عظمےٰ کے طفیل میں ہم ناچیزوں کو بے شمار نعمتیں اور ان نعمتوں سے زیادہ عمدہ نعمت دولت ایمان کی ہاتھ آئی ۔ اس ذکر خیر ایسے

سُلطان ذیشان دین پرور کا فرض عین اور محبت و اطاعت باعث رضامندی خالق کونین ہے ۔

تو بالضرور ہم مسلمانوں کو خواجہ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات پر مطلع ہونا چاہیئے کہ موجب حسنات و برکات ہے اور سبب نزول رحمت واہب العطیات اور پیروی آپ کی سُنت و شریعت کی وسیلہ نجات ہی مگر بدون واقفیت آپ کے اخلاق و احوال و افعال و اقوال کے اتباع آپ کا امر محال لہذا مسکین محمد نظام الدین ابن سید محمد امداد علی مرحوم مغفور ہاپوڑی نے محض بہ نیت حصول ثواب و بہبودی احباب کتب معتبرہ علماء اہل سنت والجماعت سے حالات و معاملات سید ابرار حبیب پروردگار بطریق اختصار استنباط کر کے اور ترتیب دیکر بملاحظہ شریفہ جناب مخدوم مکرم برادر معظم مولینا سید محمد قطب الدین ولادر علی صاحب طرزی تخلص کہ جامع معقول و منقول و حاوی فروع و اصول ہیں گزرانی جناب ممدوح نے اول سے آخر تک ملاحظہ فرما کر اصلاح و صحت سے مزین فرمایا سنہ ۱۳۲۶ ہجری میں یہ مجموعہ اختتام کو پہنچا اور نام اسکا **جنات النعیم فی ذکر نبی الکریم** علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم رکھا اور یہ مجموعہ چار حصص پر منقسم ہے ۔ حصہ اول المسمے به **نورٌ علیٰ نور** ۔ اسمیں ذکر نسب نامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تا وقایع سنہ ۱ ہجری مذکور ہے حصہ دوم الموسوم **بقوت الاسلام** ۔ اسمیں اکثر ذکر جہاد غزوات و سرایا ہے وقایع سنہ ۲ سے تا سنہ ۱۱ ہجری مرقوم ہے ۔ حصہ سوم مسمے **باقیات الصالحات** ۔ اس میں متفرق حالات و واقعات ہیں ۔ حصہ چہارم کا نام **مناقب الابرار** ہے ۔ اسمیں ذکر خلافت چار یار و فضائل اصحاب کبار و مدحت اہلبیت و ائمہ اطہار ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین الی یوم الدین

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۵

شجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء

شجرہ طیبہ و ذکر طہارت نسب والاحسب سرور کائنات مفخر موجودات علیہ افضل الصلوۃ والتحیات

نقل من شجرۃ العالم۔ وبحر الانساب وطبقات ناصری۔ وسیر النبی۔ وعرائس القصص۔ وجوامع الحکایات۔ وغیرہا **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**۔ ابن عبداللہ[1] بن عبد المطلب[2] بن ہاشم[3] بن عبد مناف[4] بن قصے[5] بن کلاب[6] بن مرہ[7] بن کعب[8] بن لوے[9] بن غالب[10] بن فہر[11] بن مالک[12] بن نضر[13] بن کنانہ[14] بن خزیمہ[15] بن مدرکہ[16] بن الیاس[17] بن مضر[18] بن نزار[19] بن معد[20] بن عدنان[21] بن اُد[22] بن اُدد[23] بن ہمیع[24] بن سلامان[25] بن ثابت[26] بن حمل[27] بن قیدار[28] بن **اسمٰعیل[29] علیہ السلام** بن **ابراہیم[30] علیہ السلام** بن آزر[31] بن ناخور[32] بن شاروخ[33] بن ارغو[34] بن فانغ[35] بن عابر **یعنے ہود[36] علیہ السلام** بن شالخ[37] بن آرفخشد[38] بن سام[39] بن **نوح[40] علیہ السلام** بن لامک[41] بن متوشلخ[42] بن **اخنوخ[43] یعنی ادریس علیہ السلام** بن یارد[44] بن مہلاہیل[45] بن قینان[46] بن انوش[47] بن **شیث علیہ السلام بن آدم علیہ السلام**۔ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتارا مجکو اللہ تعالےٰ نے زمین پر آدم کی پشت میں پھر رکھا مجکو نوح کی پشت میں پھر اسیطرح ہمیشہ اُتارتا رہا پاک پشتوں میں اور پاک شکموں میں یہاں تک کہ پیدا کیا مجکو میرے ماں باپ سے۔ یعنی جو پاک تھے سیرت حلبی۔ **روایت** کرتی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خواجہ عالم صلعم سے کہ جبرئیل نے کہا کہ میں نے زمین کے تمام مشارق ومغارب میں جستجو کی نہ پایا۔ افضل محمدؐ سے کوئی آدمی اور نہ پایا کسی باپ کے بیٹوں کو افضل بنی ہاشم سے روایت کی یہ حدیث ابو نعیم وطبرانی نے کہا ابن حجر نے روشنیاں صحت کی چمکتی ہیں صفحات اس حدیث سے اور صحیح مسلم میں ہے کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے پسند کیا اور چُن لیا اولاد اسمٰعیل سے کنانہ کو اور کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو بنی ہاشم سے مجکو۔ **روایت** کی ترمذی نے کہ حضرت عباس رضؓ لوگوں سے کچھ بات سنکر حضور سید المرسلین صلعم میں حاضر ہوئے۔ آپؐ اُسوقت منبر پر چڑھے اور پوچھا لوگوں سے کہ میں کون ہوں عرض کی کہ آپ رسول اللہ ہیں آپ نے فرمایا میں محمد ہوں بیٹا عبد اللہ کا پوتا عبد المطلب کا بیشک اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا مخلوقات کو بس کیا مجکو سب سے اچھی خلق میں۔ پھر اُس خلق کے دو فرقہ بنائے اور کیا مجکو اچھے فرقہ میں

اور پھر اُس فرقے کے کنبے بنائے اور کیا مجکو اچھے کنبے میں پھر اُس کنبے کے گھر بنائے اور کیا مجکو اچھے گھر میں۔ بس میں بہتر ہوں سب سے از روئے ذات و اصل کے۔ غرضکہ آپکا نسب شریف نہایت لطیف ہے۔ ہر بُرائی سے پاک اور ہر آمیزش سے صاف ہی۔ آپ کا نور اولاً حضرت آدم کو سپرد ہوا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ آدم علیہ السلام اپنی پشت سے ایک خوش آواز جانور کا زمزمہ سننے لگے۔ حق سبحانہٗ سے سوال کیا کہ یہ کس کی آواز ہے فرمایا۔ کہ یہ تسبیح خاتم الانبیاء کی ہے جو تیری پشت سے پیدا کروں گا۔ بعد ازاں وہ نور کرامت ظہور حضرت آدم سے شیثؑ وادریس میں ہوتا ہوا حضرت نوحؑ تک پہنچا۔ جلال الدین سیوطی نے جواجداد جناب رسالت مآب صلعم کا ایمان ثابت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارخ اور چچا کا نام آزر لکھا ہے۔ اور محاورات عرب و نصوص قرانی سے چچا کو باپ کہدینا ثابت کیا ہے کما فی سیرت حلبی الحاصل نور محمدی نوح کی پشت میں آیا اور نوح سے سام و تارخ وغیرہ میں ہوتا ہوا حضرت ابراہیم تک پہنچا۔ اس نور کی برکت سے جس قدر آپ کے آباو اجداد میں آثار عجیب ظاہر ہوئے ہیں بیان سے باہر ہیں۔ کتب تواریخ و قصص میں تفصیل سب لکھا ہوا ہے از انجملہ یہ ہے کہ حدیث میں ہے جبکہ پیدا کیا خالق مطلق نے آدم علیہ السلام کو سونپا نور محمدی ان کی پشت میں پس چمکتا تھا یہ نور ان کی پیشانی میں اور غالب تھا تمام بدن کے نور پر۔ پھر بٹھایا اللہ تعالے نے ان کو سریر مملکت پر مواہب لدنیہ اور روایت کی حکیم ترمذی نے جبکہ پورا بنالیا اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کو بٹھایا اُن کو یاقوت سرخ یا سونے کے تخت پر جس کے سات سو پائے تھے۔ اور اُٹھایا اسکو جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ و عزرائیلؑ نے اپنے بازوؤں پر پھر فرمایا رب العالمین نے کہ لئے پھرو اُسکو آسمانوں میں تاکہ دیکھے عجائبات یہاں کے۔ پھر حکم کیا فرشتوں کو کہ پھیروں مونہ اپنے عرش کی طرف تاکہ سجدہ کریں سامنے اس کے اور اس تخت کا نام سریر مملکت تھا۔ شرح مواہب اور تفسیر کبیر کے شروع تلک الرسل میں ہے کہ حکم کئے گئے فرشتے ساتھ سجود آدم کے اس لئے کہ نور محمدی

اُن کی پیشانی میں تھا سبحان اللہ نور محمدی کیا عظیم الشان ہے۔ کس قدر اُس سے جاری برکت وفیضان ہے کہ آدم علیہ السلام کو اسکی بدولت یہ مراتب حاصل ہوئے ملائکہ مقربین اُسکے تحت کے حامل ہوئے اسمار جمیع مخلوقات کا علم پایا۔ ملائکہ زمین وآسمان نے اُسکے آگے سر جھکایا جبرئیل کو اس سر جھکانے کے صلے میں انزال وحی کی خدمت مرحمت ہوئی اور اسرافیل کو لوح محفوظ کے ساتھ خصوصیت عنایت ہوئی۔ ابلیس نے جو سر جھکانے میں غرور کیا حق جلشانہ نے اپنی درگاہ سے دور کیا غرضکہ یہ جو کچھ آدم علیہ السلام کا پاس ادب تھا اسکے فرمانبرون پر انعام آلہی اور سرکشوں پر غضب تھا یہ سب نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا سبب تھا آدم کا وجود بلکہ کل عالم کی نمود آپ کے وجود باجود کا طفیل ہی از انجملہ حضرت نوح وابراہیم علیہما السلام کا کچھ حال بالاجمال مرقوم ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں کفّار کی بدعملی سے وبال آیا۔ شامت اعمال سے عالم پر زوال آیا۔ زمین وآسمان سے غضب آلہی کا جوش تھا موجونکی ٹکر اور پانی کے چکّر سے تمام عالم پر خروش تھا اسروز اللہ جل جلالہٗ نے آسمان کی کھڑکیوں اور زمین کی سوتوں کو کھول دیا۔ اور ہر آسمان سے پانی برستا تھا۔ اور ہر زمین کے سوتوں سے پانی اُبلتا تھا۔ چالیس شبانہ روز ایسا پانی برسا کہ ایک دم کو نہ تھما۔ تمام مکانات وباغات طوفان میں غرقاب ہوئے کُل جاندار مبتلائے عذاب ہوئے۔ پہاڑوں میں جو پہاڑ بڑے سے بڑا تھا اسپر بھی پانی پندرہ ہاتھ چڑھا تھا۔ پہاڑوں پر جو اونچے اونچے درخت تھے سب ڈوب گئے تاکہ پرندوں کو بھی بیٹھنے کی جائے نہ ملی جو زمین پر نتھنوں سے سانس لیتے تھے۔ انسان وحیوان وچرند وپرند تمام ڈوب کر مر گئے مگر جو کوئی حضرت نوح کی کشتی میں سوار تھا اُنپر فضل کردگار تھا حق تعالےٰ نے اُن کو ڈوبنے سے بچایا۔ بعد ازان پانی چڑھا ہوا خشک کر کے اُن کو زمین پر بسایا اور حضرت نوح اور ان کی اولاد سے پیدائش بنی آدم کا سلسلہ از سر نو چلایا۔ اسواسطے حضرت نوح نے آدم ثانی نام پایا۔ ہمارے علمائے نامدار جو تحقیق اسرار وتدقیق افکار کرتے ہیں۔ ان کی کشتی والوں کی نجات کو برکات نور محمدی سے شمار کرتے ہیں اسلئے کہ اسوقت نور محمدی سام بن نوح کی پشت میں تھا اور وہ

اپنے باپ کے ساتھ کشتی میں سوار تھے بس اس توسل سے آپ کے آثار فیض کشتی میں نمودار تھے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَحَمَلَنِیْ فِی السَّفِیْنَۃِ مَعَ نُوْحٍ یعنی سوار کیا اللہ تعالےٰ نے مجکو کشتی میں ساتھ نوح علیہ السلام کے **اور اسیطرح جبکہ ابراہیم علیہ السلام** کے وقت میں نمرود اور اسکی قوم مردود نے ایک پتھر کا احاطہ بڑا لمبا چوڑا چنوایا اور تمام ملک سے لکڑیاں جمع کرکے ایک ماہ تک اُس میں انبار لگایا پھر آگ سلگا کر اُس آتش خانہ کو سات دن تک خوب دہکایا۔ یہاں تک کہ وہ آگ بہت تیز ہوئی۔ دور دور تک شعلہ انگیز ہوئی کسی جاندار کی یہ مجال نہ تھی کہ اُس آتش کدہ کے پاس جائے۔ اور کسی پرندہ کا مقدور نہ تھا کہ وہاں پر ہلائے۔ غرضکہ اُس جلتی آگ میں ابراہیم خلیل اللہ کو کفار نے ڈالا۔ اسوقت تمام آسمان وزمین اور فرشتے روتے تھے مضطرب اور بے قرار ہوتے تھے کہ اے پروردگار تیرا ابراہیم آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ اور زمین پر اُسکے سوا کوئی نہیں جو تیری عبادت کرے۔ انجام کار ارحم الراحمین نے فرمایا۔ قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاہِیْمَ اے آگ ٹھنڈی ہوجا اور سلامتی ابراہیم پر وہ آگ فوراً ٹھنڈی ہوگئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بدن تک آنچ بھی نہ آئی۔ اور کہتے ہیں کہ قادر مطلق نے ایک قالین اور ایک کرتہ حریر جنت سے بھجوایا وہ کرتہ حریر کا ان کو پہنایا۔ اور اُس قالین پر بٹھایا۔ اُس جگہ طرح طرح کے پھولوں کا گلزار کھلایا۔ الحاصل اُس جلتی آگ میں جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم پر نزول برکات تھا اُسوقت نور ہمارے نبی کریم کا ساتھ تھا۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا۔ وَقَذَفَنِیْ فِی النَّارِ فِیْ صُلْبِ اِبْرَاہِیْمَ۔ انجام کار جب وہ وقت آپہنچا کہ تقدیر الٰہی میں مقدر تھا وہ نور ابراہیم علیہ السلام سے منتقل ہوکر **حضرت اسمٰعیل علیہ السلام** میں آگیا۔ اور اُن سے منتقل ہوتا ہوا **عدنان** میں آیا۔ عدنان سردار قوم تھے۔ اور اشہر اولاد آپ کی معد یعنی مرد تازہ۔ اشہر اولاد ان کی نزار آثار النبوۃ میں ہے کہ نزار مشتق از نزر یعنی اندک جبکہ یہ پیدا ہوئے ان کی پیشانی میں نور محمدی جلوہ گر تھا۔ ماں باپ دیکھکر بہت خوش ہوئے قربانی کی لوگوں کو کھانا کھلایا۔ اور کہا کہ یہ کچھ قلیل ہے

اس مولد کے حق میں پس نام ان کا اس لئے نزار ہوا پھر وہ نور نزار سے مضر میں آیا یہ مشہور تر و لایق تر تھے۔ شریعت ابراہیمی نے ان کے سبب سے رونق پکڑی۔ ان سے نور محمدی الیاس میں آیا۔ منقول ہے کہ الیاس اپنی پشت میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنتے تھے کہ آپ حاجیوں کی طرح لبیک فرماتے تھے یہ بھی متبع و مروج شریعت ابراہیم علیہ السلام تھے اور الیاس کی مشہور اولاد میں مدرکہ ہیں انھوں نے اپنے آبا و اجداد کی بزرگی و شرافت بوجہ کمال حاصل کی پھر خزیمہ ہوئے یہ بھی سردار قوم تھے اور متبع ملت حنفیہ ان سے کنانہ ہوئے موصوف الصفات حسنہ بخصوصاً صفت سخاوت و وسعت اخلاق اس مرتبہ تھی کہ اوقات تنگدستی میں بھی بذل و ایثار میں دریغ نہ کرتے تھے۔ آخر عمر میں اولاد کو بہت سی وصیتیں فرمائیں۔ ازانجملہ یہ بھی تاکید فرمائی کہ نور محمدی صلعم کو ارحام طاہرہ میں انتقال کرتے رہو۔ ان کی اولاد مشہورہ سے نضر ہیں۔ یہ ایکروز سوتے تھے کسی نے پکارا یا نضر تجکو اختیار دیا گیا درمیان ملک ظاہری اور عزت سرمدی کے نضر نے کہا کلا یا رب قد اخترت ما یبقے الی ابد لقب ان کا قریش تھا۔ او روجہ تسمیہ میں کئی توجیہ لکھتے ہیں۔ اوّل یہ کہ قریش ایک جانور بزرگ ہے دریا میں کہ وہ مچھلیاں کھایا کرتا ہے اور اسکو کوئی نہیں کھاتا جب نضر نے اپنی قوم پر استیلا پایا تب ان کو قریش کہنے لگے۔ دوسرے قریش ماخوذ ہے تقریش سے بمعنی تفتیش ہے۔ نضر کا یہ دستور تھا کہ جب حج میں خلق کثیر جمع ہوتی تو یہ بجستن خلق فقرا و مساکین کو تلاش کر کے کچھ دیا کرتے تھے اس سبب سے قریش کہلائے تیسرے یہ قریش مشتق ہے۔ قریش بمعنی کسب ما ورنضر کا یہ دستور تھا کہ اپنی قوم کو اکثر بنا بر تجارت بھیجا کرتے تھے لہذا مسمے بہ قریش ہوئے۔ چوتھے قریش بمعنی جمع کردن و فراہم آوردن۔ نضر نے اپنی اولاد کو عرب میں جمع کیا۔ اس لئے قریش کہلائے۔ القصہ نور محمدی قریش سے مالک و فہر و غالب و لوی ان سرداران قوم سے منتقل ہوتا ہوا کعب پر جلوہ گر ہوا۔ کعب اپنے وقت میں بڑے سردار اور مرجع جمیع امور تھے۔ جمعہ کے دن لوگوں کو واسطے وعظ کے اول جمع کیا پھر یہ طریقہ جاری رہا خوش بیان و فصیح اللسان تھے۔ قریش ہر جمعہ کو حاضر ہوتے اور آپ خطبہ سناتے اور خبر دیتے کہ

وقف مصطفیہ [illegible]

میری اولاد سے خاتم الانبیاء پیدا ہونگے اگر تم اونکا زمانہ پاؤ انپر ایمان لانا اور انکا اتباع کرنا اور درمیان وعظ کے کچھ اشعار پڑھتے ان میں سے ایک شعر یہ ہے ۵ یالیتنی شاهد نحواء دعوته حین العشیرة تبغی الحق خذلانا + مطلب اس شعر کا یہ ہے کہ اے کاش میں موجود ہوتا اوسوقت جبکہ وہ نبی یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ایمان کی طرف بلاوینگے اور قریش ان کے دین حق کو جھٹلاوینگے ۔ **روایت** کی یہ حقیقت کعب کی ابو نعیم نے دلائل میں کعب الاحبار سے الحاصل و نور کرامت ظہور کعب سے **مُرّہ و کلاب و قصے** تک پشت بہ پشت پہنچا قصے نے بوقت استیلاء قوم خزاعہ پریشان ہو کر مع اپنی والدہ فاطمہ کے بلاد قضاعہ حدود شام میں اقامت کی اور وطن سے دور پڑے تھے چونکہ قریش ان کے سبب سے بعد پریشانی کے مکہ میں جمع ہوئے اس لئے مجمع کہلائے دار الندوہ انکا ہی بنایا ہوا تھا اسی مکان میں قریش کے اشراف جمع ہو کر مشورت کرتے تھے چنانچہ یہ بات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تک باقی تھی **روایت** قصے نے ایک روز اپنے اہلبیت کو جمع کر کے تقوے و پرہیزگاری کی وصیت فرمائی اور غضب آلہی سے ڈرایا بعد اسکے ہر ایک پسر کو ایک ایک کام پر معین کیا چنانچہ عبد الدار کو علم داری اور دربانی کعبہ کی حجابت کی اور ضیافت اور مہمانی حاجیان ام القرے کے تفویض کی اور نقابت و ایالت و امارت و سرداری **عبد مناف** سے متعلق کردی اون کے چار بیٹے ہوئے ہاشم جد عبد اللہ و عبد الشمس جد بنی امیہ اور نوفل جد جبیر بن مطعم و مطلب جد اعلی امام شافعی ہیں ۔ روضة الاحباب میں ہے کہ عبد الشمس و ہاشم توام پیدا ہوئے تھے اور دونوں کی پشتیں ملی ہوئی تھیں تلوار سے جدا کی گئیں کہ وہی تلوار دونوں میں رہی چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ابو سفیان میں اور علی مرتضے اور معاویہ میں اور امام حسین علیہ السلام و یزید علیہ اللعن میں ظاہر ہوئی ۔ وقت وفات عبد مناف نے سرداری قوم ہاشم کے سپرد کی ۔ انکا دستور تھا کہ قحط کے دنوں میں دیار شام سے روٹیاں اونٹوں پر لاتے اور وہ اونٹ ذبح کر کے پکاتے اور خشک روٹیوں سے ثرید بنا کر لوگوں کو کھلاتے تھے اول عرب میں طریقہ مہمانداری ان سے ہی جاری ہوا اور سخاوت ان کی ضرب المثل ہے

ایمان آباء آنحضرت صلعم کے والدین کا زندہ ہونا

پیشانی سے نور محمدی چمکتا تھا نام اونکا عمر العلی ہے اور ہاشم لقب آخر عمر میں سلمٰی نجاریہ بنت عمرو بخاری سے مدینہ میں نکاح کیا کہ اون سے عبد المطلب پیدا ہوئے تب ہاشم جانب شام گئے تھے بمقام غزہ یا غرفہ کہ متعلقات دمشق سے ہے وفات پائی اور وقت نزع اپنے بھائی مطلب سے وصیت کی کہ کمان اسمٰعیل وعلم نزار وکلید خانہ کعبہ یثرب والے لڑکے کو جسکا نام شیبہ ہے سپرد کرنا۔ القصہ وہ نور مبارک عبد المطلب تک پہنچا اور کہا جلال الدین سیوطی نے کہ پائے مینے احادیث اور اقوال سلف میں ایمان اجداد خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت آدم علیہ السلام سے مُرّہ بن کعب تک باقی مرہ سے عبد المطلب تک چار پشتیں درمیان ہیں ان کے باب میں کوئی نقل صریح مجکو نہیں پہنچی اور عبد المطلب ملت ابراہیم پر تھے بتوں کو نپوجتے تھے **سیرت حلبی** اور حضرت عبد اللہ کی نسبت بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے زندہ ہوئے اور حضرت آمنہ خاتون بھی زندہ ہوئیں اور دونوں ایمان لائے۔ **حال عبد المطلب** بعد وفات ہاشم عبد المطلب پیدا ہوئے نام اونکا شیبہ اس سبب سے ہوا کہ ان کے سر میں سفید بال تھے یا ایک بال سفید تھا اور بعد بلوغ بسبب کثرت محامد شیبۃ الحمد کہلائے اور عبد المطلب مشہور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص قوم قریش کا بعد وفات ہاشم مدینہ میں آیا اوراسنے لڑکے کو تیر چلاتے اور یہ کہتے کہ انا ابن ہاشم دیکھا جب وہ شخص مکہ میں آیا تو اسنے حرم کعبہ میں مطلب بن مناف سے ملاقات کرکے جو کچھ کہ سنا اور دیکھا تھا کہا مطلب اسی مقام سے اونٹ پر سوار ہوکر مدینے میں پہنچے اور شیبۃ الحمد کو بلا اطلاع ان کی ماں کے لے چلے چونکہ شیبہ جامع کہنہ پہنے ہوئے تھے تو جو کوئی راہ میں مطلب سے پوچھتا یہ کون ہے وہ کہتے کہ میرا غلام ہے جب مکہ میں پہنچے تو پوشاک نفیس پہنا کے مجلس قوم میں لائے اور حال مفصل بیان کیا اسدن سے شیبہ عبد المطلب کہلائے اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ بعد وفات ہاشم شیبہ کو مطلب نے پرورش کیا اور دستور تھا کہ کہ جو کوئی کسی یتیم کو پرورش کرتا تھا وہ یتیم اوسکا غلام کہلاتا تھا اسلیئے عبد المطلب مشہور ہوئے۔ **الغرض** جبکہ حضرت مطلب میں نور محمدی کو قرار ہوا قدرت الٰہی عجب جلوہ نمودار ہوا حضرت

عبد المطلب کی پیشانی نور رسول مقبول علیہ السلام سے چمکتی تھی اور بدن سے مشک خالص کی خوشبو مہکتی تھی اور قریش کا یہ دستور تھا جب ان پر قحط سخت آتا حضرت عبد المطلب کو جبل ثبیر پر کہ ایک پہاڑی ہے لے جاتے اور ان سے دعا کراتے پس حق سبحانہ حضرت صلعم کی برکت سے خوب مینہہ برساتا اور ان کی قحط کی سختی فراخدستی سے مبدل ہو جاتی مواہب لدنیہ اور حضرت عبد المطلب بدخصلتوں کو ناپسند کرتے تھے اکثر امور جاہلیت کو نام دہرتے تھے لڑکیوں کو قتل سے اور شرابخواری و زناکاری اور برہنہ ہو کر طواف بیت اللہ کرنے سے اور ظلم و خسیس باتوں سے منع فرماتے اور مکارم اخلاق کی طرف رغبت دلاتے اور جسوقت آپ کو کوئی مہم پیش آتی پیشانی آپ کی چاند کی طرح چمک جاتی اس نور کے چمکنے سے معلوم کرتے کہ ہم کو فتح نصیب ہوگی روایت ہے کہ ابرہہ بادشاہ اصحاب فیل کا جب خانہ کعبہ کے منہدم کرنے کو مکہ معظمہ پر چڑھ آیا تھا عبد المطلب جد آنحضرت صلعم چند قریش کو ہمراہ لیکر جبل ثبیر پر چڑھے اوسوقت ایک روشنی حضرت عبد المطلب کی پیشانی میں گول بطور ہلال کے نمودار ہو کر درخشاں ہوئی کہ شعاع اوسکی بیت اللہ پر پڑی عبد المطلب نے بمجرد معائنہ اسکے قریش سے کہا کہ پھر چلو کہ یہ دلیل اس بات کی ہے کہ ہم غالب آئیں گے اور اس بادشاہ کے لشکری عبد المطلب کے اونٹ پکڑے گئے تھے ان کے چھڑانے کو اوس کے پاس گئے اوس نے آپ کی صورت دیکھتے ہی بایں جہت کہ عظمت و مہابت اون کے چہرے سے برکت آنحضرت صلعم نمایاں تھی نہایت تعظیم کی اور تخت سے نیچے اوتر بیٹھا اور آپ کو اوپر بٹھا کر دریافت کیا کہ کس غرض سے آپ تشریف لائے ہیں کہا کہ اونٹوں کے چھوڑانے کو فوراً حکم دلادینے اونٹوں کا کیا اور کہا کہ آپ کی عظمت میرے دل میں اسقدر آئی ہے کہ اگر آپ خانہ کعبہ کے محفوظ رہنے کے لئے فرماتے تو میں منہدم نہ کرتا عبد المطلب نے فرمایا کہ اس گھر کا خدا خود محافظ ہے میری سفارش کی حاجت نہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا جب لشکر اصحاب فیل بیت اللہ کے مسمار کرنے کو چڑھا اللہ جل جلالہٗ نے طیر ابابیل کو بھیجا کہ تمام لشکر مع ہاتھیوں کے کنکریوں سے تباہ و ہلاک کر دیا۔ بالجملہ یہ سب برکت رسول اللہ صلعم کی تھی کہ بادشاہ ہیبت میں آجاتے تھے اور تعظیم و تکریم کرتے تھے

روایت کی ابونعیم نے اپنی اسناد کے ساتھ کہ ابوطالب سے عبدالمطلب نے اپنا حال بیان کیا۔ کہ ایک دن میں حجرہ میں جو خانہ کعبہ میں ایک جگہ ہے سوتا تھا ناگاہ میں نے ایک خواب دہشت ناک دیکھا کہ جس سے جی گھبرا گیا پھر میں تعبیر لینے کو ایک عورت کے پاس کہ قریش کی کاہنہ تھی اپنا خواب بیان کیا کہ میں آج کی رات کیا دیکھتا ہوں ایک درخت پیدا ہوا اور اسکی چوٹی آسمان تک پہنچی اور اوسکی شاخیں تمام مشرق و مغرب میں پھیل گئیں مینے کبھی ایسا روشن نور نہ دیکھا تھا کہ جیسا اُس درخت میں تھا آفتاب سے ستر حصہ زیادہ روشن تھا اور دیکھا میں نے تمام عرب و عجم کو کہ اس کے آگے سر جھکائے ہوئے ہیں اور وہ درخت ہے کہ اسکا ارتفاع اور نور دمبدم زیادہ ہوتا جاتا ہے کبھی چھپتا ہے اور کبھی ظاہر ہوتا ہے اور دیکھا میں نے ایک جماعت قریش کو کہ اوسکی ٹہنیاں پکڑے ہوئے ہیں اور دوسری جماعت قریش کی اُس درخت کا کاٹنا چاہتی ہے جسوقت یہ لوگ اس درخت کے پاس گئے ایک شخص جوان نہایت خوبصورت ظاہر ہوا کہ میں نے اس شکل کا حسین و جمیل کبھی نہیں دیکھا اور کسی کے بدن میں ایسی خوشبو نہیں پائی اس جوان نے ان لوگوں کو جو کاٹنے کے درپے تھے پکڑ لیا اور ان کی کمریں توڑنے لگا اور آنکھیں نکالنے لگا تب مینے اپنا ہاتھ بلند کیا تاکہ اس درخت کی شاخ پکڑوں لیکن مجکو نصیب نہ ہوا تب میں نے پوچھا کہ اس درخت میں کسکا نصیب ہے پس کہا اوس جوان نے اس میں نصیب ان لوگوں کا ہے جنہوں نے اس درخت کی شاخوں کو پکڑ لیا ہے جب اس کاہنہ نے یہ خواب سنا اوسکے چہرہ کا رنگ بدل گیا پھر اسکی تعبیر دی کہ اے عبدالمطلب اگر یہ خواب تیرا سچا ہے تیری پشت سے ایک شخص پیدا ہوگا کہ وہ مشرق و مغرب کا مالک ہوگا اور اُسکے دین کو لوگ اختیار کرینگے۔ عبدالمطلب کہتے تھے کہ شاندار وہ درخت ابوطالب ہو لیکن جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت عنایت ہوئی آفاق میں ہدایت جاری ہوئی ان ایام میں ابوطالب یہ خواب عبدالمطلب کا لوگوں سے بیان کرتے اور فرماتے کہ واللہ وہ درخت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ شرح مواہب اور ابن سعد اور طبرانی اور حاکم وغیرہ نے حضرت عباسؓ سے روایت کی۔ فرمایا

حضرت عبدالمطلب نے اپنے فرزند عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ہم ایک بار ملک یمن کو موسم سرما میں گئے ایک یہودی عالم کے پاس ہمارا گذر ہوا۔ زبور پڑہتا تھا اوسنے پوچھا تم کون ہو میں نے کہا قریش سے ہوں اوس نے کہا قریش میں کون ہو میں نے کہا بنی ہاشم۔ وہ بولا اجازت دیتے ہو کہ کچھ بدن تمہارا دیکھوں میں نے کہا بہتر مگر ستر عورت نہ دکھاؤں گا اس نے میری ناک کا ایک سوراخ کہولکر دیکھا اور پہر دوسرا دیکھا اور بولا کہ میں کہتا ہوں بے شک ترے ایک ہاتھ میں ملک اور دوسرے میں نبوت ہے۔ **الحدیث** یہ بات اس عالم کی صحیح ہوئی اس لئے کہ عبدالمطلب کی اولاد میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان کو نبوت و ملک دونوں حاصل ہوئے۔ **شرح مواہب الحاصل** حضرت عبدالمطلب نے عمر بن عائذ کی دختر سے جنکا نام فاطمہ تھا نکاح کیا اور ایک سو ناقہ بڑی کوہان والی اور دس اوقیہ سونا جسکا ایک سو پانچ تولہ ہوتا ہے بوزن سبعہ اسکے مہر میں دیا۔ اوس بی بی سے رسول علیہ السلام کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ نامدار پیدا ہوئے **شرح مواہب** اور **درج الدرر** میں ہے۔ کہ عبدالمطلب کے بارہ پسر اور چھہ دختر ہوئے۔ عبداللہ و ابوطالب و زبیر و عبدالکعب چار پسر اور مسماۃ بیضا و رنیمہ و برّہ و عاتکہ چار دختر فاطمہ جو بنت عمر مخزومیہ سے تھیں ہوئے اور امیر حمزہ و مقوم و حجل اور مسماۃ صفیہ دختر بطن مسماۃ ہالہ بنت وہب ابن عبد مناف اور عباس و ضرار و قثم مسماۃ نیثلہ بنت جباب سے اور حارث و ابولہب جنکا نام عبدالعزیٰ تھا اور مسماۃ اردی باقیلہ بنت جندب سے **کذافی المواہب** اور حارث پسر عبدالمطلب سب سے بڑا تھا یہی شخص حفر چاہ زمزم میں عبدالمطلب کا شریک تھا ایک دن عبدالمطلب نے خواب دیکھا کہ میری پشت سے ایک زنجیر نورانی نکلی کہ اوسمیں چار طرفین ہیں ایک طرف جانب آسمان چلی اور دوسری جانب زمین اور تیسری طرف سمت مشرق اور چوتھی جانب مغرب اور زنجیر ایسی تاباں و روشن و پر نور ہے کہ نگاہ کو تاب اسکے دیکھنے کی نہیں ہے پہر وہ زنجیر ایسی بڑی کہ برابر ایک درخت کے سرسبز و شاداب ہو گئی اور

دیکھے میں نے ان سے پوچھا تم کون ہو ایک نے کہا میں نوح نبی علیہ السلام دوسرے نے کہا میں ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہوں اور کہا ہم اسلئے آئے ہیں کہ اس درخت کے سایہ میں آرام لیں اور مژدہ ہو تم کو اے عبدالمطلب اس خواب سے پھر میں بیدار ہو کر خوفناک باہر گیا اور قریش کے کاہنوں سے اوسکی تعبیر دریافت کی جواب دیا کہ تیری اولاد میں ایسا آدمی پیدا ہوگا جسپر اہل زمین و اہل آسمان ایمان لائیں گے ایک قوم کے واسطے رحمت اور دوسری قوم کے لئے باعث خرابی ہوگا قبل اس خواب کے جب حکومت و سرداری مکہ کی بعد فوت مطلب ان کے چچا کے حضرت عبدالمطلب کو پہنچی ایک دن نزد کعبہ میں سوتے تھے ایک شخص نے حکم دیا خواب میں کہ چاہ زمزم کھودو اور زمزم بسبب شامت ظلم و فساد قوم جرہم کے غایب ہو گیا تھا یعنی عمرو بن حارث سردار قوم جرہم نے حجر اسود کو رکن کعبے سے جدا کر کے مع ہر دو غزال کعبہ جنکو اسفندیار فارسی نے بطور ہدیہ بھیجے تھے اور کئی ہتیار کہ بیت اللہ میں تھے چاہ زمزم میں ڈالکر نشان زمزم مٹا دیا تھا اسوجہ سے عبدالمطلب مقام زمزم سے واقف نہ تھے **چاہ زمزم کی اصل** تو حضرت اسمعیل ذبیح اللہ سے ہے جب ان کی ماں حاجرہ کو اور انکو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس جنگل میں کہ بے آب و دانہ تھا بحکم خدا چھوڑ گئے تھے ایک مشک پانی کی اور تھوڑے سے چھوارے دے گئے تھے بعد ختم ہو جانے پانی کے جب حضرت اسمعیل علیہ السلام بیقرار ہوئے تب حضرت جبرئیل کے پر مارنے سے یہ پانی نکلا اور حضرت حاجرہ نے مٹی سے اوسکو گھیرا تھا کہ صورت کنوئیں کی ہو گئی جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حاجرہ پانی کو نہ گھیرتیں تو تمام عالم اسکا پانی پیتا بعد زمانہ اسمعیل علیہ السلام کے ایک مدت تک وہ کنواں رہا پھر بند ہو گیا تھا اور جگہ اسکی معلوم نہ تھی عبدالمطلب نے خواب میں وہ جگہ دیکھکر ارادہ کھودنے کا کیا قریش مانع ہوئے اور لڑنے کو تیار ہوئے عبدالمطلب کا کوئی معین نہ تھا اولاد بھی ان کی ایسی نہ تھی جو کام آئے صرف انکے ایک بیٹا تھا وہ اور عبدالمطلب قریش سے لڑے بفضلہ تعالے غالب آئے اور چاہ زمزم کھودنا شروع کیا اس دن بسبب زیادہ نہ ہونے اولاد کے عبدالمطلب کو رنج ہوا تو منت کی کہ جو میرے

دس پسر ہوں اور چاہ زمزم کھود کر نکالوں ایک بیٹے کو قربانی کروں خداوند کریم نے عبدالمطلب کو دس پسر دیئے اور چاہ زمزم بھی برآمد کیا تب چاہا کہ ایک پسر کو قربانی کریں تعین کے لئے قرعہ ڈالا عبداللہ کا نام نکلا عبدالمطلب عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر قربانی کی جگہ لائے اور چاہا کہ قربان کریں تمام قریش مانع ہوئے اور عبداللہ بسبب ہونے نور محمدی کے ان کی پیشانی میں سب ان کو دوست رکھتے تھے بھائی بھی نہیں چاہتے تھے کہ عبداللہ ذبح ہوں ایک کاہنہ کے پاس اس قصہ کو لے گئے اسنے کہا کہ قرعہ اس طرح ڈالو کہ دس اونٹوں کا نام لکھو اور عبداللہ کا لکھو اگر اونٹونکا نام نہ نکلے دس اونٹ اور بڑہا ور زیادہ کرتے جاؤ یہاں تک کہ اونٹونکے نام پر قرعہ نکلے عبدالمطلب نے ایسا ہی کیا ہر بار عبداللہ کا نام قرعہ میں نکلتا تھا یہاں تک کہ نوبت سو اونٹوں کی پہنچی تب اونٹوں کا نام نکلا عبدالمطلب اونٹوں کو قربان کر کے نذر سے ادا ہوئے **حدیث** میں آیا ہے اَنَا ابنُ الذبیحین میں بیٹا دو ذبیحوں کا ہوں ایک ذبیح سے حضرت اسمٰعیل مراد ہیں اور دوسرے سے عبداللہ والد ماجد آپ کے۔

ذکر حضرت عبداللہ کا

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے جس رات عبداللہ پیدا ہوئے ہیں اہل کتاب نے جانا کہ پیغمبر آخر الزماں کی ولادت قریب ہے اور سبب اسکا یہ ہوا کہ جامہ صوف سپید ملبوس حضرت یحییٰ پیغمبر کا کہ ان کو کافروں نے شہید کیا تھا خون آلودہ اون کے پاس تھا اور مضمون کتب آسمانی سے جانتے تھے کہ جب وہ جامہ بار دگر بخون تازہ سرخ ہو جائے اور چند قطرے خون کے اوسمیں سے ٹپکیں تو یہ علامت قرب تولد پیغمبر آخر زمانہ کی ہے اوس رات میں اوس جامہ میں یہ نشان ظاہر ہوا تھا اور اسی سبب سے ہمیشہ عبداللہ سے عداوت رکھتے تھے۔ حضرت عبداللہ کی پیشانی میں نور محمدی تاباں و درخشاں تھا اور سب بھائیوں میں بلکہ قریش میں انکا چہرہ ایسا نورانی و خوشنما تھا کہ کوئی ان کی خوبصورتی کے آگے انکا پاسنگ بھی نہ تھا اور انکا حسن و جمال اور وجاہت کا شہرہ تمام عرب میں تھا غرضیکہ شکل و شمائل حسن و جمال حلم و حیا و وقار و اخلاق حمیدہ و خصائل پسندیدہ میں ہمہ صفت موصوف تھے تمام قریش اور ہر عام و خاص ان کو نہایت چاہتے تھے

اور سرداران قوم بدل چاہتے تہے کہ ہم لڑکیاں اپنی عبد اللہ سے منسوب کریں اور یہ استدعا، و آرزو مقرون باجابت ہوا اور اچھی اچھی عورات نیک بخت و پاکدامن باحسن و جمال و اہل مال انکی طلبگار اور نکاح کی خواستگار بڑی تمنا سے ہوتیں تھیں اور یہ سب خیر و برکت جلوہ گری نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا باعث تھا۔ اور اہل کتاب کو جب بعض علامات و آثار سے معلوم ہوا کہ نبی آخرالزماں کا ظہور عبد اللہ کی پشت سے ہوگا۔ کیا شانِ آلہی و قدرتِ کبریائی ہے جو لوگ آپکے ظہور کا انتظار کر رہے تھے اور ایمان لانے کی تمنا و آرزو سالہا سال سے رکھتے تھے وہ ہی پہلے بر سر پرخاش اور آمادہ دشمنی و حسد کے ہو گئے۔ ہر چند بارادہ قتل جمع ہو کر مکہ معظمہ کے گرد و نواح میں آتے لیکن بدنصیب اپنا سا مونہ لیکے نامراد پھر جاتے جسکا خدا نگہبان اوسکا کوئی کیا کرسکتا ہے خداوند جل و علی کو اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا اور ان کے سبب سے روشنی دین متین کی کونین میں پھیلانی اور عالم کو اس روشنی سے راہ ہدایت دکھانی منظور تھی غرضکہ غیب سے عجیب و غریب قدرت آلہی کے کرشمہ ظاہر ہوتے تھے اعدا، بدنہاد کی عقل دنگ اور جان سے تنگ تھے کبھی انکا داؤ نہ چلا اور اون کے دل کا مدعا نہ ملا باقی حال قرب ولادت نبی صلعم تحریر ہوگا +

اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

بیان نور مبارک تا ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث میں آیا ہے۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوری یعنے سب سے پہلے اللہ جل جلالہ نے مرے نور کو پیدا کیا اور کتب اخبار میں وارد ہے کہ اللہ تعالے نے سب سے پہلے آپ کے نور کو پیدا کرکے تمام عالم کو اوس نور سے جلوہ ظہور میں لایا آسمان اور زمین ستارے اور چاند اور سورج اور عرش و کرسی اور سب انبیا پرتو اوسی نور کرامت ظہور کے ہیں اور حقیقت محمدی سب کا منشا ہے حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جسوقت آدم پانی اور مٹی میں تھے میں اوسوقت پیغمبر تھا یعنے خدا تعالے

نے سب سے پہلے پیغمبری جناب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو عنایت کی اگرچہ ظہور آپ کا اس عالم میں سب کے بعد ہوا بعد پیدایش آسمان وزمین وغیرہ کے جب خدائے تعالے کو منظور ہوا کہ زمین میں اپنا ایک خلیفہ یعنے نائب رکھے اور زمین کو اوس سے آباد کرے اور نور محمدی کی روشنی دنیا میں پھیلاوے تب اللہ جل جلالہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور نور محمدی اونکی پیشانی میں چمکایا۔ وہ نور اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہوتا چلا آیا یہاں تک کہ عبداللہ والد ماجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچا انبیاء میں سے آدم وشیث حضرت ادریس حضرت نوح اور حضرت ہود حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہم السلام آپ کے اجداد میں سے ہیں اور ہمیشہ اجداد آپ کے برکت نور مبارک سے رئیس عظیم اور معظم و مکرم رہتے تھے اور عظمت اور برکت اوس نور کی ان کے چہروں سے ظاہر ہوتی تھی جب حضرت صمدیت نے کہ ذات وصفات اوسکی ایک خزانہ بےنام ونشان کی طرح پوشیدہ تھی چاہا کہ معرفت اور پہچان ہو تب اپنے نور سے نور محمدی کو خلقت فرما کر ارشاد کیا کُن محمداً یعنے اے محمد ہوجا۔ اور دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کُونی حبیبی محمداً یعنے اے محمد ہوجا حبیب میرا۔ کلام ربی سنکر نور محمدی شاد ہوا فَصَارَتْ عَمُوْدًا مِنْ نُوْرِہٖ فَعَلیٰ حَتّٰی اِنْتَھٰی اِلٰی حُجُبِ الْعَظَمَۃِ فَسَجَدَ وَقَالَ فِیْ سُجُوْدِہٖ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰے مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ خَلَقْتُکَ وَسَمَّیْتُکَ مُحَمَّدًا یعنی ہو گیا ایک ستون نور کا اور بلند ہوا یہانتک کہ پہنچا وہ نور بزرگی کے پردوں تک پھر سجدہ کیا اور اپنے سجدے میں کہا الحمد للہ پس فرمایا حق تعالے نے اے نور اسیواسطے پیدا کیا تجکو اور نام رکھا تیرا محمد اور لکھا ہے کہ نور محمدی بشکل طاؤس پیدا کیا اور سبز زمردین قندیل میں رکھکر شجرۃ الیقین میں آویزاں کیا تو ستر ہزار برس تک عالم تجرد میں مشغول بعبادت معبود رہا پھر خداوند عالم نے آئینہ حیا پیدا کرکے طاؤس کے مقابل کیا جسوقت اوس طاؤس نے اپنی صورت بیمثال اوس آئینہ پر عکس دیکھی کمال نیک و جمیل اپنے کو دیکھکر خوش ہوا اور وجد میں آکر جھوما اور پانچ بار سبحان ربی الاعلیٰ پھر سجدہ ہو کر ادا کیا اسیواسطے پانچوقت کی نماز امت محمد پر فرض کی گئی۔ بعد اوسکے خداوند تعالے

نے نور محمدی سے چار چیزوں کو پیدا کیا اول عرش دوسری کرسی تیسری لوح چوتھے قلم پھر قلم کو حکم فرمایا اکتب یا قلم یعنے لکھ اے قلم عرض کیا قلم نے ما اکتب یا ربی یعنے کیا لکھوں اے پروردگار مرے ارشاد ہوا اکتب توحیدی یعنے مری توحید لکھ قلم نے کمال تعظیم و ادب سے لوح پر لکھا۔ لا الہ الا اللہ اوسیوقت رب جلیل کی درگاہ سے فرمان ہوا کہ لکھدے میرے نام سے ملا کے محمد رسول اللہ قلم نے جسوقت نام نامی و اسم گرامی ہمارے بادشاہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہزار برس تک سر سجدہ میں رہا پھر سر اوٹھا کر کہا السلام علیک یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور لکھا ہے فطاف نور محمد بالعرش قبل آدم بخمسین الف عام وہو یقول الحمد للہ یعنی نور محمدی عرش مجید کے طواف میں مشغول ہوا پچاس ہزار برس پہلے آدم علیہ السلام کے اور وہ نور مبارک کہتا تھا الحمد للہ یعنی تسبیح کرتا تھا حق سبحانہ تعالے نہایت خوش ہوا غیب سے آواز آئی نور شریف کو اے مرے حبیب جس طرح تم کو انبیا پر فضیلت و بزرگی دی ہے اوسی طرح تمہاری امت کو تمام امتوں سے بہتر بناؤنگا ہر طرحکی بزرگی و نعمتوں سے مالامال کرونگا جبکہ چاہا حق سبحانہ نے کہ پیدا کرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا جبریل کو میرے پاس لا وہ مٹی جو زمین کا دل اور نور ہے پس جبریل امین معہ فرشتگان مقرب زمین پر آئے اور مشت خاک اوس مقام سے لیکر کہ اب قبر مبارک ہے اوس میں نور محمدی کو ملایا اور خمیر کیا آب تسنیم میں پھر مانند موتی روشن کے بنا کر انہار بہشت میں غوطہ دیکر آسمان و زمین و دریا و پہاڑ ظاہر کیا کہ پہلے پیدا ہونے کے سب پہچانیں آپ کو پھر طواف اسکا کیا ملائکہ حوالی عرش و کرسی نے پس پہچانا آپ کو پہلے اس سے کہ جانیں آدم علیہ السلام کو یہ روایت روضۃ الاحباب کی ہے روایت کی واقدی نے ابن اسحاق سے کہ کہا ورقہ بن ثابت ہزلی نے جب تکبر ابلیس نے اپنی عبادت پر تو معارضہ کیا اوس سے حضرت جبریل نے واسطہ امتحان و آزمایش کے اور پھیرا اوسکو راہ فخر و ادعا سے اور کہا جبریل نے کہ نہیں تو فخر ہیں مگر بیشتر سب سے کیا فائدہ دیا تجھکو عبادت نے کہ محجوب رہا تو خدا تعالے سے اسواسطے کہ اللہ تعالے محجوب ہے عالم ملکوت میں بلکہ ہم زیادہ مشتاق ہیں تجھ سے طرف اللہ تعالی کی اور کئے ہمنے وہ نیک کام جو پسند تھے اللہ تعالے کو سو تعین کر

تنزول کا اپنے مفاخرے اور پستی کا اپنی بلندی سے کہا ابلیس نے کہ کیا سبب ہے وصول مشاہدہ آلہی کا کہا جبریل نے کہ امیدوار ہو رحمت آلہی کا اور اقرار کر اپنے قصور کا آگے غلبہ ربوبیت کے اور مضبوط پکڑ رسی عزت کی جو بہت مضبوط ہے اور آپ کو خادم کر اوسکا کہ پیدا ہوا ہے نور تکوین سے اور منقوش ہے اوس نور پر انک لمن المرسلین یعنی تو تحقیق بھیجے ہوؤں سے ہے ۔ پس متعجب ہوا ابلیس اس قول سے اور ترک کیا غرور عمل کو اور مستعد ہوا واسطے طلب کے اور کہا کہ اوس نے کہ بڑا تعجب ہے میں باوجود صدق نیت کے اعمال اور رجوع الی اللہ میں اور خلوص میں بطلب زیادت اور تخصص مثل میرے ہوئے اور میری برابر درجہ کمال قرب میں پہنچے ۔ میرا حال یہ ہے کہ جب میں سر اوٹھاتا ہوں ساتھ تسبیح کے تو دیکھتا ہوں گرداگرد عرش کے اور جب سجدہ کرتا ہوں دیکھتا ہوں ان چیزوں کو جو زیر عرش ہیں پس خطاب ہوا جناب آلہی سے کہ عزازیل سے کیا فخر کرتا ہے تو ہمپر اپنی اطاعت سے حالانکہ مینے توفیق دی تجھکو اپنی اطاعت اور حسن معاملت کی اور طاقت دی تجکو اپنی خدمت کی کس لیے کیا سوا میرے تجکو معلم ملائکہ کا قسم مجھکو اپنے عزت و جلال کی اگر نہ ہوتا احمد تو نہ پیدا کرتا میں فرشتوں کو اور نہ آسمان کو نہ روشن کرتا قمر کو نجاری کرتا قدر کو نہ نورانی کرتا شمس کو نہ ثابت کرتا عرش کو نہ پھیلاتا زمین نہ پیدا کرتا دوزخ اور بہشت کو اب جلد اختیار کر تو ایک بات ان دو سے کہ مارے تجکو اللہ تعالے درمیان جنت یا نار کے پس سیر شروع کی ابلیس نے تنہا یہانتک کہ گھسا عرش و کرسی میں اور تجسس کیا ہر جنی وانسے کو پس جبکہ گزرا ایک میدان میں دیکھا ملائکہ کو طرح طرح کی عبادت میں پس پایا سب کو شکر گزار بسبب ہونے کے سید دنیا و آخرت کے خدمت میں پھر جبکہ کھلا اوسپر معنی ان کے عبادت اور حسن ارادت کا زائد ہوا تعجب اوسکا اور دشوار جانا ایسی ذات بابرکات صاحب عظمت و شوکت کا اجسام ترابی سے اور کہا اے رب کہاں پاؤں میں اوسکو اور کیونکر مجالست کروں اوس سے پس فرمایا اللہ تعالے نے کہ جا طرف نہر سلسبیل کے کہ پائیگا تو وہاں طریقہ اوسکے دیکھنے کا پس گیا ابلیس اوس نہر پہ تو دیکھا وہاں ایک نور چمکتا کہ ظاہر ہوتی تھیں اوس میں سے صفات حسنہ اور طواف کرتے تھے اوس نور کا ملائکہ مقربین اور روحانین اور مسبحین اور صافین اور راکعین اور

ساجدین اور دعار اونکی عبادتکا تھا استغفار واسطے امت کے صاحب افتخار کے اور جب تسبیح کرتے یا سجدہ تو مغفرت مانگتے واسطے مومنوں کے پس حکم کیا اللہ تعالے نے ابلیس کو بلجا انکی جماعتمیں اور متابعت کرے انکے طریقہ کی پس اسی حال میں بلند ہوا نور احمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور روشن ہوا تو سجدہ کیا اوس نور کو ملائکہ نے ساتھ تعظیم کے اور بولے انک لعلی خلق عظیم ۔ یعنی تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر ۔ پھر جب گھیر لیا سب جماعت کو اوس نورانی گویا ہوئے زبان ابلیس کی حسد سے کہ کون پھریگا جہان کو اپنی عبادت سے اور فخر کیا ملائکہ پر اپنی مجاہدہ کا تو آواز آئی غیب سے کہ اے معشر ملائکہ دیکھو غور سے طرف فضائل کے پس دیکھا ملائکہ نے طرف اوس نور کے تو نظر آئیں اوسمیں چار آنکھیں پس بولے اے رب العزت ظاہر کر ہم پر حقیقت اس نور علی کی ارشاد ہوا یہ آنکھیں چشمہ ہیں اوس نور کی اور تلواریں ہیں اوسکی انصاروں کی اور نشانی ہیں اسکی سنت کی بحساب اپنی نسبتوں سے اور دروازہ اوسکے علم کے ہیں اور زینت اوسکے دین کی پہلی آنکھ تصدیق کی اور دوسری یقین اور تحقیق کی اور تیسری نور حیا اور توفیق کی اور چوتھی علم وتشریق کی پس عین التصدیق اوسکی صدیق کی ہے اور عین تحقیق اسکی فاروق کی اور عین حیا اوسکی داماد رفیق کی اور عین علم اوسکے بھائی اور شفیق کی ہے پس دیکھو ان سبھوں کو ساتھ تعظیم وتبجیل کے اور پڑھو واسطے ان کے دعار و استغفار پس کہا میں نے ان کے حق میں ۔ اَلصَّابِرِیْنَ وَالصَّادِقِیْنَ وَالْقَانِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ۔ روایت جبکہ نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ آپ کے والد ماجد سے منتقل ہو کر آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کو تفویض ہوا ایام حمل میں بہت خیر وبرکت اس سال میں شامل حال قریش کے ہوئی قحط دفع ہوا مینہ برسا زمین سرسبز ہوئی حتی کہ قریش نے اس سال کا نام سنۃ الفتح والابتہاج رکھا یعنی سال فتح وخوشی کا دو مہینے حمل کے گزرے تھے کہ حضرت عبداللہ آپ کے والد کا مدینہ میں انتقال ہوا شام کو قافلہ قریش کے ساتھ تجارت کو گئے تھے وہاں سے پھرتے ہوئے مدینہ میں اپنے ماموں کے پاس بیمار ہو کر ٹھہر گئے تھے کہ وفات پائی ایام حمل میں آپ کی والدہ شریفہ کو کوئی تکلیف اور گرانی جیسی حمل والی عورتوں کو معلوم ہوتی ہے نہیں ہوئی اور انہیں ایام میں آپ کی والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ تیرے

حمل میں ایسا شخص ہے کہ سردار عالم ہے جب پیدا ہو نام اوسکا محمد رکھنا صلی اللہ علیہ وسلم اور بوقت ولادت آپ کی والدہ نے دیکھا کہ ایک نور اونسے نکلا جس سے اونہیں مکانات شام کے نظر پڑے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فرمایا آپنے میں دعا ہوں ابراہیم کی اور بشارت عیسی کی اور جو دیکھا میری ماں نے سو ماں کے دیکھنے سے یہی نور مراد ہے اور دعا ابراہیم سے وہ مراد ہے جو سورہ بقر میں موجود و مذکور ہے۔ ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلو علیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم ط انک انت العزیز الحکیم ہ یعنی اے رب ہمارے قایم کر ان میں ایک پیغمبر ان میں سے کہ پڑھے اوپر تیری آتیں اور سکھائے انہیں کتاب وحکمت اور پاکیزہ کرے اونہیں بیشک تو ہے زبردست حکمت والا جب حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل نے خانہ کعبہ مکہ میں بنایا بعد فراغت کے اسکی بنا رے یہ دعا مانگی تھی اور بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے وہ بشارت مراد ہے جو انجیل میں ہے اور سورہ صف میں اسکا ذکر آیہ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِ اِسْمُہٗ اَحْمَدُ میں ہے یعنی خوشخبری دینے والا ہوں ایک پیغمبر کی کہ آوینگے بعد میرے نام اوسکا احمد ہے۔

ذکر ولادت باسعادت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور واقعات عجیبہ وغریبہ یعنی ان کرامتوں کا جو پیدا ہونے سے پہلے ظاہر ہوئیں۔

روضۃ الاحباب سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت عبداللہ نے عبدالمطلب سے کہا کہ جب میں جنگل کیطرف جاتا ہوں ایک نور میری پشت سے نکلکر دو حصہ ہو جاتا ہے ایک جانب شرق دوسرا جانب غرب کو چلا جاتا ہے پھر تھوڑی دیر میں آکر بادل کی صورت بنکر مجھپر سایہ کرتا ہے پھر آسمان کو چڑھ جاتا ہے دروازے آسمان کے کھل جاتے ہیں جب زمین پر بیٹھتا ہوں زمین سے آواز آتی ہے کہ حامل نور محمدی تجھپر سلام اور سوکھے درخت کے پاس جاتا ہوں اسیوقت سرسبز ہو جاتا ہے اور مجھپر سایہ کرتا ہے جب وہاں سے اٹھتا ہوں پھر خشک ہو جاتا ہے عبدالمطلب نے کہا مبارک ہو تجھکو تیری پشت سے

پیغمبروں کا سردار پیدا ہوگا۔ **روایت** شواہدۃ النبوۃ و روضۃ الاحباب و دیگر کتب سیر میں ہے کہ ایک روز عبداللہ وہب زہری کے ساتھ شکار کو گئے تھے یکایک نوّے سوار یہودی ہتیار بند تلواریں زہر آلود اون کے ہاتھوں میں ملک شام کی طرف سے نمودار ہوئے وہب زہری نے آگے بڑھ کر پوچھا کہاں جاتے ہو جواب دیا کہ عبداللہ کے مارنے کو آئے ہیں وہب نے کہا اونس نے تمہارا کیا گناہ کیا ہے۔ کہا گناہ تو کچھ نہیں مگر اوسکے ایسا بیٹا ہوگا کہ اوسکا دین سب دینوں کو موقوف و منسوخ کرے گا اسلئے ہمنے چاہا کہ عبداللہ کو ہلاک کریں تاکہ وہ شخص پیدا نہ ہو تب وہب نے کہا تم سب بیوقوف ہو اتنا نہیں جانتے کہ اگر پیدا کرنا اوسکا خدا کو منظور ہے تو تم کس طرح مار سکوگے اتنے میں ستر سوار غیب سے ظاہر ہوئے اور ان یہودیوں کو قتل کر ڈالا وہب زہری نے جب یہ کرامت دیکھی ارادہ کیا کہ اپنی دختر کا نکاح اس سے کیجئے پھر حضرت عبداللہ کو مکہ میں لائے اور عبدالمطلب سے تمام واقعہ بیان کیا اور پیغام بھیجا کہ میں اپنی دختر کی شادی عبداللہ سے کیا چاہتا ہوں عبدالمطلب سنکر خوش ہوئے اس لئے کہ وہ ہمیشہ اسی تلاش میں رہتے تھے کہ کوئی لڑکی نیک بختی و خوبصورتی میں لاثانی ہو جیسے کہ عبداللہ ہیں چنانچہ جملہ خوبیاں حضرت بی بی آمنہ میں موجود تھیں القصہ دن مقرر ہوکے شادی مبارک ہوئی جمادی الثانی کی پانچویں تاریخ جمعہ کی رات کو حضرت عبدالمطلب نے خواب دیکھا کہ عبداللہ کے گھر سے ایک سرخ تارا نکلکر آسمان پر چڑھتا جاتا ہے جب آسمان کے قریب پہنچا تمام دنیا کی برابر ہوگیا چاند اور تارے سب اوسکی روشنی میں چھپ گئے اس خواب کو عبدالرحمن معبر سے کہا اوسنے کہا مبارک ہو عبداللہ کے ایسا پیغمبر ہوگا کہ اوسکا دین سب دینوں پر غالب ہوگا تمام جہان کو گھیرے گا قیامت تک قایم رہے گا **روایت** بارہویں تاریخ جمعرات کو جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نور نے والدہ معظمہ کے شکم میں قرار پایا اسی شب کو ساتوں آسمانوں میں پکارا گیا کہ تمام عالم کو نور سے روشن کردو اور دروازہ جنت کے کھولدو سارے جہان کو خوشبو سے مہکادو واسطے تعظیم نور محمدی کے جو آج کی رات شکم مادر میں رونق افروز ہوا ہے یہ حکم سنکر عرش و کرسی مارے خوشی کے جھومنے لگے اور فرشتوں میں مبارکباد ہونے لگی۔

حضرت جبرئیل فرشتوں کی فوج لیکر دنیا میں آئے اور نشانِ سبز بام کعبہ پر نصب کرکے پکارا کہ یہ نشان پیغمبر آخر زماں کا ہے تم کو مبارک ہوائے زمین والو کہ نور محمدی نے آج کی شب آمنہ کے شکم میں آرام فرمایا یہ نبی سارے جہان سے بہتر اور اوسکی امت سب امتوں سے بہتر ہوگی کیا خوب نصیب اونکا جو آپ کی امت میں پیدا ہوکے آپ کی فرمانبرداری کرینگے۔ **روایت** روضۃ الاحباب سے منقول ہے کہ جس رات نور محمدی آپ کی والدہ شریفہ کو تفویض ہوا تمام جہان کے بت سرنگوں ہوئے اور تمام زمین روشن ہوگئی شیاطین خلق کے بہکانے سے بند ہوئے فرشتوں نے شیطان کا تخت اوٹھاکر سمندر میں پھینک دیا ایک فرشتہ چالیس دن تک اوسکو ڈبوتا رہا اور شیطان کو فرشتوں نے ایسا مارا کہ بھاگ کے کوہ ابوقبیس میں جا چھپا اور اسقدر چلایا کہ تمام لشکر اوسکا جمع ہوگیا اور کہا کہ اے پیشوا ہمارے کسواسطے روتا ہے جواب دیا بڑی مصیبت کا سامنا ہے کہ آج کی رات نور محمدی نے شکم مادر میں قرار پایا عزت دنیا و آخرت کی اوس سے ہے وحدانیت کی شمشیر برہنہ لیکر اوٹھیگا ہمارا جینا دشوار ہوگا اگلے دینوں کو منسوخ کرے گا اور برے کاموں کو منع نجوم کو دور کریگا حق کو فروغ ہوگا ظلم معدوم انصاف کو رونق بخشیگا مساجد کو ایسا آراستہ کرے گا جس طرح تاروں سے آسمان جابجا ذکر اللہ وردِ زبان ہوگا اور امت جماعت کو لازم پکڑے گی ہمارا کچھ بس نہ چلیگا۔ **روایت** مواہب لدنیہ میں ہے کہ اس رات کو تمام جانور دریا و جنگل کے بولنے لگے اور کہنے لگے کہ قسم ہے رب کعبہ کی آج کی شب نور محمدی نے رحم مادر میں آرام کیا وہ امام جہاں اور چراغ عالم کا ہوگا اس رات کی صبح کو بادشاہان روئے زمین کے تخت اولٹے اور زبان بند ہوگئی تمام دن نطق سے عاری رہے مغرب کے وحوش وطیور مشرق کے جانوروں کو خوشخبری سنانے لگے عرب میں چند سال سے قحط سخت تھا درختوں کے تنے خشک ہوگئے تھے اور سبزہ زمین سے نہ اوگتا تھا آدمی جانور سب لاغر ہوگئے ہوگئے تھے جب نور کامل السرور والدہ معظمہ کو تفویض ہوا اسقدر پانی برسا کہ ندی نالے چڑھ گئے زمین و درخت سبز ہوگئے خیر و برکت سے سب لوگ آسودہ ہوگئے اور کل جہان کی عورات کو لڑکو نکی امید ہوئی اور آمنہ خاتون کو آواز آئی کہ آج تمہارے شکم میں نبی آخر الزماں تشریف فرما ہیں۔

پہر آپ کی والدہ نے خواب دیکھا کہ ایک نور میرے شکم سے ایسا ظاہر ہوا کہ اوسکی روشنی سے بصرے کے مکان اچھی طرح سے نظر آنے لگے۔ مدارج النبوۃ ومواہب لدنیہ میں ہے کہ آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں جب مجکو امید ہوئی ماہ رجب تھا ایک رات خواب دیکھا کہ ایک شخص بڑی روشنی اور خوشبو کے ساتھ آکر میرے پاس کہنے لگا مرحبا بک یا مصطفٰے مینے کہا آپ کون ہیں۔ فرمایا آدمؑ ہوں خوشی سنانے آیا ہوں تمہارے پیٹ میں سردار ہے تمام عالم کا دوسرے مہینے حضرت شیثؑ نے بشارت دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یا حَبِیْبَ اللہ تیسرے مہینے حضرت ادریس نے خوشی سنائی اور کہا السلام علیک یا حبیب اللہ۔ چوتھے ماہ حضرت نوح نے مبارک بادودی اور حضرت صلعم کو سلام کیا پانچویں مہینے حضرت ہود نے مبارکباد کہی چھٹے مہینے حضرت ابراہیم نے خوشخبری سنائی ساتویں ماہ حضرت اسمٰعیل نے بشارت اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آٹھویں مہینے حضرت موسٰے نے کہا السلام علیک یا حَمَالَ مُلکِ اللہ پہر مجھ سے فرمایا کہ اے آمنہ مبارک ہو تمہارے شکم میں رسول آخرالزماں ہے نویں مہینے ایک شخص آیا اور حضرت کو سلام کیا مینے کہا آپ کون ہیں فرمایا میں عیسٰے بن مریم ہوں مبارک ہو تم کو اے آمنہ یہ رسول معظم ہے۔ الغرض جب مدت حَمَل پوری ہوچکی بارہویں تاریخ شہر ربیع الاول اوائل عام فیل کے مطابق سنہ ۴۰ حکومت نوشیرواں عادل بروز دوشنبہ وقت صبح صادق آفتاب عالمتاب رسالت مطلع قدم سے جلوہ افروز ہوا یعنی امام المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین تاج عالم فخر آدم محبوب خدا جناب محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے علیہ الصلوۃ والسلام ہزاراں ہزار شوکت واقبال وجاہ وجلال سے تولد ہوئے یعنی جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تمام زمین وآسمان میں جابجا قدرت آلہی کا ظہور تھا سارے عالم پر ایک نور تھا جہاں شوکت محمدی سے معمور تھا ہر دین میں جو شخص اپنی قوم کا عالم ورہنما تھا اپنی اپنی طرح پر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر دیتا تھا اہل کتاب اپنی کتاب اور اہل نجوم ستاروں کے حساب سے اور کاہن اپنے ضابطہ وآئین سے اور فال والے اپنے قوانین سے لوگوں کو

مطلع کرتے تھے۔ **روایت** ہے کعب بن احبار سے کہ دیکھا میں نے توریت میں کہ خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی زمانہ تولد حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اور موسیٰ نے خبر دی کہ فلاں ستارہ جس وقت حرکت کرے اور اپنی جگہ سے گزرے پس جان لو کہ وہ وقت متولد ہونے نبی آخر الزماں کا ہے۔ علمار بنی اسرائیل میں ہمیشہ پشت در پشت یہ نشان و علامت حضور علیہ السلام کی تلقین ہوتی رہی **سیرت حلبی**۔ لیکن جب ایام ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک آئے اکثر علمائے یہود کے دل میں بغض و عناد پیدا ہوا۔ کہ افسوس اب تمام آدمی اسی نبی پر ایمان لائیں گے ہماری کساد بازاری ہو جائیگی۔ **روایت** ہے حسّان بن ثابت سے کہ میں آٹھ سات سالہ لڑکا تھا اور سب باتیں سمجھتا تھا۔ مدینہ میں ایک یہود کو دیکھا کہ چلّاتا اور فریاد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے قوم یہود کی یہاں آؤ وہ کہنے لگے کمبخت تجھکو کیا ہوا ہے کہنے لگا آج وہ ستارہ جو محمد مصطفےٰ کے پیدا ہونے کا نشان تھا نکل آیا۔ یہ روایت ابو نعیم اور بیہقی نے کی ہے۔ **روایت** ہے حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک یہودی مکہ معظمہ میں رہتا تھا جب وہ رات آئی جس میں نبی کریم علیہ السلام متولد ہوئے۔ پوچھا اُس یہودی نے اے جماعت قریش کیا آج پیدا ہوا تم میں کوئی لڑکا۔ کہا ہم کو معلوم نہیں۔ اُسنے کہا تلاش کرو اپنی قوم و برادری میں بیشک آج پیدا ہوا ہے نبی اس اُمت کا اُس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان ایک نشان ہے۔ پس قریش نے معلوم کیا کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ وہ یہودی قریش کے ہمراہ آپ کے دولت خانہ پر آیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور تمام علامات کو اُن میں ظاہر پایا۔ بیہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا جاتی رہی نبوت بنی اسرائیل سے اور خبردار ہو اے قریش قسم ہے اللہ کی بیشک اسکی وجہ سے تمہاری قوم میں شوکت و شان ہویدا ہوگی۔ مشرق سے مغرب تک اُس کا چرچا ہوگا۔ یہ روایت کی یعقوب بن سفیان نے ساتھ اسناد حسن کے۔ چنانچہ فتح الباری شرح بخاری میں مذکور ہے۔ **مواہب لدنیہ**۔ اور یہ حدیث صدیقہ سے حاکم نے بھی روایت کی ہے۔ **شرح مواہب**۔ اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عجائب وغرائب تاثیرات ولادت سے یہ ہے جو روایت بیہقی اور ابونعیم وابن عساکر وغیرہ سے منقول ہے۔ کتب معتبرہ میں ہے کہ ملک شام جو اہل اسلام کا مقام ہے اُسکی راہ میں ایک رود خانہ تھا جس کا نام سماوہ تھا۔ ایک ہزار سال سے اس کا پانی خشک ہوگیا تھا۔ آپ کی برکت سے جاری ہوگیا۔ اور دریائے ساوہ جو کفار کی عملداری یعنی بلاد فارس میں ایک دریا تھا اور اُس کا عرض وطول اٹھارہ میل سے زیادہ تھا خشک ہوگیا اور نوشیرواں کے محل میں زلزلہ آیا اور پھٹ گیا اور چودہ کنگرے گر پڑے اور اُسکے شق ہونے سے ایک آواز دہشت ناک پیدا ہوئی۔ اور محل سوگز کا اونچا تھا۔ نہایت مضبوط ومستحکم تھا اور فارس کی آگ جسکو آتش پرست پوجتے تھے اور ہزار سال سے روشن تھی تاثیر جلال محمدی سے بجھ گئی نوشیرواں یہ حادثات معائنہ کرکے گھبرایا خاص مصاحبوں سے مشورہ کرکے کشف حال کے لئے عبدالمسیح کو سطیح کاہن کے پاس جو علم کہانت میں بڑا مشاق تھا اور بڑی بڑی مشکلات کو حل کرتا تھا روانہ کیا اُس وقت سطیح حالت نزع میں مبتلا تھا بیان عبدالمسیح سُنکر اُٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ اے عبدالمسیح جبکہ ظاہر ہو تلاوت و صاحب عصا یعنی آنحضرت علیہ السلام کا ظہور ہو تو سماوہ جاری ہو اور دریائے ساوہ خشک ہو اور فارس کی آگ بجھ جائے۔ اُس وقت سلطنت بادشاہان فارس کی منقطع ہو جائے گی اور سطیح کو موت آئے گی اور کہانت ملک شام کی اُٹھ جائے گی جس وقت سطیح نے یہ کلام عام کیا اُسیوقت مر گیا **شرح مواہب وروضۃ الاحباب** اور منجملہ کرامات ولادت سے یہ ہے کہ عروہ بن زبیر روایت کرتے ہیں کہ قریش کے بت خانہ میں ایک بُت تھا کہ ہر برس ایک بار اُسکے پاس جاکر اعتکاف کرتے اور اونٹ ذبح کرتے اور دعوتیں کھلاتے اور بڑی خوشی کرتے اور اُس روز کو عید جانتے تھے اتفاقاً ان ایام عید میں ایک رات پاس اُس بُت کے گئے اُس بت کو سر کے بل گرا ہوا دیکھا کمال تعجب ہوا قریش نے پھر اُسکو اُٹھا کر قایم کیا بعد ایک لحظے کے پھر گر گیا پھر اُٹھایا پھر سر کے بل گر گیا قریش نہایت مشوش ہوئے پھر اُسکو اُٹھا کر مضبوط قایم کیا بُت کے اندر سے یہ آواز آئی کہ ایک شخص کہتا ہے کہ یہ بت سر کے بل ایک مولود مسعود کے سبب سے گرا ہے جسکے

نور سے تمام راستے روئے زمین کے مشرق سے مغرب تک روشن ہو گئے. تمام بت اوندھے ہو گئے اور بادشاہوں کے دل اُسکے رعب سے کانپ گئے **روضۃ الاحباب**. اور منجملہ برکات ولادت باسعادت آنحضرت صلعم کی یہ ہے عثمان بن العاص کی والدہ یعنی فاطمہ بنت عبد اللہ ثقفیہ جو صحابیہ ہیں روایت کرتی ہیں کہ جس وقت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے میں نے دیکھا گھر نور سے بھر گیا اور ستارے آسمان سے میری طرف جھکے جاتے تھے گویا کہ مجھپر گر پڑیں گے روایت کی یہ بیہقی و ابن عبد البر وغیرہ نے **روایت** کرتے ہیں ابن حبان و حاکم اسناد صحیح سے کہ دیکھا حضرت آمنہ نے وقت ولادت نبی علیہ السلام کے ایک نور پھیلا ہوا جس سے ملک شام کے محل نظر آئے **مواہب لدنیہ** اور ایک روایت حضرت آمنہ سے یوں منقول ہے کہ روشنی ہو گئی اُس نور سے مشرق سے مغرب تک اور ملک شام کے بازار اور محل روشن ہو گئے یہاں تک کہ مجھکو بصرے کے اونٹ نظر آئے اور اُن کی گردنیں میں نے دیکھیں. **سیرت حلبی** حضرت عبد الرحمن بن عوف کی ماں کہ اُنکا نام شفا تھا روایت کرتی ہیں کہ جب آنحضرت صلعم پیدا ہوئے آپ میرے ہاتھوں میں آئے چھینک لی اور کہا الحمد للہ میں نے سُنا ایک شخص نے رحمک اللہ یعنی رحم کرے اللہ آپ پر اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور روشن ہو گیا مشرق سے مغرب تک یہاں تک کہ دیکھے میں نے بعض محل شام کے پھر میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کپڑے پہنا کر لٹا دیا. ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میرے آگے ایک اندھیرا چھا گیا جی خوف سے گھبرا گیا. بدن میں لرزہ طاری ہو گیا اور حضرت صلعم کو کوئی شخص اُٹھا لے گیا. پھر میرے داہنی طرف نور پیدا ہوا- اور سنا میں نے اُس وقت کہ کوئی دوسرے شخص سے پوچھتا ہے کہاں لے گیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کسنے جوابدیا کہ میں اُن کو مغرب کی طرف لے گیا اور تمام مکانوں میں پہنچایا. پھر کہا شفاؓ نے کہ میرے بائیں طرف ایک نور پیدا ہوا اُس طرف بھی ایک کہنے والا کہتا تھا کہاں لے گیا تو محمد صلے اللہ علیہ السلام کو جوابدیا کہ میں اُن کو مشرق کی طرف لے گیا اور متبرک مکانوں میں پہنچایا. اور ابراہیم خلیل اللہ کے پاس لے گیا اُنہوں نے اپنے سینہ سے لگایا اور پاکیزگی اور برکت کے ساتھ اُن کے حق میں دعا کی

اور کہا شفا نے کہ پھر اُس وقت وہ شخص کہنے لگا بشارت ہو تم کو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ساتھ شرف وعزت و دنیا وآخرت کے کہ آپ نے دستاویز محکم مضبوط پکڑا ہے جو کوئی آپ کے نہال دین کی شاخ پکڑے گا اور آپ کے فرمودہ پر عمل کرے گا۔ قیامت کو آپ کے گروہ میں اُٹھے گا کہا شفا نے کہ یہ بات اُس روز سے میرے دل میں رہی یہاں تک کہ جب آپ کو نبوت ہوئی میں آپ پر ایمان لائی۔ اور جو لوگ آپ پر سب سے پہلے ایمان لائے تھے میں بھی اُن میں داخل ہوئی **شرح مواہب وروضۃ الاحباب**۔ اور روایت طبرانی اور ابو نعیم وغیرہ سے ثابت ہی کہ آپ ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے اور کسی نے آپ کی شرم گاہ کو نہیں دیکھا تصحیح کی اس حدیث کی حافظ حدیث ضیاء الدین مقدسی نے اور کہا زرکشی وغیرہ نے کہ بیشک اُن کی تصحیح حاکم کی تصحیح سی بہت اعلیٰ ہی اور حدیث اسحاق بن عبد اللہ میں ہے کہ فرمایا حضرت آمنہ نے پیدا ہوئے مجھ سے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نہایت پاکیزہ اور نہ تھی آپ کے بدن مبارک پر کچھ آلودگی **مواہب لدنیہ** اور ابن اسحاق سے روایت ہی کہ حضرت آمنہ نے ایک آدمی حضرت عبد المطلب کے پاس بھیجا کہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ آپ تشریف لائیے اور ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت عبد المطلب نے آکر آپ کو دیکھا اور حضرت آمنہ نے کل معاملہ جو وقت ولادت شریف غیب سے پیش آیا تھا بیان کیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عبد المطلب آپ کو خانہ کعبہ شریف میں لے گئے اور کھڑے ہو کر جناب مجیب الدعوات میں دعا کی اور شکر الٰہی بجا لائے۔ **شرح مواہب زرقانی**۔ **فائدہ** پیدائش کے وقت جو ایک نور نکل کر مشرق سے مغرب تک پھیل گیا اُس میں اشارہ یہ تھا کہ آپ کا نور معرفت وہدایت تمام زمین میں پھیلے گا اور شرک وکفر کی تاریکی عالم سے مٹا دیگا۔ اور ملک شام کا زیادہ روشن ہونا اُس نور سے یہاں تک کہ وہاں کے محل اور اونٹ حضرت آمنہ کو نظر آئے۔ سبب یہ تھا کہ ملک شام کو نور نبوت سے زیادہ خصوصیت ہے۔ اور وہ آپ کا دار الملک ہی چنانچہ ذکر کیا ہے کعب الاحبار نے کہ پہلی کتابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان یوں لکھا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہونگے اور مدینہ میں ہجرت کرینگے اور ملک شام میں آپ کی حکومت ہو گی۔ **روایت** ہی ابن عباس سی

کہ جب پیدا ہوئے نبی صلعم تب رضوان داروغہ بہشت نے آپ کے کان میں کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں تم کو خوشخبری سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کا علم آپ کو عنایت فرمایا پس آپ کل انبیا سے زیادہ ہیں علم و شجاعت میں اور حضرت آمنہ فرماتی ہیں جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اُن کے ساتھ ایک نور نکلا جس سے تمام مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہو گئی۔ پھر بیٹھے آپ زمین پر دونوں ہاتھ ٹیک کر۔ پھر ایک مشت مٹی زمین سے اُٹھائی اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا۔ یہ روایت ابن سعد نے ایک جماعت سے مثل ابن عباسؓ و عطا وغیرہ کے کی ہے **مواہب لدنیہ**۔ واضح ہو کہ اُس وقت آپ کا زمین پر آنا۔ اور مشت خاک اُٹھانا اشارہ تھا کہ آپ روئے زمین پر غالب آئیں گے۔ چنانچہ قبیلہ بنی لہب کے لوگ جو شگون و فال کا بڑا علم رکھتے تھے یہ خبر سُنکر کہنے لگے کہ اگر یہ فال سچ ہے البتہ یہ لڑکا غالب ہوگا۔ اہلِ زمین پر کیونکہ اُسنے زمین پہ ہاتھ مارا ہے۔ پس بلاشک اُسکو روئے زمین پر قبضہ ملا ہے۔ اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھنا اشارہ تھا۔ اگرچہ روئے زمین پر غالب ہوں لیکن مجکو اُسپر التفات نہیں بلکہ میں آسمان کی طرف دیکھتا ہوں کیونکہ مجکو عالم علوی پر نظر ہے **شرح مواہب**۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ جس وقت حضرت پیدا ہوئے چار عورتیں آسمان سے اُتریں۔ ایک بی بی حوّا دوسری بی بی آسیہ۔ تیسری بی بی سارا چوتھی بی بی ہاجرؓ ایک کے پاس سونے کا طبق دوسری کے پاس زمرد کا لوٹا تیسری کے پاس حریر سفید چوتھی کے پاس عطر بہشتی۔ چاروں عورتوں نے نہلا دُھلا کر حریر سفید پہنایا۔ عطر بہشتی لگایا اور میری گود میں حضرت کو دیا اور اِس طرح کہنے لگیں اے آمنہ تم کو اللہ تعالےٰ نے مخدومہ جہان کیا۔ آغوش میں لو رسولِ زمان صلی اللہ علیہ وسلم کو بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ اُس وقت میری گود سے آپ زمین پر اُترے سجدہ کیا اور فرمانے لگے یَا رَبِّ هَبْ لِي أُمَّتِي۔ یعنی اے پروردگار میرے واسطے میری اُمت کو بخشدے۔ غیب سے آواز آئی هَبْتُكَ أُمَّتَكَ بخشا میں نے تیری اُمت کو بسبب تیری عالی ہمتی کے۔ اور حق تعالےٰ نے فرشتوں کو فرمایا گواہ رہو اے ملائکہ دوست میرا نہ بھولا اپنی اُمت کو

ذکر محفل میلاد شریف

ولادت کے وقت بھی۔ پھر کیونکر بھولے گا دن قیامت کے۔ واقعی مسلمانوں بڑی خوشی کا مقام ہے کہ ایسا رسول شفیق و رفیق رحیم و کریم ہمکو ملا ہے جس نے آتے ہی ہماری بخشش کی فکر فرمائی لازم ہے کہ شب و روز اُس رؤف و رحیم پیغمبر پہ درود و سلام بھیجا کریں۔ اللھم صل وسلم وبارک علیہ

نکتہ لطیفہ۔ پیدا ہونا آپ کا بروز جمعہ یا بماہ رمضان یا اور کسی دن میں جو متبرک مشہور ہیں اُس میں یہ نکتہ ہے کہ یہ بات نہ کہی جاوے کہ آپ کو برکت دن اور مہینے سے حاصل ہوئی بلکہ ایسے دن اور مہینے میں پیدا ہوئے کہ اُس کو برکت اور شرف آپ کے سبب سے حاصل ہوا۔ ماہ ربیع الاول روز دوشنبہ کو آپ کے سبب سے شرف عظیم حاصل ہوا۔ **فائدہ** حرمین شریفین اور اکثر بلاد اسلام میں یہ عام رواج ہے کہ ماہ ربیع الاول میں محفل میلاد شریف کرتے ہیں اور مُسلمانوں کو مجتمع کر کے رسالہ مولد شریف پڑھتے ہیں۔ اور کثرت درود کی کرتے ہیں۔ اور بطور دعوت کے کھانا یا شیرنی تقسیم کرتے ہیں۔ یہ امر موجب برکات عظیمہ ہے۔ اور سبب ہے ازدیاد محبّت کا ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ بارہویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ محفل شریف و متبرک مسجد شریف میں اور مکہ معظمہ میں مکان ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوتی ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فیوض الحرمین میں لکھا ہے۔ کہ میں اُس مجلس میں جو کہ مکہ معظمہ میں مکان مولد شریف میں تھی بارہویں ربیع الاول کو حاضر ہوا۔ رسالہ ولادت شریف اور خوارق عادات وقت ولادت کا پڑھا جاتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ یکبارگی کچھ انوار اُس مجلس سے بلند ہوئے۔ میں نے اُن انوار میں تامل کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار ملائکہ ہیں جو ایسے محافل متبرکہ میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ علاوہ ازین اور بھی انوار رحمت الٰہی کے آتے تھے۔ سو مسلمانوں کو چاہیئے کہ بمقتضائے محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محفل شریف کیا کریں۔ اور اُسمیں شریک ہوا کریں۔ مگر شرط یہ ہو کہ بہ نیت خالص کیا کریں۔ رونمائش کو دخل نہ دیں۔ اور یہی احوال صحیح اور معجزات کا حسب روایات معتبرہ بیان ہو۔ اکثر لوگ جو اس محفل میں فقط شعر خوانی پر اکتفا کرتے ہیں یا روایات واہیہ نامعتبر سُناتے ہیں خوب نہیں ہے۔ یہ بھی علمار نے لکھا ہے کہ اس محفل میں ذکر وفات شریف کا نہ چاہیئے اس لئے کہ یہ محفل واسطے خوشی میلاد شریف

کے منعقد ہوتی ہیں۔ ذکر غم جانکاہ اس میں محض نازیبا ہے۔

حال رضاعت و دیگر حالات زمان طفولیت

سات روز تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ اپنی والدہ ماجدہ کا پیا بعد اسکے ثوبیہ لونڈی ابولہب کی تھی اُس کو بوقت پہنچانے خبر ولادت شریف کے اُسنے آزاد کیا تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ میں نے ابولہب کو بعد موت کے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا اُسنے کہا کہ عذاب شدید میں مبتلا ہوں۔ مگر شب دوشنبہ کو ہمیشہ انگشت شہادت اور وسطے سے کہ اشارے سے اُسکے میں نے ثوبیہ کو بسبب پہنچانے بشارت ولادت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آزاد کیا تھا کچھ پانی مجھے چوسنے کو مل جاتا ہے کہ اس سے ایک گونہ عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ علمائے محدثین نے اس روایت کے لکھنے کے بعد لکھا کہ جب ابولہب کافر کو جسکی مذمت قرآن شریف میں تصریح وارد ہے بسبب خوشی ولادت شریف کے تخفیف عذاب ہوئی تو جو مسلمان خوشی ولادت شریف ظاہر کرے خیال کرنا چاہیئے کہ اُسکو کس قدر ثواب عظیم ہوگا۔ اور کیا کیا برکات شامل حال اُسکے ہوں گی۔ پھر ام ایمن نے شیر پلایا۔ بعد اسکے حلیمہ سعدیہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ قریش کا دستور تھا کہ لڑکوں کو دودھ پلانے والیوں کو دیدیا کرتے تھے اور وہ اپنے گھر لیجاکر دودھ پلایا کرتی تھیں۔ بعد ختم ایام رضاعت کے ماں باپ کے پاس پہنچا دیا کرتی تھیں۔ اور والدین دودھ پلانے والیوں کو نقد و جنس دیکر رضامند کرتے تھے۔ سو حضرت حلیمہ اپنے وطن سے کہ نواح طایف میں تھا اور عورتوں کے ساتھ مکہ کو واسطے لینے لڑکوں کے آئیں اور عورتوں نے آپ کو یتیم سمجھکر نہ لیا یہ سعادت نصیب حلیمہ سعدیہ کی ہوئی اور بہت برکات بسبب آپ کے شامل حال حلیمہ کے ہوئیں مادہ خر سواری حلیمہ کی بسبب لاغری کے چل نہیں سکتی تھی جب آپ حلیمہ کے ساتھ اُسپر سوار ہوئے ایسی تیز رفتار ہوگئی کہ سب قافلہ کی سواریوں سے آگے جاتی تھی۔ **روایت** حضرت حلیمہ نے فرمایا کہ جس سال رسول خدا صلعم پیدا ہوئے ہم لوگوں کو قحط سالی کی بڑی تکلیف تھی۔ فاقوں کے مارے مجکو غش آجاتا تھا بغیر

دودھ کے میرا بچہ بھوکا رات دن روتا تھا۔ ایک رات خواب میں ایک شخص نے مجکو دودھ کے دریا میں کھڑا کر کے کہا جتنا تم سے پیا جائے خوب سیر ہو کے پیلو کہ اسکی برکت سے عیش و آرام اور عزت دو جہان کی ملیگی اور تمہارے شیر میں برکت ہوگی۔ میں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ مزہ اُس کا شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ پھر اُسنے کہا تم مجکو نہیں جانتی ہو میں وہی شکر ہوں جو تم تکلیف کی حالت میں کیا کرتی تھیں۔ اب مکہ جاؤ وہاں ایک نور پیدا ہوا ہے اُسکو اپنے گھر لاؤ کہ اُسکی بدولت بڑی مالدار ہو جاوگی مگر یہ خواب ہرگز کسی سے نہ کہنا۔ جب بیدار ہوئی اپنا حال کچھ اور ہی دیکھا وہ بھوک پریشانی ذرا بھی نہ رہی۔ چھاتیوں سے دودھ ٹپکنے لگا۔ اور چہرہ میرا ایسا روشن ہو گیا کہ دیکھنے والوں نے تعجب کیا۔ جب قافلہ مکہ کو چلا میں بھی ساتھ ہوئی۔ غیب سے آواز آئی کہ آگاہ ہو لوگوں حق تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اسکے برس عورتوں کو بیٹے نصیب کئے۔ سب کی مشکلوں کو آسان کیا۔ وہ مہر درخشاں روزگار اور قمر تاباں شب کا رہے۔ کیا خوش نصیب وہ دایہ ہو جو اُسکو دودھ پلاوے۔ جب یہ آواز عورتوں نے سُنی اپنی اپنی سواریوں کو تیز کیا۔ قافلہ سے بوجہ لاغری سواری کے پیچھے رہ گئے تھے۔ اُس وقت غیب سے آواز آئی کہ حلیمہ تم بڑی نصیب والی ہو۔ پھر دو پہاڑوں کے درمیان سے ایک فرشتہ دراز قد مثل لمبی کھجور کے نور کا کوڑہ ہاتھ میں لئے ہوئے آیا میری سواری کو کوڑا مار کر تیز قدم کیا اور کہا اے حلیمہ خداوند کریم نے تم کو خوشی سُنائی اور مجکو حکم ہوا ہے کہ شیطان اور تمام موذیوں سے تمہاری حفاظت کروں۔ **مواہب لدنیہ** میں دائی حلیمہ کا قصہ طبرانی اور بیہقی اور ابونعیم وغیرہ چھ روایان حافظ حدیث سے منقول ہے اور روضۃ الاحباب میں ابن عباس سے ایک روایت طویل اس باب میں مذکور ہے دونوں کا خلاصہ بطور انتخاب لکھتا ہوں اور بعض روایات حلبی و زرقانی بھی درج کرتا ہوں۔ روایت کی مجاہد نے ابن عباس سے کہ ایک فرشتے نے آسمان میں آواز دی کہ یہ محمد سید الانبیاء ہیں۔ کیا خوش نصیبی ہے اُس پستان کی جو دودھ پلائے اُن کو۔ پس جھگڑنے لگے تمام جانور اور جنات اور جانوروں نے کہا ہم اس خدمت کے اُمیدوار ہیں جنات بولے ہم اسکے مستحق و سزاوار ہیں۔ پس غیب سے آواز آئی کہ تم نہ جھگڑو اللہ تعالے نے یہ نعمت سعادت انسانوں میں

خاص حلیمہ سعدیہ کو عنایت فرمائی ہی۔ حلیمہ کہتی ہیں اُس ایام میں قحط کی سختی تھی اور معاش کی تنگی۔ تب میں نے اور میری قوم کی چند عورتوں نے مکّہ کا ارادہ کیا کہ وہاں سے دودھ پلانے کے واسطے شرفائے عرب کے لڑکے لائیں اور ان کی خدمت گزاری کر کے حسب دلخواہ انعام پائیں جب مکّہ سے چھ کوس پر ہم نے مقام کیا۔ میں نے خواب دیکھا ایک درخت سرسبز میرے سر پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ اِس عرصے میں ایک درخت خرما نظر آیا جس پر بہت پختہ چھوارے لگے ہوئے ہیں اور تمام عورتیں برادری کی میرے گرد ہیں اور کہتی ہیں اے حلیمہ سعدیہ تو ہماری سردار اور ملکہ ہی اور اس درخت سے ایک چھوارہ میری گود میں گرا میں نے اُٹھا کر کھایا شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ ایک مُدّت تک مزہ میرے مذاق سے نہ گیا۔ میں نے اس خواب کو کسی سے ظاہر نہ کیا جس وقت ہم سب عورتیں مکّہ میں داخل ہوئیں سب عورتوں کو ایک ایک مالدار لڑکا مل گیا اور میں باقی رہ گئی۔ اپنے دل میں نہایت غمگین ہوئی۔ اس عرصہ میں ایک شخص صاحب شان ظاہر ہوا اور کہنے لگا کہ اے دودھ پلانے والی عورتوں کوئی تم میں باقی ہی جسے کوئی لڑکا نہ ملا ہو۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے۔ جواب پایا کہ یہ عبد المطلب بن ہاشم بزرگ مکّہ ہی تب میں نے اُن کے پاس جا کر عرض کی کہ میں حاضر ہوں۔ عبد المطلب نے پوچھا تو کون ہی۔ میں نے عرض کی میں حلیمہ سعدیہ ہوں آپ نے فرمایا دونوں خصلتیں اچھی ہیں حلم و سعد۔ **روایت** ہی کہ جس وقت حلیمہ سعدیہ مکہ میں داخل ہوئیں عبد المطلب نے غیب سے یہ آواز سُنی تھی کہ آمنہ کا بیٹا محمّد نام عالم سے اچھا اور سب اچھوں سے برگزیدہ ہے۔ اُسکو دودھ پلانے کے لئے سوائے حلیمہ سعدیہ کے کسی عورت کے سپرد نہ کرو وہ بڑی امانت دار اور پرہیزگار ہے۔ الحاصل عبد المطلب حلیمہ کو ساتھ لیکر حضرت آمنہ کے پاس آئے حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے آمنہ کو دیکھا ایک عورت نہایت صاحب جمال تھی فصیح اور شیریں مقال تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک پشمینہ کا کپڑا نہایت سفید پہنے ہوئے اور ایک سبز بچھونے ریشمین پر سوتے ہیں۔ اور اُن کے بدن سے مشک کی خوشبو مہک رہی ہے۔ مجکو آپ کا حُسن و جمال دیکھکر پیار آیا یہ گوارا نہ ہوا کہ آپ کو جگاؤں۔ تب میں نے

نزدیک ہو کر آپ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا۔ آپ ہنسنے لگے اور آنکھیں کھولدیں۔ اُس وقت آپ کی آنکھوں سے ایک نور نکلا کہ آسمان تک بلند ہو گیا اور میں دیکھتی تھی۔ پس دونوں آنکھوں کے درمیان میں نے بوسہ دیا۔ اور داہنی پستان آپ کو پلائی۔ اور حضرت نے بائیں پستان کا دودھ میرے فرزند کے واسطے چھوڑ دیا۔ اور ہمیشہ آپ کا یہی دستور رہا کہ داہنی پستان آپ پیتے اور بائیں اُسکے لئے چھوڑ دیتے۔ اللہ تعالےٰ نے اُسی وقت سے آپ کے دل میں عدل وانصاف ڈالدیا تھا۔ حضرت آمنہ نے فرمایا کہ اے حلیمہ مجکو تین رات تک یہ آواز آئی کہ اپنے بیٹے محمدؐ کو قبیلہ بنی سعد میں جس کو ابوذوہب سے نسبت ہو پرورش کرا۔ حلیمہ نے کہا اے آمنہ میرا خاوند بھی اور باپ بھی ابوذوہب ہے بیشک تمہارا خواب سچا ہے۔ تب حلیمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں لیا اور مکان فرودگاہ پر آنے کا قصد کیا۔ حضرت آمنہ نے فرمایا کہ اے حلیمہ بے ملاقات کئے مکّہ سے باہر نہ جانا میں تجھسے اپنے فرزند کی بابت کچھ باتیں کہوں گی اور کچھ نصیحتیں کروں گی۔ الحاصل حلیمہ کہتی ہیں کہ میں حضرت کو لیکر مکّہ میں جہاں میرا خاوند ٹھیرا ہوا تھا آئی اور میری پستان دودھ سے بھر گئیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی خوب سیر ہو کر پیا اور میرے بیٹے نے بھی پیٹ بھر کر پیا اور پہلے اس سے میرے بیٹے کے لایق دودھ نہ ہوتا تھا۔ وہ بھوکا رویا کرتا تھا۔ اور مجکو نیند نہ آتی تھی۔ اب حضرت کی مجھپر برکت ہوئی دودھ کی نہایت کثرت ہوئی۔ پھر میرے خاوند نے اپنی اونٹنی کو دیکھا کہ تمام شیر سے اُسکے تھن بھرے ہوئے ہیں۔ اور قسم خدا کی پہلے اس سے بباعث خشک سالی اور عدم غذائیت کے ایک قطرہ دودھ اُسکے نیچے نہ تھا۔ پھر میرے خاوند نے دودھ اُس کا دوہا اُسنے اور میں نے خوب سیر ہو کر پیا اور رات بہت آرام سے گذری۔ اس سے پہلے بباعث غلبہ اشتہا و خلو معدہ کے طبیعت بےچین رہتی تھی اور نیند بھی نہیں آتی تھی۔ جب صبح ہوئی میرا خاوند بولا اے حلیمہ قسم خدا کی تجکو عجیب مبارک فرزند ہاتھ آیا ہو۔ دیکھ اسکی برکت سے رات بھر خیر و برکت کا نزول رہا ہے۔ میں نے کہا قسم اللہ کی میں اُمید رکھتی ہوں ہمیشہ اُس کے توسل سے۔ اللہ تعالیٰ خیر و برکت زیادہ کرے۔ پھر ہم کئی رات مکہ میں رہے اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم ہمارے پاس تھے ایک رات ناگہاں میری آنکھ کھل گئی کیا دیکھتی ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد ایک نور ہی اور ایک شخص سبز لباس پہنے ہوئے اُن کے سرہانے کھڑا ہے میں نے آہستہ آہستہ اپنے خاوند کو جگا کر کہا کہ دیکھ یہ کیا عجیب بات ہی وہ بولا اے حلیمہ خاموش ہو اور اس بات کو پوشیدہ رکھ جس روز سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے علمائے یہود کا بالکل آرام و قرار جاتا رہا ہے اور اُنکا کھانا پینا سب بے مزہ ہو گیا ہی۔ ہم اُمید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس مولود کی برکت سے ہم کو نگاہ رکھیگا۔ القصہ تین دن یا سات دن حلیمہ مکّے میں رہی ہر روز حضرت آمنہ کے پاس جاتی اور اُن سے عجائب حالات ایام حمل اور ولادت کے سُنتی انجام کار اُنسے ملکر رخصت ہوئی۔ اُنہوں نے اپنے فرزند عالیجاہ کی بابت بہت تاکید کی اور وصیت کی حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں کہ میں حضرت آمنہ سے رخصت ہو کر اپنے دراز گوش پر سوار ہوئی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے آگے بٹھایا۔ کیا دیکھتی ہوں کہ میرے دراز گوش نے کعبہ شریف کی طرف سر جھکایا اور تین سجدے کر کے آسمان کی طرف سر اُٹھایا پھر اپنے گھر کی طرف اس تیز رفتاری سے روانہ ہوا کہ قوم کی کل سواریونسے آگے بڑھ گیا۔ کل عورتیں پیچھے رہ گئیں کہنے لگیں کہ اے ابو ذوہب کی بیٹی یہ تیرا دراز گوش وہی ہی جسپر تو سوار ہو کر گھر سے ہمارے ساتھ آئی تھی۔ کبھی گر پڑتا تھا اور کبھی اُٹھتا تھا اور بباعث ضعف و لاغری کے سیدھا چل نہ سکتا تھا میں نے کہا قسم خدا کی یہ وہی دراز گوش ہے۔ اب اس فرزند کی برکت سے یہ چست و چالاک ہو گیا وہ متعجب ہو کر کہنے لگیں آج اسکی شان عظیم ہے۔ میں نے سُنا کہ میرا دراز گوش بولا قسم اللہ کی میری ایک شان عجیب ہی۔ اللہ تعالے نے بعد موت کے مجکو زندہ کیا اور بعد لاغری کے فربہ کیا اے عورتوں بنی سعد کی تم بڑی غفلت میں ہو نہیں جانتیں کہ میری پشت پر کون سوار ہے یعنے سید المرسلین خیر الاولین والآخرین حبیب العالمین۔ حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں ہم جس منزل میں اُترتے تھے اللہ تعالے اُسکو سرسبز کر دیتا تھا۔ **روایت** شرف الانام میں ہے کہ حضرت حلیمہ نے کہا کہ میں حضرت کو لیکر بتخانہ کے قریب گئی تمام بُت سجدہ میں گر پڑے پھر میں حضرت کو بوسہ دلوانے حجر اسود کے پاس لیگئی۔ حجر اسود دور سے اپنی جگہ سے علیحدہ ہو کر

حضرت صلعم کے موںہہ سے آلگا یہ حال میں نے شوہر سے کہا جواب دیا کہ اے حلیمہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ یہ صاحبزادہ بڑی بزرگی اور برکت والا ہی۔ پھر جب قافلہ مکہ سے چلا میں بھی حضرت کو لیکر سوار ہوئی راہ میں بہت سی بکریاں جمع تھیں میری طرف دوڑ کر آئیں اور بولیں کہ اے حلیمہ آنکھیں تمھاری روشن رہیں کچھ جانتی بھی ہو کہ تمہاری گود میں کون ہے کسکو دودہ پلاتی ہو۔ یہ وہ خدا کا محبوب ہی جس کے واسطے زمین و آسمان اور سارا جہان پیدا ہوا۔ **روایت** شرف الانام۔ پھر رستہ میں ایک پیر مرد کھڑا تھا حضرت کو دیکھکر بولا کہ لاریب یہ صاحبزادہ پیغمبر آخر الزمان ہی۔ **روایت** نزہت المجالس۔ جب وادی سدرہ میں پہنچے حبش کے عالموں کا قافلہ اُتر رہا تھا۔ آنحضرت صلعم کو دیکھتے ہی سب نے کہا کہ بیشک یہی ختم المرسلین ہے۔ اور جب وادی ہوازنمیں داخل ہوئے ایک پیر مرد نے حضرت کو دیکھکر کہا کہ یہ بیشک خاتم الانبیاء ہے اس کے پیدا ہونیکی حضرت عیسےٰؑ نے خبر دی ہے۔ اور جو درخت و پتھر رستہ میں سامنے آتا با آواز بلند پکارتا السلام علیک یا خیر المرسلین۔ اور ایک مقام میں چالیس نصرانی ملے زہر کی بجھی تلواریں اُن کے پاس تھیں ناگاہ اُن کے سردار نے کہا حضرت کو دیکھکر اے لوگو اس لڑکے کی تلاش میں آئے تھے۔ جلد اسکو قتل کرو تب میں نے کہا واغمّداہ حضرت نے آنکھیں کھولیں اور آسمان کی طرف دیکھا اُسیوقت اُنپر آگ برسنے لگی۔ یہاں تک کہ تمام جلکر خاک سیاہ ہوگئے تب میرے شوہر نے کہا۔ بیشک یہ صاحبزادہ بڑی شان و برکت والا ہوگا۔ اور جس وقت ہم اپنے گھر پہنچے حق تعالےٰ نے میرے کل اموال و مواشی میں برکت بخشی بکریوں نے بچے دیتے اور دودھ کثرت سے پیدا ہوا میری بکریاں شام کو دودہ سے بھری آتی تھیں اور کسی کے ہاں ایک قطرہ دودہ کا نہ ہوتا تھا سب آدمی اپنے چرواہوں سے کہتے کہ تم اپنی بکریاں اُس زمین میں چراؤ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں۔ الحاصل ہمیشہ ہمارے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے خیر و برکت رہی اور اللہ تعالےٰ نے حضرت کی محبت سب کے دلوں میں ڈالدی جو کوئی آپ کو دیکھتا تھا بے اختیار ہوکر پیار کرتا تھا۔ اور سب کو آپ کی برکت کا اعتقاد ہو گیا جس کسی کو بیماری کی کچھ تکلیف ہوتی حضرت کا ہاتھ پکڑ کر اپنے بدن پر رکھتا فوراً

اچھا ہو جاتا۔ حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں کہ آپ ایک بار میری گود میں تھے۔ میری بکریاں آئیں انمیں سے ایک بکری نے آگے بڑھکر حضرت کو سجدہ کیا۔ حلبی نے کہا جانوروں کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بعد نبوت اور ہجرت کے بھی سجدہ کرنا ثابت ہوا ہے۔ **روایت** مدارج النبوۃ و مواہب لدنیہ میں ہے۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ جب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں رونق افروز ہوئے اندھیری رات میں چراغ کی حاجت نہ ہوئی۔ تمام مکان نور سے روشن رہتا تھا۔ اور بچھونا آپ کا ہمیشہ پاک و صاف رہتا۔ کبھی اسپر بول و براز نہ کیا۔ ایک وقت مقرر تھا کہ جب بول و براز واقع ہوتا۔ فوراً زمین شق ہوکر غایب ہو جاتا۔ اور اس مقام سے مشک و عنبر کی خوشبو آنے لگتی تھی۔ اور جب ہاتھ مونہ دھلانے کا ارادہ کرتی۔ غیب سے خود بخود شست و شو ہو جاتی اور ستر عورت آپ کا کبھی نہ کھلتا۔ اگر کھل جاتا فرشتے اسی وقت ڈھانک دیتے۔ اور حضرت رسول مقبول علیہ السلام کو ایک روز میں اتنی بالیدگی ہوتی تھی جتنی اور لڑکوں کو ایک مہینہ میں اور مہینہ میں اس قدر جتنی ایک سال میں۔ جب آپ دو مہینے کے ہوئے بیٹھنے لگے تیسرے مہینے کھڑے ہونے لگے چوتھے مہینے ہاتھ دیوار پر رکھکر چلنے لگے۔ پانچویں ماہ قوت رفتار و گفتار حاصل ہوئی۔ چھٹے مہینے بخوبی قدرت رفتار ساتویں مہینے خوب دوڑنے کی طاقت حاصل ہوئی۔ آٹھویں مہینے بفصاحت باتیں کرتے۔ جب آپ بولنے لگے اول کلام یہ تھا اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین و سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا۔ نوین ماہ عقلمندی کے کلام۔ دسویں مہینے تیر و کمان کا شوق فرمانے لگے لڑکے کھیلنے کو کہتے آپ فرماتے اللہ تعالےٰ نے مجکو لہو و لعب کے واسطے پیدا نہیں کیا ہر چیز دست راست میں بسم اللہ کرکے لیتے کوئی کام بغیر بسم اللہ نہ کرتے۔ **روایت** سیر عقیقی و روضۃ الاحباب میں ہے کہ حلیمہ کہتی ہیں کہ ہر روز ایک چیز مثل آفتاب کے حضرت کے گریبان میں داخل ہوتی پھر باہر نکلکر جلتی پھر غایب ہو جاتی۔ آپ اس روشنی کو دیکھکر خوش ہوا کرتے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دو سفید پرندے جانور ہر روز غیب سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کو خوش کرکے چلے جاتے۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ ایک سال بارش نہیں ہوئی ہماری قوم حضرت کو لیکر جنگل

یں تھی۔ اور [illegible] آپ نے دعا مانگی۔ اسی وقت خوب بارش حسب دلخواہ ہوئی۔ **روایت** جب آپ چند روز کے تھے چاند آپ کے اشارہ کے موافق جُھک جاتا۔ اور آپ کو رونے سے باز رکھتا۔ چنانچہ کتب احادیث میں بعبارت حضرت ثابت ہوا اور صابونی نے اس حدیث کو حسن باب معجزات میں لکھا ہے۔

بیان شق صدر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

روایت شرف الانام ونزہت المجالس۔ حلیمہ فرماتی ہیں جب رسول مقبول صلعم دو برس کے ہوئے میں مکہ لیکر آئی۔ آپ کی والدہ معظمہ نے فرمایا آجکل یہاں وبا ہے حضرت کو اپنی بستی میں واپس لیجاؤ۔ جب چار برس کے ہوئے ایک روز پوچھا میرے بھائی کہاں جایا کرتے ہیں میں نے کہا آپ کے غلام بکریاں چرانے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کل سے ہم بھی بکریاں چرانے جایا کرینگے۔ ہر چند منع کیا آپ نہیں مانے۔ ناچار منہ ہاتھ دُھلا سر میں کنگھی کی آنکھوں میں سرمہ لگایا سپید کپڑے پہنا کر ایک مہرہ یمانی گلے میں ڈالا پوچھا یہ ہار کس لئے پہنایا میں نے کہا اِس واسطے کہ نظر نہ لگ جاوے۔ آپ نے اُتار ڈالا اور فرمایا کہ میرا محافظ ہر دم میرے ساتھ ہے۔ پھر میرے لڑکوں کے ساتھ جنگل کو چلے گئے جب شام ہوئی ہم لوگ دیکھنے کو باہر نکلے دیکھا کہ چاروں طرف آپ کے روشنی ہے اور بکریاں قدموں سے لپٹی چلی آتی ہیں۔ ایک بکری کا پاؤں میرے لڑکے نے توڑ ڈالا تھا وہ آپ کے قدموں میں لپٹ گئی۔ آپ نے اُسکے پاؤں پر ہاتھ پھیرا فوراً اچھا ہو گیا۔ پھر میں نے اپنے بیٹے سے پوچھا کہ آج اپنے بھائی محمد کا کیا حال دیکھا۔ کہا جو شجر و حجر و پہاڑ روبرو آیا یا جنگل کے جانور بآواز بلند کہتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ اور جس جائے آپ قدم رکھتے سبزہ نمودار ہو جاتا۔ جب ہم بکریوں کو پانی پلانے چاہ پر گئے پانی جوش مار کر لبریز ہو گیا۔ اور ایک شیر خونخوار ملا۔ چاہتا تھا کہ ہمپر حملہ کرے۔ ناگاہ حضرت کو دیکھکر سر جھکا کر قدموں پر لوٹ گیا اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ۔ پھر آپ نے اُسکے کان میں کچھ فرمایا اُسیوقت چلا گیا

میں نے کہا کسی سے یہ ذکر نہ کرنا۔ پھر روز جنگل میں جانے لگے۔ ایک روز دوپہر کے وقت میرا بیٹا روتا ہوا آیا۔ اور کہا اے مادر جلد خبر لے حضرت کی شاید تو اُنکو زندہ نہ دیکھے گی۔ میں نے گھبرا کر کہا کیا واقعہ پیش آیا۔ وہ بولا غیب سے دو آدمی سپید کپڑوں والے آئے اور پہاڑ پر اُٹھا کر لے گئے۔ اور شکم چاک کر ڈالا۔ آگے مجھکو کچھ معلوم نہیں کہ کیا معاملہ گذرا۔ یہ بات سُنتے ہی حلیمہ کو غش آگیا جب ہوش آیا تو اپنے خاوند کو ساتھ لیکر روتی ہوئی دوڑی بفضل الٰہی سے آپ کو صحیح سلامت پایا۔ آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں اور چہرہ مبارک متغیر ہے۔ حلیمہ کو دیکھکر تبسّم فرمایا۔ حلیمہ دوڑ کر لپٹ گئیں۔ حضرت کے سر و چشم کو بوسہ دیا۔ اور یہ ماجرا پوچھا۔ آپ نے فرمایا دو شخص سپید پوش کہ اُن کو جبرئیل و میکائیل کہتے تھے ایک کے ہاتھ میں ابریق نقرہ دوسرے کے طشت زمردین برف سے لبریز تھا۔ مجھکو پہاڑ پر لے گئے۔ چت لٹا کر سینہ تا ناف شق کیا مجھکو کچھ تکلیف نہ ہوئی۔ پھر ہاتھ میرے شکم میں ڈالکر رودوں کو نکالا اور برف کے پانی سے دھوکر بجائے خود رکھا۔ پھر میرے دل کو نکالکر شق کیا۔ ایک نقطہ سیاہ خون آلودہ اُس سے نکالکر کہا کہ یہ حصّہ شیطان کا ہے تجھسے اے دوست اللہ کے جدا کیا۔ بعد اس کے میرے دلکو معرفت و یقین و نور ایمان سے بھر کر اپنے مقام پر رکھدیا اور ایک خاتم نور سے مہر کی کہ اُسکی خوشی و سرور ہنوز اپنے عروق و مفاصل میں پاتا ہوں۔ پھر ہاتھ میرے سینہ پر پھیرا۔ شگاف فوراً بھر گیا۔ اور ایک خط باریک سینہ سے تا ناف باقی رہا۔ **فائدہ**۔ تفسیر عزیزی میں سورہ الم نشرح میں لکھا ہے کہ شق صدر مبارک چار مرتبہ واقعہ ہوا۔ اوّل آپ جب حلیمہ کے گھر تھے دوسرے بار قریب زمانہ جوانی۔ جب آپ دس برس کے ہوئے۔ تیسرے بار قبل نزول وحی کے چوتھی بار شب معراج میں۔ اور نکتہ اسمیں یہ لکھا ہے کہ پہلی بار شق کر اسلیئے تھا کہ آپ کے دل سے جب لہو و لعب جو بچوں کے دل میں ہوتی ہے نکالڈالیں۔ اور دوسری بار اس لئے کہ جوانی میں آپکے دل میں رغبت ایسے کاموں کی جو بمقتضائے جوانی خلاف مرضی الٰہی سرزد ہوتی ہے نہ رہے۔ اور تیسری بار اس لئے کہ آپ کے دل کو قوت تحمل وحی کی ہو چوتھی بار اس لئے کہ آپ کے دلکو

طاقت مشاہدہ عالم ملکوت ولاہوت کی ہو۔ القصّہ حلیمہ نے حضرت کو مکہ پہنچانے کا قصد کیا تو وقت شب غیب سے ندا آئی کہ خیر و برکت بنی سعد جاتی ہے اور اے بطحائے مکّہ تجکو خوشخبری ہو کہ نور وزیب وزینت پھر تجھ میں آتی ہے۔ پہلے اس سے کہ مکّہ مطہّر کو روانہ ہوں حلیمہ حضرت کو ایک کاہن کے پاس لے گئیں سب حال بیان کیا۔ کاہن نے کہا یہ حال تم نے خواب میں دیکھا یا بظاہر یہ معاملہ گزرا۔ آپ نے فرمایا کہ قسم خدا کی فرشتوں نے ظاہر ہو کر سینہ میرا چاک کیا اور جو سرگزشت تھی کہہ سنائی۔ کاہن نے کہا مبارک ہو آپ سردار انبیاء ہیں جبرئیل آپکے پاس حاضر ہوا کرے گا۔ اور حق سبحانہٗ آپ سے کلام کرے گا۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ جب یہ واقعہ عجیب ظاہر ہوا میرے شوہر نے کہا اسکو عبدالمطلب کے پاس پہنچا دو ایسا نہ ہو کہ آسیب ونقصان کسیطرح کا پہنچ جائے۔ سو میں حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو لیکر جانب مکّہ روانہ ہوئی۔ وقت شب میں نے سنا کوئی کہہ رہا ہے کہ بنی سعد سے خیر و برکت جاتی ہے بطحاء مکّہ خوش ہوں۔ اور شادیانے بجائیں کہ اُن کی زیب وزینت پھر آئی۔ وہ ہمیشہ حفظ وامان میں رہیگا۔ جبکہ متصل مکّہ کے پہنچے تو دروازہ حرم پہ جائے محفوظ خیال کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بٹھلایا اور خود برائے قضائے حاجت ایک جانب گئی جب فارغ ہو کر وہاں آئی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ ہر چند تلاش کیا کہیں نشان نہ ملا۔ اور جس کسی سے پوچھا اُسنے لاعلمی بیان کی حیران و پریشان وامحمدہٗ وا ولدہٗ پکار رہی تھی کہ یکایک ایک ضعیف آدمی آیا اُسنے پوچھا کیا حال ہے میں نے سرگزشت بیان کی۔ اُسنے کہا تجکو ایک بزرگ کے پاس لیچلوں وہ تیرے گم شدہ کو بہم پہنچائے گا۔ چنانچہ وہ مجھے ہُبل نامی بُت کے پاس لے گیا۔ اُسنے سات بار طواف کیا اور نہایت منت وسماجت سے کہا۔ کہ محمدؐ ابن عبداللہ کا نشان بتا۔ سو وہ بُت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سُنتے ہی اوندھے مُنہ گر پڑا اور جتنی مورتیں اُسکے گرد تھیں سب گر پڑیں اور اندر سے آواز آئی کہ اے پیر مرد یہاں سے دور ہو محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام یہاں نہ لے وہی ہمارا خراب کرنے والا ہے۔ سو وہ بوڑھا دوڑتا ہانپتا کانپتا باہر آیا بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا کہا اے حلیمہ تیرے فرزند کا خدا حافظ ہے

ہرگز اسکو ضایع نہ کرے گا۔ اگرچہ حلیمہ کو اس تقریر سے فی الجملہ تسکین ہوئی لیکن یہ سوچی کہ اس راز سربستہ کو کھولنا اور جد آنحضرت صلعم کو آگاہ کرنا لازم ہے۔ چنانچہ حلیمہ کہتی ہیں کہ میں ناچار ہوکر عبدالمطلب کے پاس خبر کرنے گئی اور وقوعہ بیان کیا۔ عبدالمطلب سُنکے نہایت مضطر و حیران ہوکر کوہ صفا پر چڑہے اور قریش کو آواز دی کہ اے آل غالب چلو اُن کی آواز سُنکر قریش جمع ہوگئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا کسی جاے سراغ نہ لگا تب عبدالمطلب زیادہ مضطر ہوئے۔ کعبہ میں جاکر طواف کیا اور دعا مانگی۔ ہاتف غیب نے ندا دی محمد کا خدا حافظ ہے عبدالمطلب نے کہا محمدؐ کہاں ہے ہاتف نے جواب دیا کہ وادی تہامہ میں درخت کیلے کے نیچے بیٹھے ہیں۔ عبدالمطلب ادہر چلے راہ میں ورقہ بن نوفل ملا وہ بھی ہمراہ ہوا یہاں تک کہ مقام معہود تک پہنچے تو حضرت درخت کیلے کے نیچے بیٹھے پتّی چُنتے ہیں۔ عبدالمطلب نے گود میں لیکر گھوڑے پر اپنے آگے بٹھالیا اور مکّے میں داخل ہوئے بہت خوشی کی گئی۔ اونٹ ذبح کئے اور سونا خیرات کیا اور مجھکو بہت مال واسباب عنایت کرکے رخصت فرمایا۔ اس قصہ میں بعض اہل تحقیق نے بدقت وفطانت کچھ اسرار کھول کر بیان کئے ہیں۔ اُسکے اسرار سے خبر ہوسکتی ہے۔ القصہ بعد رخصت ہوجانے حلیمہ سعدیہ کے مسماۃ برکہ مشہور ام ایمن حبشہ کنیز عبداللہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میراث والد میں پہنچیں تھیں بچہ داری وخدمت گزاری میں مصروف ہوئیں۔ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بھوک پیاس کا کبھی شاکی نہیں پایا۔ بلکہ جب صبح ہوتی تھوڑا آپ زمزم نوش فرماتے تھے۔ پھر دوپہر کو میں کھانے کو کہتی تو فرماتے مجھے حاجت نہیں ہے۔ جب چھ برس یا سات سال کے ہوئے تو آمنہ والدہ حضرت مع ام ایمن آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کو جانب مدینہ باسکینہ لے گئیں اور قبیلہ بنی عدبین اپنے ماموں کے گھر ایک ماہ کامل مقیم رہیں۔ اس اثنا میں یہود مدینہ شواہد علامات سے پہچانتے اور کہتے کہ نبی موعود آخر زماں یہی ہیں۔ پھر بعد ایک ماہ کے آمنہ جانب مکہ معظمہ تشریف لیچلیں اور موضع ابواس جو کہ مابین مکہ و مدینہ واقع ہے مقام کیا۔ اُسی جگہ اُنکی وفات ہوئی اور وہیں مدفون ہوئیں۔ ام ایمن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ میں لائیں

وفات حضرت آمنہ خاتون

ایمان لانا بعد وفات کے والدین آنحضرت صلعم کا۔

فائدہ۔ اور عجائب کرامات ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ماں باپ کو زندہ کیا اور وہ دونوں آپ پر ایمان لائے چنانچہ تصحیح کی اس حدیث کی علامہ قرطبی وغیرہ نے اور یہ خاصہ ٹھرا ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا کہ آپ کے سبب بعد موت بھی ایمان لانا معتبر ہوا اور یہ بات قوم امام اعظم رحمۃ اللہ کے خلاف نہیں جو فقہ اکبر میں مذکور ہے اس لئے کہ اسمیں موت علی الکفر کا اثبات ہے اور حدیث میں بعد زندہ ہونا اور ایمان لانا وارد ہوا ہے۔ اور ظاہرا یہ حدیث روایات عدم اذن دعائے مغفرت سے متاخر ہے اس لئے کہ قصہ ایمان بی بی آمنہ کا حجۃ الوداع میں واقع ہوا ہے۔ بس تعرض احادیث کا شبہ بھی اُٹھ گیا۔ اور بعض علماء نے اسپر اعتراض کیا ہے۔ شامی شارح درمختار نے سب شبہات کا جواب دیا ہے۔ اور کہا شیخ جلال الدین سیوطی نے اگرچہ یہ مسئلہ اختلافی ہے لیکن میں نے اختیار کیا ہے قول قائلین نجات کا کیونکہ ادب کا مقام ہے اور مواہب لدنیہ میں ہے۔ خبردار خبردار ذکر والدین حضرت کا برائی کے ساتھ نہ چاہیئے کہ اس سے ایذا پہنچتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ایذا پہنچانا آپ کا کفر ہے اور کہا زرقانی نے ہم بیان کر چکے تجھ سے حکم والدین حضرت کا۔ بس جب کوئی تجھے سوال کرے فَقُلْ هُمَا نَاجِيَانِ فِي الْجَنَّةِ یعنے کہدے وہ دونو نجات پائے ہوئے جنت میں ہیں اور دوسرے مقام میں لکھا ہے۔ اَلْمُخْتَارُ اَنَّ اَبَوَيْهِ صلے اللہ علیہ وسلم نَاجِيَانِ یعنی مختار یہ ہے کہ آپ کے ماں باپ دونوں نجات یافتہ ہیں۔ القصہ حضرت آمنہ نے راستہ میں وفات پائی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یتیمی پر کہ صغر سن میں بے پدر و بے مادر رہ گئے جن و بشر نے نوحہ زاری شروع کی غیب سے ندا آئی کہ اس دُرِّ یتیم دریائے محبوبیت کا خدائے کریم حافظ حقیقی ہے المختصر جب مادر مشفقہ نے جہان فانی سے رحلت فرمائی۔ ام ایمن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لیکر مکہ میں آئی عبد المطلب نے آنحضرت کو سینہ سے لگا کر بہت شفقت فرمائی اور اپنے فرزندوں سے زیادہ آپ سے محبت و پیار کرتے اور فرماتے کہ مجکو یقین ہے کہ اس فرزند کا وہ جاہ و جلال ہو گا جو کسی عربی کو نہوا ہے نہ ہو گا۔ ایک روز حضرت عبد المطلب کے پاس ایک عالم نصاریٰ

خانہ کعبہ میں باتیں کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ ہم اپنی کتابوں میں لکھی پاتے ہیں صفت ایک نبی کی اولاد اسمٰعیل سے اور وہ اسی شہر میں یعنی مکّہ میں پیدا ہوگا۔ اور وہ ایسی ایسی صفات رکھتا ہوگا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے۔ اُس عالم نصرانی نے حضرت کی پشت اور قدموں اور آنکھوں کو دیکھکر کہا یہ وہی ہے عبد المطلب بولے کہ یہ میرا بیٹا ہے اُسنے کہا کہ ہم اپنے ہاں لکھا نہیں پاتے کہ اُسکا باپ زندہ ہو آپ نے کہا فی الواقع یہ میرا پوتا ہے اس کا باپ اس کو حمل میں چھوڑ کر مر گیا تھا۔ وہ بولا تو سچا ہے۔ بعد ازاں اپنے بیٹوں کو فرمایا کہ بہت حفاظت کرو اپنے برادر زادہ کی تم نہیں سُنتے اسکے حق میں کیا بشارت دی جاتی ہے۔ **نقل ہے** کہ خانہ کعبہ میں حضرت عبد المطلب کے لئے مسند بچھائی جاتی تھی کہ اُسپر کوئی نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ بلحاظ اُن کی بزرگی اور سرداری کے۔ ایک روز جناب رسول اللہ صلعم عہد طفولیت میں اسپر جا بیٹھے آپ کے ایک چچا نے ہاتھ پکڑ کر اُٹھا دیا۔ آپ آبدیدہ ہونے لگے اُسی وقت عبد المطلب آگئے فرمانے لگے میرے بیٹے کو کسنے رلایا۔ جب معلوم ہوا کہ مسند پر سے اُٹھا دیا عبد المطلب نے گدی پر حضرت صلعم کو بٹھالیا اور فرمایا کہ یہ فرزند اسی پر بیٹھنے کے لائق ہے۔ جب حضرت صلعم آٹھ برس دو ماہ دس روز کے ہوئے عبد المطلب نے وفات پائی۔ عمر اُن کی ایک سو بیس برس کی ہوئی۔ اُسی سال میں نوشیرواں و حاتم طائی نے وفات پائی۔ اور نوشیرواں کا بیٹا ہرمز بادشاہ ہوا۔ ام ایمن سے روایت ہو کہ آپ جنازہ عبد المطلب پر روتے جاتے تھے۔ اور حضرت عبد المطلب نے وفات کے وقت اپنے بیٹے ابو طالب کو واسطے پرورش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصیت فرمائی۔ ابو طالب چچا آپ کے متکفل ہوئے اور بہت محبت اور تعظیم سے آپکو رکھتے تھے۔ آپ نے کمال رشد و تہذیب سے نشو و نما پایا۔ آپ کے صغر سن میں ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں خشک سالی ہوئی۔ ابو طالب آپ کو اپنے ساتھ میدان میں لے گئے اور بہ برکت آپ کے استسقا کیا۔ یعنی مینہہ برسنے کی دعا مانگی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کی برکت سے خوب پانی برسایا کہ تمام عالم سیراب ہو گیا۔ اور قحط دفع ہوا اسی باب میں ابو طالب کا قصیدہ ہے جس کا ایک یہ شعر ہے۔

کفالت ابو طالب

بحیرا راہب

وَ اَبیَضَ تَستَسقِی الغَمَامُ بِوَجہِہٖ + ثِمَالُ الیَتَامٰی عِصمَۃٌ لِلاَرَامِلِ + یعنی سفید رنگ گورا پانی مانگتا ہے اپنے منہ سے جائے پناہ ہے یتیموں کی اور عصمت ہے بیوہ عورتوں کی یہ قصیدہ بہت بڑا ہے اور بہت مدح جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس میں مذکور ہے۔ ایک مرتبہ آپ بارہ برس کی عمر میں سفر تجارت شام کو گئے ابو طالب کے ہمراہ راہ میں بحیرا راہب نصاری صومعہ کے قریب اتفاق قیام ہوا راہب مذکور نے علامات نبوت سے آپ کو شناخت کیا اور قافلے کی دعوت کی اور ابو طالب سے کہا یہ پیغمبر سردار سب عالموں کے ہیں۔ اور اہل کتاب یہود ونصاری ان کے دشمن ہیں انکو ملک شام میں نہ لیجاؤ مبادا اُن کے ہاتھ سے انھیں گزند نہ پہنچے سو ابو طالب نے مال تجارت بصرے میں بیچا اور بہت نفع پایا۔ اور وہیں سے مکہ کو پھر آئے۔ ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں بروایت ترمذی وحاکم لکھا ہے کہ اُن دنوں سات آدمی منجملہ نصاریٰ شام کے یہ حال دریافت کرکے کہ آنحضرت صلعم کا گزر ضرور اس راہ سے ہوگا۔ آپ کے قتل کے واسطے اُس طرف آئے تھے۔ بحیرا نے اُن سے کہا کہ وہ پیغمبر برحق ہیں اُن کی اطاعت کرو۔ اور جب خدا کو منظور رہی کہ اُن کو رتبہ عالی دے تمہارے ٹلانے سے نہیں ٹلے گا۔ تم اُنہیں مار نہیں سکتے تب اس ارادہ سے باز رہے۔ تاریخ واقدی رحمۃ اللہ علیہ میں روایت بحیرا راہب اس طرح مذکور ہے۔ دیکھا بحیرا نے اُس قافلے کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درمیان اُن کے تھے اور ٹکڑا ابر کا آپ کے سر پر سایہ کئے ہوئے تھا۔ دھوپ سے کہا بحیرا نے واللہ یہ صفت اُس نبی کی ہے جو مبعوث ہوگا ارض تہامہ سے پھر دیکھتا رہا اُن کو یہاں تک کہ اُترا وہ قافلہ قریب عبادت خانہ کے اور اُترے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہیں نیچے ایک سوکھے درخت کے اور تکیہ کیا اُس کا پس سبز اور برگ دار ہو گیا وہ درخت بہ برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس بمعائنہ اس معاملہ کے دعوت کی بحیرا نے قریش کی اور بلایا اُن کو سو آئے سب قریش اندر عبادت خانہ کے دسترخوان پہ اور باقی رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا قیام گاہ میں واسطے اونٹوں کے جب کہ دیکھا بحیرا نے کہ نہ تھے اُن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہا اے قریش کیا رہ گیا تم سے کوئی شخص مقام میں

کہا اُنہوں نے ہاں چھوڑ آئے ہیں ہم اپنا ایک آدمی حفاظت کے لئے کہا کیا نام ہے اُس چرویا کا کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ۔ پوچھا کیا مر گئے ماں باپ اُسکے کیا پرورش اُن کو چچا اور دادا نے کہا سب نے کہ ہاں۔ کہا بحیرہ نے اَے قریش واللہ وہ شخص سردار ہے عالم کا اور اُسکے سبب سے عزت تمہاری دُنیا میں ہوگی۔ کہا قریش نے کس طرح جانا تم نے کہا بحیرہ نے جب سے ظاہر ہوئے تم اس میدان میں کہ جھک گیا اُسکے سجدہ کو ہر حجر و شجر یہ سجدہ نہیں کرتے مگر پیغمبر کو اور کتب آسمانی میں بحیرا نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حال پڑھا تھا۔ **روایت** سیرت حلبی میں ہے کہ بحیرا نے آنحضرت صلعم کے آگے کھڑا ہوکر حضرت سے تمام حالات خواب و بیداری وغیرہ کے دریافت کئے۔ پھر پشت کھولکر مُہر نبوت کو دیکھا اور بوسہ دیا اور ایمان لایا ابو طالب سے کہا لیجاؤ اپنے بھتیجے کو اپنے گھر کیونکہ میں یہود کے شر سے ڈرتا ہوں۔ قسم خدا کی اگر وہ دیکھ لینگے اور پہچان لیں گے در پے ایذا ہو جائیں گے۔

حالات شباب تا نبوت نبی علیہ السلام

جب آپ جوان ہوئے اُن امور سے جو جوانوں میں خلاف تہذیب ہوتے ہیں منزہ تھے اور صدق و امانت و دیانت اور جملہ صفات حمیدہ و اخلاق پسندیدہ سے موصوف تھے اور قریش آپکو محافل لہو و لعب میں بُلاتے آپ ہرگز شریک نہ ہوتے تھے اور سب قریش کو آپ کے صدق و امانت کا اقرار تھا یہاں تک کہ آپ کو محمدؐ امین کہتے تھے۔ پچیس برس کی عمر میں مال بی بی خدیجہ کا کہ ایک مالدار عورت قریش میں تھیں لیکر تجارت کے واسطے ملک شام کو تشریف لے گئے اِس سفر میں نسطورا راہب نے آپ کو پہچانا اور بیان کر دیا کہ یہ پیغمبر آخر الزماں ہیں۔ جن کا پچھلے انبیاء کی کتابوں میں ذکر ہے۔ میسرہ غلام خدیجہ کا آپ کے ساتھ تھا اُسنے بہت معجزات آپ کے سفر میں دیکھے اور خدیجہ سے آکر بیان کیا اور خود خدیجہ نے دیکھا جس وقت کہ آپ اِس سفر سے پھرتے ہوئے آئے تھے وہ بالاخانہ کے غرفہ میں بیٹھی تھیں۔ دیکھا کہ دو فرشتے آپ پر سایہ کئے ہوئے ہیں

ف حال نسطورا راہب

میسرہ نے بیان کیا کہ میں نے تمام سفر میں ایسا ہی حال دیکھا حضرت خدیجہ نے یہ حال سُنکے خواہش نکاح کی آپ کے ساتھ کی اور ابو طالب اِس بات سے مطلع ہوئے اور بعد تقرر نکاح کے اشراف و اعیان قریش کو ساتھ لیکے حضرت خدیجہ کے مکان پر گئے۔ اُنکی جانب سے مہتمم نکاح ورقہ بن نوفل برادر عم زاد اُن کے تھے۔ ابو طالب نے خطبۂ نکاح پڑھا اور فضائل اور مناقب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بہت سے بیان کئے اور نکاح منعقد کیا۔ **تعمیر خانہ کعبہ** قریش نے خانہ کعبہ کو بسبب صدمات سیل و باران وغیرہ کے بنا اُسکی ضعیف ہوگئی تھی از سرِ نو بنا کیا۔ اور آپس میں اُن کے تنازعہ ہوا کہ حجر اسود کو خانہ کعبہ میں اُسکی جگہ پر کون رکھے۔ اور بخیال حصول شرف ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو میں رکھوں قریب تھا کہ اُن میں تلوار چل جاتے۔ آخر سب کی رائے اِس بات پر قرار پائی کہ کل صبح کو سب سے پہلے جو مسجد الحرام میں آئے اُسکے حکم کے موافق عمل کیا جاوے۔ علی الصباح سب سے پہلے آپ وہاں تشریف فرما ہوئے۔ قریش آپ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور کہا یہ امین ہیں جو یہ حکم دیں اُس پر ہم سب راضی ہیں۔ اللہ جل جلالہٗ نے آپ کو بہت عقل کامل عطا فرمائی تھی آپ نے بمقتضائے عقل سلیم ایسا فیصلہ کیا کہ تمام قریش نہایت رضامند ہوئے آپ نے فرمایا کہ جس جگہ اب حجر اسود رکھا ہے وہاں سے ایک چادر میں کر کے اُسے اُٹھاویں اور اس چادر کو ہر قبیلہ قریش کا ایک ایک آدمی تھام لے اِس طرح اُٹھا کے متصل دیوار کعبہ معظمہ کے جہاں رکھنا منظور ہے رکھیں۔ پس اُسکے اُٹھانے میں تو سب شریک ہوئے اور ہر ایک کو شرف حاصل ہوا۔ بعد ازیں سب آدمی مجھے واسطے رکھنے حجر اسود کے اپنے موقع پر وکیل کر دیں کیونکہ فعل وکیل بمنزلہ فعل موکل کے ہوتا ہے۔ اِس طرح شرف رکھنے حجر اسود کا اپنے موقع پر ہر ایک کو حاصل ہوگا۔ قریش نے بدل و جان اس فیصلہ کو قبول کیا اور مطابق اُسکے عمل میں لائے۔

حالات نبوّت تا معراج نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم

جبکہ آپ قریب نبوّت پہنچے شجر و حجر سے سلام سُننے لگے۔ چنانچہ بیہقی نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے ارادہ کیا اظہار کرامت وابتدائے نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اب جس پتھر اور درخت کے پاس سے گزرتے وہ حضرت کو سلام کرتا۔ اور آپ داہنے اور بائیں دیکھتے کسیکو نہ پاتے۔ مگر درخت اور پتھر کو کہ اسمیں سے آواز آتی تھی السلام علیک یا رسول اللہ الحدیث مواہب لدنیہ۔ اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں پہچانتا ہوں ایک پتھر کو مکہ میں کہ مجکو وہ سلام کیا کرتا تھا قبل رسالت کے **روایت** ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ میں ساتھ تھا نبی علیہ السلام کے مکے میں نکلے ہم طرف بعض نواحی مکے کے جو پہاڑ و درخت سامنے آتا تھا کہتا السلام علیک یا رسول اللہ صلعم سیرت حلبی **روایت** جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کو پہنچے دوشنبہ کے روز آٹھویں تاریخ ربیع الاول کو غار حرا میں اللہ تعالے نے جبرئیل امین کو بھیجکر وحی نازل فرمائی اور تمام عالم پر آپ کو نبوت عام ورسالت تام عنایت فرمائی تا یوم قیامت۔ جب عمر شریف قریب چالیس برس کے پہنچی اور زمانہ نبوت قریب ہوا آپ کو خواب صحیح نظر آنے لگے جو کچھ آپ خواب میں دیکھتے مانند سپیدہ صبح کے ظہور میں آتا۔ اور خلوت آپ نے اختیار کی کئی روز کا توشہ لیکر غار حرا میں جا بیٹھتے اور عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔ دوشنبہ کے روز آٹھویں ربیع الاول کو غار حرا میں جبرئیل آپ کے پاس آئے اور وحی الٰہی لائے آپ سے کہا کہ پڑھو آپنے فرمایا کہ میں امی ہوں پھر اُنہوں نے آپ سے معانقہ کر کے دبوچا بقدر غایت طاقت آپ کی اور چھوڑ کے آپ سے پھر کہا کہ پڑھو آپ نے پھر کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر آپ کو دبوچا اسیطرح تین بار کہا پھر اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ مَا لَمْ يَعْلَمْ ط تک پڑھایا بسبب نزول وحی کے آپ کے بدن کو بہت تکلیف ہوئی۔ اور آپ دولت خانہ میں تشریف لائے اور فرمایا مجھے اوڑھاؤ حضرت بی بی خدیجہ نے آپ کو کپڑا اُڑھایا۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہ نے کہا خدا تعالیٰ آپ کو ضائع نہ کرے گا۔ اور آپ کی صفات حمیدہ بیان کر کے کہا کہ آپ غریبوں کی مدد کرتے پھر آپ کو پاس نوفل بن ورقہ کے کہ برادر عم زاد اُن کے تھے لے گئیں وہ کتب سابقہ پڑھے ہوئے تھے اُن سے حال بیان کیا اُنہوں نے

ہ مفلسوں کیلئے مال کی سبیل کردیتے ہیں اور آپ ایسے کاموں میں جنسے حق کی تائید ہو مدد کرتے ہیں

کہا یہ وہی فرشتہ ہے جو موسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا تم اِس اُمت کے پیغمبر ہو کاش میں جوان ہوتا اُن دنوں میں جب کفار آپ کو نکال دینگے آپ نے پوچھا کہ یہ لوگ مجھے نکال دینگے۔ ورقہ نے کہا کہ ہاں جو ایسی بات لاتا ہے جیسی تم پر نازل ہوئی اِسی طرح لوگ اُسکے دشمن ہو جاتے ہیں۔ پھر انہیں دنوں میں ورقہ کا انتقال ہو گیا۔ **فائدہ** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ کا حال پوچھا اور کہا اُسنے تصدیق تو آپکی کی تھی، مگر زمانہ نبوت و اتباع احکام کو نہیں پایا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اُسے سپید کپڑے پہنے خواب میں دیکھا اگر نجات اُسکی نہ ہوتی اور مسلمانوں میں محبوب نہ ہوتا سپید کپڑے پہنے نظر نہ آتا۔ اِسی عرصہ میں ایک دن حضرت جبرئیل مابین زمین و آسمان ایک کرسی پر معلق بیٹھے ہوئے نظر پڑے تو آپ گھبرائے اور فرمایا زملونی زملونی۔ جس طرح قصہ غار میں واقعہ ہوا اور وحی ہوئی۔ یا ایہا المدثر قم فانذر یعنی اے لحاف میں لپٹے کھڑا ہو پھر ڈر سنا بعضے کہتے ہیں کہ نبوت آنجناب رسالت پر مقدم تھی کیونکہ اہل حدیث کے نزدیک رسالت کے واسطے تبلیغ و انذار ضرور ہے سو تکمیل نفس و تلقین کیلئے سورۂ اقرا نازل ہوا اور تبلیغ و انذار کے واسطے سورۂ مدثر اول نبوت ہے دوسری رسالت **فائدہ**۔ نزول وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کئی طرح سے ہوتا تھا۔ **اول** یہ کہ آپ ابتدا میں سچے خواب دیکھتے تھے (۲) یہ کہ جبرئیل امین آپ کے قلب پر حکم الٰہی القا کرتے اور خود ظاہر نہ ہوتے (۳) یہ کہ جبرئیل بصورت آدمی آتے اور حکم الٰہی پڑھکر سُناتے اور بیشتر بصورت وحیہ کلبی آتے تھے (۴) طرح وحی کی یہ تھی کہ ایک آواز مانند آواز جرس گوش مبارک میں آتی تھی کہ آپ کے سوا اور کسی کو آواز معلوم نہ ہوتی تھی اور یہ قسم اقسام وحی میں سخت تھی زمستان میں پیشانی مبارک پر پسینہ آجاتا تھا اور اگر سوار ہوتے مرکب بیٹھ جاتا۔ اور اگر کسی کے زانو پر آپ کا زانو ہوتا تو اُسکے ٹوٹ جانے کا خوف ہوتا تھا اور چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا اور سانس کی آواز دور سے سُنی جاتی تھی (۵) یہ کہ حضرت جبرئیل بصورت اصلی آتے تھے اور حکم خدا بیان کرتے تھے (۶) یہ کہ شب معراج میں جو کہ آپ پر نازل ہوئی

(۷) حق سبحانہٗ نے بلا واسطہ ملک کلام کیا ورائے حجاب سے (۸) بحجاب شب معراج میں کلام ہوا (۹) آپ نے اللہ کو خواب میں دیکھا اور کلام کیا (۱۰) وحی القائی کہ وقت فیصل خصومت حکم جانب خدا سے القا ہوتا تھا (۱۱) مانند آواز مگس عسل آواز کان میں آتی تھی (۱۲) استشقاق نفخات الٰہیہ تھا (۱۳) وحی بواسطہ اسرافیل تھی اور اسرافیل اور کسی پیغمبر پر نازل نہیں ہوئے کذا فی المواہب۔ اور یہ بھی اسی کتاب میں ہے کہ طریق وحی نازل ہونے کا چھیالیس طرح پر تھا۔ ابتدار نبوت میں سورۂ فاتحہ آپ پر نازل ہوئی ایک حضرت جبرئیل نے سورۂ فاتحہ آپ کو سکھا دی اور طریقہ وضو نماز کا بتایا اور زمین میں پر مار کر پانی نکالا اور وضو کیا۔ آپ نے بھی وضو کیا اور دو رکعت نماز آپ نے حضرت جبرئیل کے ساتھ پڑھی۔ سب سے پہلے جوانان احرار میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ اور عورتوں میں حضرت خدیجہ اور لڑکوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور غلامان آزاد میں حضرت زید بن حا بعد ازیں حضرت عثمان اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور طلحہ و زبیر و عبدالرحمٰن بن عوف ایمان لائے اور روز بروز لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ **روایت** امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا اپنے باپ سے وہ فرماتے تھے کہ صدیق اکبر مجھ سے چار باتوں میں سابق ہیں ایک افشائے اسلام میں دوسرے ہجرت میں تیسرے مصاحبت غار میں چوتھے اقامت صلوٰۃ میں اور میں براہ خوف اظہار اسلام و ادائے صلوٰۃ میں اخفا کرتا تھا۔ اور حضرت عباس فرماتے ہیں کہ کریمہ سورۂ احقاف۔ حتّٰے اذا بلغ اشدہ و بلغ اربعین۔ شان ابوبکر میں نازل ہوئی۔ اور قصہ اُس کا یہ ہے کہ جب صدیق اکبر کی عمر بیس برس کی ہوئی تو ہمراہ حضرت رسالت مآب صلعم بقصد تجارت جانب شام گئے اور ایک مقام پر درخت بیری کے نیچے نزول فرما ہوئے اُسکے قریب ایک درویش کتابی رہتا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اُسکے پاس گئے اُسنے پوچھا کہ درخت بیر کے نیچے کون ہے ابوبکرؓ نے کہا محمدؐ بن عبدالمطلب اُس راہب نے کہا واللہ یہ نبی ہیں بعد

کلام اُسی وقت سے صدیق اکبر کے دل میں جم گیا کہ اُسی دن سے آپ کی صحبت اور محبّت اختیار کی۔

القصہ حضرت صدیق کے ایمان لانے اور ظاہر مسلمان ہونے سے دعوت اسلام شروع ہوئی۔ اور اُن کی فہمایش سے اور لوگ ایمان لانے لگے۔ چنانچہ عثمانؓ بن عفان رئیس بنی عبد الشمس و زبیرؓ بن العوام سردار بنی اسد و عبد الرحمنؓ ابن عوف و سعدؓ بن ابی وقاص افسران بنی زہرا و طلحہؓ ابن عبید اللہ امیر بنی تیم حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے اور قبائل قریش کی شوکت شکست ہوئی انہیں بزرگوں کو سابق بولتے ہیں۔ پھر دوسرے روز عثمانؓ بن مطعون اور ابو عبیدہؓ بن الجراح اور ابو سلمہؓ ابن عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومی اور ارقمؓ بن ابی الارقم اور عبد اللہؓ ابن مسعود ہذلی ایمان لائے۔ کنیت ابن مسعود کی ابو عبد الرحمن ہے مسواک و پاپوش و آبِ طہارت آنحضرت صلعم سفر میں انھیں کے سپرد فرماتے تھے اور ہمارے ائمہ حنفیہ کے نزدیک بعد خلفائے اربعہ اُن سے زیادہ کوئی فقیہہ نہ تھا۔ اور بعد ان حضرات کے سعید بن زید اور زوجہ اُن کی فاطمہ بنت خطاب و بلال و خبّاب بن الارت و صہیب رومی ایمان لائے۔ اور بعد اُن کے عمّار بن یاسر اور ماں اُن کی سمیہ و ام سلمہ و خولہ بنت حکیم ایمان لائے اور ان سب کے ایمان لانے میں حضرت صدیق اکبر محرک ہوئے اور اللہ نے اُن کی دعوت کو اثر بخشا اور ابن سعد کہتے ہیں کہ بعد حضرت خدیجہ کے سب عورتوں سے پہلے ام الفضل زوجہ عباس اور اسماء بنت ابی بکر ایمان لائیں بالجملہ تین برس تک دعوت اسلام پوشیدہ ہوتی رہی اور ضعفا و غربا ایمان لاتے گئے چوتھے برس آیہ کریمہ فاصدع بما تؤمر و اعرض عن المشرکین۔ نازل ہوئی یعنی اللہ نے حضرت سے فرمایا ظاہر کر اُس کام کو کہ جس کا تجکو حکم ہے اور پھیر لے اپنا مُنہ مشرکوں سے۔ تب تو حضرت نے کھلا کھلی دعوت اسلام شروع کی۔ یہاں تک سورۂ شعرا میں ارشاد ہوا۔ وانذر عشیرتک الاقربین و اخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین یعنی ڈر سُنا اپنے قریب رشتہ داروں کو اور جھکا بازو اپنے ایمان والوں کے لئے جو تیری پیروی کریں جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صلعم نے تمامی قریش کو پکار کر سُنایا اور اپنے چچا و

پھوپی اور بیٹی سے فرمایا اللہ کے یہاں اپنی فکر کرو میں تمہارا خدا کے یہاں کچھ نہیں کرسکتا جب دعوت اسلام آشکارا ہوئی تو ولید بن مغیرہ وعاص بن وائل وابو زمعۃ الاسود واسود بن عبد لغوث وحارث بن قیس شرارت وخباثت باطنی سے بدگوئی کرنے لگے ایک دن میں اللہ نے پانچوں کو کہ درحقیقت پنج عیب شرعی تھے کئی بیماریوں میں مبتلا کرکے داخل جہنم کیا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ اوّل چالیس آدمی مسلمان ہوئے پھر عورت مرد جانب اسلام دوڑے اور دین اسلام کا اظہار ہونے لگا۔ قریش نے تعرض موقوف کیا مگر جب حضرت صلعم بتوں کی بُرائی کرنے لگے تو درپے ایذا ہوئے اور باہم یہ عہد کیا کہ جو شخص اسلام لائے اُسے قتل کرو۔ حضرت بلال امیہ بن خلف کافر کے غلام تھے وہ اُن کو نہایت تکلیف دیتا۔ گرم ریت اور پتھروں میں باندھکر دوپہر کو ڈالتا اور کہتا توحید سے منحرف ہوکر لات وعزیٰ کی الوہیت کا قائل ہو وہ شدّت تکلیف سے بیہوش ہوجاتے مگر جب ہوش آتا احداً احداً کہتے یعنی مانتا ہوں ایک ہی خدا کو۔ حضرت ابوبکر صدیق نے انھیں اپنا غلام اور بہت سا مال دیکر امیہ بن خلف سے خرید کر آزاد کیا اور یہ شرط کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہیں جواب دیا کہ آپ شرط کریں یا نہ کریں میں خود آپ کی خدمت میں رہوں گا۔ اور اسی طرح حضرت صدیق نے کئی لونڈی غلاموں کو جو مسلمان تھے خرید کر آزاد کیا اور بہت مال آنحضرت صلعم کے خرچ میں صرف کیا۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کے مال نے مجکو ایسا نفع نہیں دیا جیسا ابوبکر کے مال نے اس لئے سورہ واللیل خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کی شان میں نازل فرمائی اور اُن کی بہت تعریف کی اور اُن کو اتقی یعنی بڑا پرہیزگار فرمایا اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ رضامند کردینے کا سورہ والضحیٰ میں فرمایا وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى بطفیل آپ کے سورہ واللیل میں حضرت ابوبکر سے وعدہ کیا وَلَسَوْفَ يَرْضٰى۔ **فائدہ** علماء نے افضلیت حضرت ابوبکر صدیق پر سورہ واللیل سے استدلال کیا ہے باین وضع کہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق کو اتقی فرمایا۔ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى۔ یعنی دور رکھا جائے گا دوزخ سے وہ بڑا پرہیزگار جو دیتا ہے مال اپنا واسطے حاصل کرنے پاکیزگی کے۔ یعنی ابوبکر صدیق اور سورہ حجرات میں خدا تعالیٰ

نے فرمایا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ یعنی بڑا بزرگ تم میں خدا کے نزدیک اتقی تم میں کا ہے دو آیتوں کے ملانے سے حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اِس اُمّت میں اکرم و افضل صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ایک روز قریش جمع ہو کر ابوطالب پر چڑھ آئے اور کہنے لگے کہ تمہارا بھتیجا ہمارے ٹھاکروں و آباو اجداد کو عیب لگاتا ہے اور ہمارے دین کو باطل جانتا ہے اُسکو منع کرو۔ اِس لئے کہ تم بھی اُسی دین میں ہو ابوطالب نے نرمی سے سمجھا دیا۔ اِسی طرح دو تین مرتبہ مجتمع ہو کر آئے پھر ایک روز عمارہ ابن ولید کو لا کر کہا یہ شخص محمدؐ کا عوض ہے۔ اسکو تم لو اور محمدؐ کو ہمارے حوالہ کرو ہم جو چاہیں سو کریں۔ ابوطالب نے کہا سُبحان اللہ۔ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔ مجکو ہرگز منظور نہیں۔ تب کافر لڑائی پر مستعد ہوئے ابوطالب نے بنی ہاشم و بنی مطلب و بنو عبد الشمس و بنی نوفل کو اعانت کے واسطے طلب کیا۔ باستثنائے ابولہب مردود سب بنی ہاشم و بنو مطلب حاضر ہوئے۔ بنی عبد الشمس و بنی نوفل نہ آئے مگر فتنہ فرو ہو گیا۔ القصہ موافق فرمان وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ۔ آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر ایک ایک قبیلہ قریش کا پکارا۔ لوگ جمع ہوئے آپ نے فرمایا کہ اگر میں خبر دوں کہ اس پہاڑ کی پشت پر ایک لشکر آیا ہے اور تم کو قتل کیا چاہتا ہے تم یقین جانوگے سب نے کہا ہم بیشک یقین جانیں گے۔ کہ آپ سے ہمیشہ سچ ہی سُنا ہے آپ نے فرمایا کہ میں تم کو عذاب سخت سے ڈراتا ہوں یعنی عذاب آخرت سے۔ یہ سُنکر ابولہب نے کہا تبالک سائر الیوم الہذا جمعتنا۔ یعنی ہلاک ہو اِسی کام کے لئے تمام دن جمع کیا تھا اور وہ سب متفرق ہو گئے۔ سورہ تبت یدا ابی لہب۔ تبھی نازل ہوئی اور اُسمیں اُسکو اور اُسکی جورو حمالۃ الحطب کو بھی فرمایا۔ حمالۃ الحطب کے معنی ہیں لکڑی اُٹھانیوالی بسبب خست کے اپنے سر پر لکڑی کا گٹھا جنگل سے لایا کرتی تھی۔ لہذا حمالۃ الحطب اُس کا لقب ہوا۔ آپ سے مثل ابولہب کے وہ بھی بہت دشمنی رکھتی تھی۔ آپ کی راہ میں واسطے ایذا رسانی کے کانٹے ڈالدیا کرتی تھی بعد نزول سورہ تبت کے ایک دن ایک پتھر لیکے مسجد الحرام میں کہ آپ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں بیٹھے تھے آئی خدا تعالیٰ نے اُسکی آنکھوں کو آپ کے دیکھنے سے اندھا کر دیا صرف ابوبکر صدیق کو وہاں بیٹھا پایا۔ اُن سے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ محمدؐ نے میری ہجو کہی ہے۔ اگر میں اُن کو یہاں پاتی تو یہ پتھر اُن کے سر سے مارتی اور پھر گئی یہ معجزہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا کہ اللہ تعالے نے حمالۃ الحطب کو آپ کے دیکھنے سے اندھا کردیا
اور اُس کے شر سے بچایا۔ عتبہ اور عتیبہ ابولہب کے دو بیٹے تھے رقیہ وام کلثوم دونوں اُن کے
نکاح میں تھیں جب سورہ تبت یدا نازل ہوئی ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ اگر محمد
کی بیٹیوں کو طلاق نہ دو گے مجھسے اور تم سے کچھ علاقہ نہیں۔ دونوں نے باپ کے کہنے پر عمل کیا
عتبہ نے روبرو آپ کے کلمات وحرکات بے ادبانہ کہے آپ نے فرمایا اللھم سلط علیہ کلبا
کلابک یا اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتا اُسپر مسلط کردے ابولہب اُسکے ساتھ ایک بار شام
بقصد تجارت گیا راہ میں ایک منزل میں سُنا کہ یہاں ایک شیر لگتا ہے۔ ابولہب نے قافلہ کے لوگوں
سے کہا کہ مجکو اپنے اس فرزند پر محمدؐ کی بد دعا کا خوف ہے۔ سب نے تمام قافلے کا اسباب جمع کرکے
صفحہ ۳۸ ایک اونچا سا ٹیلہ قایم کرکے عتبہ کو اُسپر سُلایا۔ اور سب گرد اگرد نیچے اُسکے سوئے۔ رات کو شیر عتبہ
کو پھاڑ کر چلا گیا۔ تدبیر اُن کی کچھ کام نہ آئی۔ کفار کا عجب حال تھا کہ اُن کے دلوں میں راستی اور
مستجاب الدعوات ہونا آپ کا منقوش ہوگیا۔ مگر بوجہ شقاوت ازلی ایمان نہیں لائے۔ جو لوگ مکہ معظمہ میں
پہلے آباد تھے اور کسی قبیلہ میں نہ تھے اُن میں سے جو مسلمان ہوئے تھے اُن کو قریش کفار جہاں
موقع پاتے مار ڈالتے تھے کیونکہ یہ جانتے تھے کہ اُن کا کوئی قبیلہ نہیں جو ہم سے قصاص لیگا۔
جو شخص مکہ میں کہیں سے آتا اُس سے کہتے کہ محمدؐ کی بات نہ ماننا ورنہ فتنہ میں پڑو گے۔ اور کبھی
کہتے کہ یہ شخص ساحر ہے یا کہتے شاعر ہے اور کبھی کہتے کہ مجنون ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ یہ اتفاق ہوا
کہ ولید ابن مغیرہ قابل و مُسن تھا قریش سے کہنے لگا کہ اب ایام حج قریب ہیں آنے والے لوگوں کو
کس طرح بھگاؤ گے۔ جو محمدؐ کے کہنے میں نہ آئیں۔ کسی نے کہا محمدؐ کو کاہن مشہور کرینگے کسی نے
مجنون کسی نے کہا شاعر کسی نے کہا ساحر کہیں گے۔ ولید نے شق آخر کو پسند کیا اور کہا اگرچہ ساحری
بھی اُن کے حال سے مناسبت نہیں رکھتی خیر یہی بات غنیمت ہے۔ عجیب اتفاق ہے کہ سورہ حم
سجدہ نازل ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آواز بلند بیت اللہ میں پڑھ رہے تھے۔ ولید وہاں
موجود تھا۔ اُسنے کان لگا کر خوب سُنا اور کہا کہ یہ ہرگز کلام جن و بشر نہیں اور اس میں عجب حلاوت

وفصاحت و نور ہے۔ اور یہ وہ کلام ہے کہ سب پر غالب آئے۔ اور انصاف بھی یہی ہے۔ یہ خبر ابوجہل کو پہنچی کہ ولید کلام محمدؐ پر فریفتہ ہوا۔ وہ مردود بعض رؤسا کو ہمراہ لیکر ولید کے گھر گیا اور کہنے لگا کہ تو بھی محمدؐ کے دین پر فریفتہ ہوگیا اور تجکو رغبت اُس طعام کی ہوئی ہے جو ابوبکر اُسکے لئے پکا کر لاتا ہے۔ ولید سُنکر بہت غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ تو میرا عیش و تنعم جانتا ہے محمد ابوبکر ابھی تک نعوذ باللہ میرے دروازہ کے فقیر کی برابر بھی نہیں مجکو اُن کے کھانے کی کیا پرواہ ہے۔ ابوجہل نے کہا کہ اگر یہ حال ہے تو مسجد حرام میں چل اور قبائل قریش کو بُلوا اور درباب محمدؐ مشورہ کر ولید مسجد الحرام میں آیا اور تمام قبائل قریش جمع ہوئے۔ عمائد قریش کہنے لگے سخت مشکل درپیش ہے۔ محمدؐ جو کلام پڑھتے ہیں اُسکو کلام الٰہی بتاتے ہیں اور دعوے نبوت کرتے ہیں۔ موسم حج قریب ہے ایسا نہ ہو کہ آنے والے اُن فریب میں آجائیں۔ بہرکیف لوگوں کو منع کرنا چاہیئے۔ ولید باوصف معلوم کرنے حقیقت قرآن و نزول قرآن باوجود ایسی تمہید کے ابطال حقیقت میں اعلائے کفر ساعی ہوکر منصب عناد میں ہمردیف ابلیس لعین ہوگیا۔ **روایت** صحیح ہے کہ غزوہ ابن زبیر نے عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے دریافت کیا کہ مجکو خبر دو اس سخت تکلیف سے جو سرور کائنات علیہ السلام کو قریش سے پہنچی تھی اُنہوں نے کہا کہ ایک روز قریش کعبہ میں تھے اور میں بھی موجود تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہنے لگے کہ واللہ ہم نے کبھی ایسا صبر نہیں کیا جیسا آپ کرتے ہیں یعنی محمدؐ جو کچھ چاہتا ہے ہم کو اور ہمارے باپ دادوں کو اور ہمارے دین کو بُرا کہتا ہے۔ اتنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور طواف کعبہ میں مشغول ہوئے تو اثناء طواف میں قریش پر بھی گذر ہوا قریش نے ایک بات ایسی سخت کہی کہ آنحضرت صلعم کا چہرہ مبارک میں نے متغیر دیکھا۔ پھر دوسرے اور تیسرے طواف میں بھی گستاخانہ بولے۔ تیسرے مرتبہ آنحضرت نے کھڑے ہوکر فرمایا کہ اے قریش کان کھول کر سُنو کہ میں تم پر ذبح لایا ہوں اگر میرا کلام نہیں سُنتے اور متابعت نہیں کرتے تو بکرے کی طرح ذبح کردوں گا اور مطلع ہوجاؤ کہ میری لڑائی میں خراب و برباد ہوجاؤ گے اس کلام کو سُنتے ہی ایسا رعب ہوا کہ خاموش ہوگئے اور کانپنے لگے اور تملق کرنے لگے۔ دوسرے

روز پھر بہ ارادہ بلوہ جمع ہوئے۔ میں وہاں موجود تھا۔ جبکہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور طواف میں مشغول ہوئے یکایک کفار ناہنجار حملہ آور ہوئے اور گستاخانہ پیش آئے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے واسطے دفع شر اشرار کے اپنی جان سپر کر دی اور بہت ایذا اُٹھائی لیکن بنی تمیم نے اُن کی حمایت کی۔ صحیح بخاری میں ابن عمر سے روایت ہے کہ وہ کافر عقبہ ابن معیط تھا کہ بانی اس فتنہ کا ہوا۔ **روایت** ہے عبداللہ ابن مسعود سے کہ ایک دن سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ کے نزدیک نماز پڑھتے تھے اور ابو جہل ملعون مع جماعت قریش وہاں بیٹھا تھا حالت نماز میں مخل ہوئے۔ ساتھ ایذا رسانی کی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو بنظر بیحرمتی نماز کے دعاء بد فرمائی اللھم علیک بقریش یعنی الٰہی پکڑ لے قریش کو۔ اِسی طرح تین مرتبہ دعا کی پھر نام لیکر اللھم علیک بابی جہل ابن ہشام وعتبہ ابن ربیعہ وشیبہ ابن ربیعہ وولید ابن عقبہ واُمیہ ابن خلف وعقبہ ابن ابی معیط وعمارۃ ابن الولید رواہ شیخان۔ عن عبید اللہ ابن مسعود۔ پس عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں۔ کہ واللہ جس کسی کا نام حضرت نے دعا میں لیا تھا وہ جنگ بدر میں مارا گیا یا مر گیا۔ کفّار اپنی لونڈی غلاموں کو جو مُسلمان ہو گئے تھے بہت اذیت پہنچاتے اور مار پیٹ کرتے تھے۔ حتے کہ ابو جہل نے اپنی کنیز مومنہ کو مارتے مارتے مار ڈالا۔ اکثر غلاموں اور کنیزوں کو حضرت صدیق اکبر نے اپنے مال سے خرید کر کے آزاد کر دیا۔ **القصہ** جب اکثر مال حضرت صدیق اکبر کا صرف ہوا تو ابو قحافہ اُن کے باپ نے کہا اِن لوگوں کے آزاد کرنے سے کیا فائدہ اگر چالاک وچست غلام لیکر آزاد کرتے تو وقت پر مددگار ہوتے حضرت صدیق اکبر نے فرمایا۔ انما ارید ما ارید۔ پھر یہ آیت قرآن نازل ہوئی۔ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی۔ یعنی سو جس نے دیا اور ڈر رکھا اور سچ جانا بھلی بات کو۔ اسکو ہم آہستہ آہستہ پہنچا دینگے آسانی میں اور یہ بھی نازل ہوئی۔ ما لاحدٍ من نعمتہ تجزے الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلے ولسوف یرضی۔ یعنی اور کسی کا نہیں اُسپر احسان جس کا بدلا دے مگر رضامندی اپنے پروردگار کی جو سب سے اوپر ہے۔ اور آگے وہ راضی ہوگا۔ اِس مقام سے کہا دلیل افضلیت حضرت صدیق اکبر کی ہاتھ آئی ہے کہ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیق کو

اتقی فرمایا اور بھی آیات آپ کی فضیلت میں نازل ہوئی ہیں۔ **القصّہ** جب حضرت صدیق اکبر کا اکثر مال ایسے نیک کاموں میں صرف ہو گیا تو آپ چالیس ہزار درم سرمایہ رہا اسکو خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر باوشاد رسول مقبول صرف کر بیٹھے ہمگیں چھہ ہزار درہم باقی رہے اُسکو سفر ہجرت و تعمیر مسجد نبوی وغیرہ میں صرف کیا۔ اِسی باعث سے آنحضرت صلعم فرماتے تھے جیسا کہ ابوبکر کے مال نے مجکو فائدہ بخشا ایسا کسی کے مال نے فائدہ نہیں دیا۔ کیونکہ مال خدیجہ الکبرےٰ و ابوطالب جد حضرت کا آنحضرت کی خاص ضروریات اور صلۂ رحم ومہمانوں کی ضیافت اور محتاجوں کی اعانت میں صرف ہوا تھا۔ اور مال ابی بکر شوکت اسلام و اعانت خلاصی اہل اسلام میں خرچ ہوا تو ان دونوں مصرف میں فرق ہے۔ جب سب مال صرف ہو گیا تو ایک روز صدیق اکبر کملی کا کرتہ پہنے حضور میں آئے جبرئیل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ ابوبکر تو بڑے مالدار تھے اِن کا کیا حال ہو گیا فرمایا کہ اسنے سب مال اپنا مجھپر صرف کر دیا۔ جبرئیل نے کہا اللہ تعالےٰ نے ابوبکر کو سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ اس مسکینی و محتاجی میں بھی مجھسے راضی ہے۔ حضرت صدیق اکبر یہ کلام سُنکر وجد میں آئے کہ بیخود ہو گئے اور بار بار فرماتے تھے۔ انا عن ابی راض انا عن ابی راض۔ اِسی کا اشارہ ہی ولسوف یرضیٰ۔

ہجرت اصحاب جانب حبشہ ماہ رجب سنہ ۵ نبوّت

جب کفّار مُسلمانوں کو بہت تکلیف و ایذا دینے لگے تو مُسلمانوں نے باجازت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جانب حبش ہجرت کی۔ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اور حضرت عثمانؓ بن عفان مع اپنی زوجہ رقیہؓ بنت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد لوط علیہ السلام ہجرت عثمان کی مع اپنی زوجہ کے خدا کے واسطے ہوئی ہے۔ حبش کا بادشاہ نجاشی مذہب نصاریٰ رکھتا تھا اُسنے مسلمانوں کو اچھی طرح اپنے پاس ٹھیرایا۔ کفّار قریش کو اس بات کا بہت رنج گزرا۔ اپنی جانب سے کئی شخصوں کو کہ اُن میں عمرو بن عاص تھا تحف و ہدایا دیکر پاس نجاشی کے بھیجا باین غرض کہ مُسلمانوں کو اپنے پاس سے نکالدے۔ نجاشی نے بمواجہ فرستادگان دربار میں

مسلمانوں کو مخاطب کیا۔ حضرت جعفر نے جانب اسلام سے گفتگو شروع کی اور کہا کہ ہم لوگ گمراہی میں مبتلا تھے اور بتوں کو پوجتے تھے اور حلال و حرام میں کچھ تمیز نہ تھی اور محض جاہل تھے خدا تعالے نے اپنے فضلِ عمیم سے اپنے پیغمبر محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری ہدایت کے واسطے بھیجا۔ اور اپنا کلام پاک اُنپر نازل فرمایا۔ اور علوم اولین و آخرین اُن کو عنایت فرمائے کہ اُن کے سبب سے ہم لوگ راہ راست پر آئے۔ اور وہ سب بھلے کاموں کا حکم کرتے ہیں اور بُرے کاموں کو منع فرماتے ہیں۔ نجاشی نے کہا جو کلام اُنپر نازل ہوا ہے اُس میں سے کچھ پڑھو حضرت جعفر نے سورۂ مریم ابتدا سے پڑھی جب اس آیت پر پہنچے فکلی واشربی وقری عینا۔ نجاشی بادشاہ کو کمال رقت ہوئی یہاں تک کہ آنسوؤں سے اُسکی ڈاڑھی تر ہوگئی اور کہا کہ یہ کلام اور جو کلام موسیٰ پر اُترا تھا دونوں کی روشنی ایک روشندان سے ہے۔ اور اہلِ اسلام سے کہا کہ بخوشی میرے ملک میں رہو اور کفّار کے مدعا کو رد کیا۔ کفّار نے عرض کیا کہ یہ لوگ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے حق میں بھی خلاف مذہب بادشاہ کے کہتے ہیں بادشاہ نے اہلِ اسلام سے دریافت کیا۔ حضرت جعفر نے کہا کہ ہم اُن کے حق میں یہ کہتے ہیں وہ بندہ خدا ہیں اللہ تعالےٰ نے اُن کو بحکم کلمہ کُن بغیر باپ کے مریم طاہرہ کے پیٹ سے پیدا کیا اور پیغمبر کیا اور متعلق اس بات کے آیتیں پڑھیں۔ نجاشی نے کہا کہ انجیل میں صفت علیہ السلام کی ایسی ہی لکھی ہے جیسی تم نے بیان کی۔ مرحبا تم کو اور جن کے پاس سے تم آئے ہو وہ بیشک پیغمبر خدا ہیں۔ تعریف اُن کی انجیل میں ہے۔ اور عیسےٰ علیہ السلام نے بشارت اُن کی دی ہے قسم خدا کی جو بادشاہت کا کام مجھے متعلق نہ رکھتا تو میں اُن کی خدمت شریف میں حاضر ہوتا اور تمام عمر اُن کی خدمت گزاری میں گزار دیتا۔ اور تحفے قریش کے پھیر دیئے وہ وہاں سے محروم پھرے اور اہلِ اسلام بخوشی وہاں رہنے سہنے لگے حضرت ابوبکر صدیق نے بھی حبش کی ہجرت کا ارادہ کیا اور مکّہ سے نکلکر برک الغماد تک کہ وہاں سے چار منزل ہے پہنچے۔ مالک بن دغنہ کہ قوم قارہ کا سردار تھا ملا اور اُسنے حال دریافت کرکے کہا تم ایسے آدمی نہیں ہو کہ مکّہ سے

سب شرفائے قریش سے ظاہر کیا۔ کفّار نے کہا بایں شرط ہم کو منظور ہے یہ قرآن گھر سے باہر باآواز بلند نہ پڑھا کریں۔ قرآن سُن کے ہمارے لڑکے فریفتہ ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے چندروز ایسا کیا۔ بعد اسکے بیرونِ صحن خانہ ایک مسجد بنوائی۔ تہجد میں اور دیگر نمازوں میں قرآن مجید باآواز بلند پڑھنا شروع کیا۔ اور ابوبکر صدیق کی یہ عادت تھی کہ جب قرآن مجید پڑھتے بے اختیار انکو رقت ہوتی۔ ہمسایہ کی عورتیں اور لڑکے مجتمع ہوکر سُننے لگے۔ محلہ کے کفار نے مس پناہ دہندہ سے یہ حال کہلا بھیجا۔ اُس نے آکر صدیق اکبر سے کہا کہ خلاف عہد کرتے ہو میری پناہ قایم نرہیگی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے سوائے خدا کے کسی کے پناہ میں رہنا منظور نہیں ہے۔ وہ اپنی پناہ توڑ کر چلا گیا۔ اور ابوبکر صدیق اپنے گھر میں باامان الٰہی محفوظ رہے۔

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مُسلمان ہونا

جب سال ششم نبوت کا آیا تو حضرت امیر حمزہ ابن عبدالمطلب ایمان لائے لقب آپ کا سیدالشہدا اور اسداللہ بھی آیا ہے۔ حضرت بڑے شجاع و بہادر و غیور اور قوی جوان تھے۔ والدہ اُن کی والدہ رسول اللہ کی حقیقی بہن تھیں۔ اُن کا نام ہالہ بنت وہب تھا وہ اِس طرح سے مُسلمان ہوئے کہ ایک دن ابوجہل ملعون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کچھ بے ادبانہ کلام کیا حضرت نے از روئے حلم نہایت تحمل فرمایا مگر عبداللہ بن جدعان کی لونڈی نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے جو اُسی وقت شکار سے آرہے تھے اور طواف کعبہ میں مشغول تھے یہ ماجرا بیان کیا۔ سُنتے ہی پُرغضب ہوکر ابوجہل کے پاس جاکر اُسکے سر پر اِس زور سے کمان ماری کہ پھٹ گیا اور کہا اے نامعقول تو محمد کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں اُسکے دین میں ہوں اور اُسی وقت حضور اقدس میں حاضر ہوکر مُسلمان ہوئے کہ آنحضرت نہایت خوش ہوئے۔ اور اب اُنتالیس اہل اسلام حضرت کے ہمراہ ہوئے اور اُس روز آنجناب ارقم کے گھر میں مع اصحاب باصفا رونق افروز تھے۔ اور سب پوشیدہ

رہتے تھے اور قریش میں دو شخص بڑے سردار تھے ایک ابوجہل بن ہشام دوسرے عمر ابن الخطاب۔

امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کا مشرف باسلام ہونا

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی یا اللہ دین اسلام کو عزت دے۔ عمر بن خطاب یا
ابوجہل بن ہشام سے سو حضرت عمر کے حق میں دعا قبول ہوئی کہ دوسرے روز اسلام لائے معجزہ ۵۳
اور صورت اُسکی یوں ظاہر ہوئی کہ جب آیہ۔ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم وانتم لہا واردون
نازل ہوئی تو ابوجہل لعین نے ایک مجمع میں جسمیں حضرت عمر بھی تھے متصل خانہ کعبہ کے کھڑے ہوکر
کہا کہ جو کوئی محمد کا سر کاٹ لائے اُسکو سو اونٹ اور چالیس ہزار درم دوں گا حضرت عمر نے کہا کہ میں
یہ کام کرسکتا ہوں۔ ابوجہل نے لات عزیٰ کی قسم کھائی اور کعبہ میں جاکر ہُبل کو گواہ کیا۔ عمر بایں قصد
مُسلح روانہ ہوئے۔ راہ میں ایک شخص نعیم بن عبداللہ سے ملاقات ہوئی وہ مُسلمان تھے اُنہوں نے
پوچھا کہاں جاتے ہو کہا محمد کے قتل کو نعیم نے کہا بنی ہاشم سے کس طرح نجات ہوگی۔ عمر نے کہا شاید
تو نے تبدیل دین کیا ہے اگر ایسا ہو تو پہلے تجھپر ہاتھ صاف کروں۔ نعیم نے کہا میں دین آبائی پر
ہوں اور نیت یہ رکھی کہ حضرت ابراہیم واسمٰعیل کے دین پر ہوں اور ظاہر میں یہ معلوم ہو اکہ آبائے
مشرکین کے دین پر ہیں دونوں باہم ملکر چلے۔ موضع الطیح میں ایک شخص بکری ذبح کرنے پر مستعد تھا
بکرے نے کہا اے ذبح کرنے والے ایک کام کی بات ہے ایک مرد فصیح تم کو بُلاتا ہے طرف معجزہ ۵۴
گواہی لاالہ اللہ وان محمد رسول اللہ کے اور صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر کہتے ہیں کہ ایک دن
میں بُت خانہ میں تھا اور مشرکین نے بُت کے لئے قربانی کی۔ بُت کے اندر سے آواز آئی۔ اے
شخص یہ کام کی بات ہے ایک مرد فصیح کہتا ہے لاالہ اللہ۔ لوگ یہ سُنکر بھاگ گئے میں ٹھہرا رہا دوسرے
دن پھر میں نے وہی آواز سُنی اُنھیں دنوں معلوم ہوا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم طرف لاالہ اللہ کے معجزہ ۵۵
دعوت فرماتے ہیں۔ یہ معجزہ پیش از یوم اسلام معلوم ہوتا ہے۔ فی الجملہ اُس بکرے کو ذابح نے چھوڑ دیا
حضرت عمر نے کہا وَاعجباہ۔ سخت مشکل ہوئی محمد کو جلد مارنا چاہیئے۔ پھر آگے بڑھے سعد ابن وقاص

رضی اللہ عنہ سے ملے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے۔ کہا محمد کو مارنے جاتا ہوں سعد نے کہا اُنکی قوم سے کیونکر نجات ملیگی۔ عمر نے تلوار کھینچی سعد بھی مقابل ہوئے قریب تھا کہ لڑائی شروع ہو جائے اتنے میں سعد نے کہا کہ اول اپنی بہن فاطمہ خواہ آمنہ اور بہنوئی سعیدؓ کو جو اسلام لا چکے ہیں قتل کر لو پھر اور کو دیکھنا عمر نے کہا یہ کس طرح معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہیں سعد نے فرمایا کہ تمہارے ہاتھ کا ذبیحہ نہ کھائیں گے۔ عمر طیش کھا کر اپنی بہن کے گھر کو پھرے اُس وقت اُن کے گھر میں خباب بن الارث صحابی سورۂ طٰہٰ پڑہاتے تھے۔ اور کواڑ دروازہ کے بند تھے۔ عمر نے سُنا اور آواز دی خباب معہ صحیفہ چھپ گئے۔ آکر پوچھا کیا پڑہتے تھے کہا باتیں کرتے تھے۔ پھر عمر نے ایک بکری ذبح کی اور گوشت اُسکا پکا کر بہن اور بہنوئی کو دیا۔ اُنہوں نے انکار کیا۔ حضرت عمر نے سعد کی بات درست جانی اور غصّے ہو کر پھوپی وبہن اور بہنوئی کو ایسا مارا کہ سر اور مُنہ خون آلودہ ہو گیا تب اُنہوں نے بیتاب ہو کر کہا چاہو ہمارے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو ہم اسلام سے نہ پھرینگے۔ جب دین اسلام پر اُن کو مضبوط دیکھا اور بہن کے سر اور مُنہ کو خون آلودہ دیکھکر رحم آیا اور ایک طرف ہو بیٹھے۔ تھوڑی دیر کے بعد کہا جو تم پڑہتے تھے میرے پاس لاؤ تب اُس صحیفہ کو جس میں سورۂ طٰہٰ تھی نکالا عمر نے چاہا کہ ہاتھ میں لیکر پڑہیں۔ بہن نے کہا تم نجاست شرک سے آلودہ ہو۔ لا یمسہٗ الا المطہرون۔ یعنی نہیں چھوتے ہیں اسکو مگر پاکیزہ لوگ۔ تب عمر نے غسل کیا۔ محدثین نے لکھا ہے کہ حضرت عمر نے سورہ طٰہٰ کو ہاتھ میں لیکر شروع سے پڑہا جب یہاں تک پہنچے کہ۔ لا الہ الا ھو لہ الاسماء الحسنےٰ ۰ تو بے طاقت ہو گئے اور کہا کہ جنپر خدا کا یہ کلام ہے اُسکی پرستش میں تقصیر کرنا تقصیر ہے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ اب جناب عمر رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے ہوئے باہر نکلے اور فرمانے لگے کہ میں نے سُنا تھا کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یا اللہ ابو جہل یا عمر بن خطاب سے اسلام کو قوت دے سو میں جانتا ہوں تمہارے لئے دعاء قبول ہوئی۔ تب حضرت عمر نے کہا مجکو حضور میں لیچلو۔ خواجہ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امیر حمزہ کے گھر میں جلوہ افروز تھے۔ **فائدہ** روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کے زمانہ جاہلیت میں سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے حق میں کوئی بات نازیبا نہیں کی اور نہ کسیطرح کی ایذا دی بالجملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعزم قدمبوسی حضرت امیر حمزہ کے گھر آئے اور آواز دی کسی صحابی نے شگاف در سے دیکھکر کہا۔ عمر مسلح آتے ہیں۔ سب نے کہا نعوذ باللہ من شر عمر۔ مگر امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دروازہ کھول دو اگر بعزم خیر آتے ہیں تو مبارک اور جو بقصد شر آتے ہیں تو انشاء اللہ اُن کو اُن کی تلوار سے قتل کرونگا چنانچہ دروازہ کھولدیا۔ جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم باہر نکل آئے اور بغلگیر ہوکر خوب دبایا کہ بند بند اُن کا ہل گیا اور فرمایا اے عمر اگر بہ نیت خیر آیا ہے تو خیر ہے والا جیتا نہ پھرے گا عمر رضی اللہ عنہ نے التماس کیا کہ میں اسلام لانے آیا ہوں۔ بدن کانپنے لگا تلوار ہاتھ سے گر پڑی اور بے اختیار منہ سے نکل گیا۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر بآواز بلند فرمایا اور مسلمانوں نے تکبیر کہی اور نہایت خوش ہوئے۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ اب تک کتنے مسلمان ہوئے آپ نے فرمایا کہ تم سے چالیس کا عدد پورا ہوا ہے۔ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ کفار عبادت لات وعزیٰ کی علانیہ کرتے ہیں۔ ہم لوگ خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کیوں پوشیدہ کریں۔ اُسی وقت آنحضرت صلعم کو لیکے نکلے۔ داہنی طرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رفیق باتوفیق اور بائیں جانب سید الشہدا امیر حمزہ عم شفیق اور پیش پیش اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب سید العرب والعجم اور آگے آگے اُن کے امیر المومنین عمر ابن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہم مسلح و تیار اور پیچھے دیگر اصحاب سید ابرار رضوان اللہ علیہم اجمعین جانب بیت اللہ شریف متوجہ ہوئے۔ اُس وقت مشرکین قریش بہ انتظار عمر بن خطاب حجرہ میں بیٹھے تھے دفعتہً حضرت عمر مخطوظ نظر آئے مشرکین نے پوچھا۔ تمہارے پیچھے کیا ہے۔ فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اگر کسی نے اپنے مقام سے حرکت وجنبش کی تو واللہ وہ تہ تیغ ہوگا۔ چنانچہ کفار ناہنجار کعبہ سے نکلکر چلے گئے۔ اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں داخل ہوکر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ اُسی دن وحی آئی۔ یا ایھا النبی

حسبك الله ومن اتبعك من المؤمنين۔ الغرض حضرت عمر رضی اللہ کے اسلام لانے سے غلبہ اسلام شروع ہوا۔ **روایت** صحیح بخاری میں عبد اللہ ابن مسعود سے ہے ما زلنا اعزة منذ اسلم عمر۔ یعنی ہم ہمیشہ باعزت رہے جب سے اسلام لائے عمر۔ اسوقت سے اسلام کا غلبہ ہوا اور کفار قریش نے جانا کہ ہجرت گاہ اصحاب حبش بنگیا تو یہ مشورہ کیا کہ سب قبیلہ قریش اتفاق کر کے حضرت کو ضرر پہنچائیں۔ مگر ابو طالب کے خوف سے قابو نہ پاتے تھے۔

ذکر شعب بنی ہاشم مع حضرت صلعم و اصحاب و تحریر عہد نامہ ترک برادری سنہ ۷ نبوت

ابو طالب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت حمایت کرتے تھے اور بسبب اُن کی حمایت کے کفار آپؐ پر باوصف کمال عداوت کے قابو نہیں پاتے تھے اور ہمیشہ ابو طالب سے اِس باب میں گفتگو کرتے مگر ابو طالب اُن کی نہیں سُنتے تھے۔ ایک مرتبہ سب کفار نے مجتمع ہو کر ابو طالب سے کہا یا محمدؐ کو ہمارے حوالہ کر دو یا تم سے ہم لڑینگے۔ ابو طالب نے آپ کا حوالہ کرنے کو قبول نہ کیا تو کفار نے آپ کے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا۔ ابو طالب آپ کو لیکر مع تمام بنی ہاشم و بنی مطلب و اصحاب کے ایک شعب یعنی کھاٹی میں بخیال حفاظت کے جا رہے اور کفار نے آپ سے برادری قطع کی اور بہت کوشش کی اِس بات میں کہ کسی طرح کوئی بنی ہاشم و بنی مطلب سے سلوک نہ کرے۔ بلکہ بنیوں اور سوداگروں کو منع کر دیا تھا کہ ان لوگوں کے پاس کچھ چیز نہ بیچیں اور ایک کاغذ عہد نامہ قطع علاقہ کا ان لوگوں سے لکھکر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔ تین سال تک آنحضرت بنی ہاشم اور بنی مطلب اُس شعب میں نہایت تکلیف میں مبتلا رہے آخر کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوحی الٰہی اِس بات سے اطلاع ہوئی کہ کیڑے نے کاغذ عہد نامہ کو جو کعبہ میں لٹکایا تھا بالکل کھا لیا سوائے نام اللہ کے جہاں کہیں اُسمیں تھا ایک حرف نہیں چھوڑا۔ آپنے یہ حال ابو طالب سے کہا ابو طالب نے شعب سے نکلکر یہ بات قریش سے بیان کی اور کہا اُس کاغذ کو دیکھو اگر محمدؐ کا بیان غلط نکلے تو ہم اُن کو تمہارے سپرد کر دینگے اور اگر صحیح نکلے تو اتنا تو ہو کہ تم اس قطع رحم سے باز آؤ اور

عہد بد سے ہاتھ اٹھاؤ۔ قریش نے کعبہ سے اُتار کر اُس کاغذ کو دیکھا فی الواقع کرم نے سوائے نام اللہ کے تمام حرفوں کو کھالیا تھا تب قریش اُس ظلم سے باز آئے اور عہد نامہ کو چاک کر ڈالا اور ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب وبنی ہاشم وبنی مطلب کے ساتھ گھاٹی سے نکل آئے۔ عبدمناف کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم مطلب عبدالشمس نوفل جناب صلے اللہ علیہ وسلم ہاشم کی اولاد میں ہیں اسطرح کہ ہاشم کے بیٹے عبدالمطلب اور اُن کے عبداللہ آپ کے والد ہیں اور مطلب کی اولاد میں بنی مطلب ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ انہیں سے ہیں۔ عبدالشمس کی اولاد میں بنی اُمیہ ہیں اُمیہ عبدالشمس کا بیٹا تھا۔ حضرت عثمان بنی امیہ ہیں اور نوفل کی اولاد میں حضرت جبیر بن مطعم صحابی اور سعید بن جبیر تابعی ہیں بنی مطلب حالت کفر میں بھی مثل بنی ہاشم کے خواجہ کائنات علیہ السلام کے ساتھ رہے۔ اسی سبب سے آپ نے جب حصہ ذوی القربیٰ کا تقسیم فرمایا تو بنی مطلب کو بھی دیا اور اولاد عبدالشمس اور نوفل کو نہیں دیا حضرت عثمان وجبیر بن مطعم نے اس باب میں عرض کیا اور کہا بنی ہاشم کی ترجیح کا ہم کو انکار نہیں اس لیے کہ خداتعالے نے آپ کو اُن میں پیدا کیا ہے مگر بنی مطلب اور ہم آپ سے ایک ہی قرابت رکھتے ہیں۔ اُنکو ترجیح کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بنی مطلب اور بنی ہاشم مثل ذات واحد کے ہیں۔ ہمیشہ باہم رہتے ہیں۔ ترجیح کی وجہ یہ ہے۔

ذکر وفات ابوطالب سنہ ۱۰ نبوت

ہمیشہ آپ ابوطالب کو دعوت طرف اسلام کی کرتے تھے اور باوصفیکہ اُن کے دل میں خوب حقیقت ملت اسلام کی ثابت تھی چونکہ باپ دادے کے مذہب کو چھوڑ دینا عار سمجھتے تھے اسلام قبول نہ کیا حتی کہ اُن کی موت کا زمانہ آپہنچا آپ نے کہا اے چچا ایک بار کلمہ لا الہ اللہ کہہ لو مجھکو تمھاری شفاعت کا اللہ سے ٹھکانا ہو جائے۔ ابوطالب نے نہ مانا اور عار بیجا سے بچنے کو نار اختیار کی۔

فائدہ۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ ابوطالب کو آپ کی وجہ سے نفع ہوا وہ آپکی بہت حمایت کرتے تھے۔ آپ نے کہا ٹخنوں تک آگ میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے

درجے میں ہوتا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ابو طالب کی وفات کا کہ وہ بہت حمایت آپ کی کرتے تھے۔ بہت رنج ہوا۔

ذکر وفات حضرت خدیجہ سنہ ۱۰ نبوت

اسی سال میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اُن کے انتقال کا بھی آپ کو بڑا رنج ہوا اِس لیئے اُس سال کا نام عام الحزن رکھا۔ **فائدہ** حضرت خدیجہ کا بہت بڑا رتبہ تھا حتے کہ حدیث میں وارد ہے کہ زبانی حضرت جبرئیل کے خدا تعالےٰ نے حضرت خدیجہ کو بشارت بہشت کی اور سلام کہلا بھیجا تھا کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچایا۔ بعد وفات حضرت خدیجہ کے آپ کے دو نکاح قرار پائے۔ ایک بکر یعنی عائشہ صدیقہ بنت ابو بکر صدیق سے مکہ شریف میں نکاح ہوا اور وہ خورد سال تھیں دوسری ثیب یعنی سودہ بنت زمعہ اُن سے بھی مکہ میں نکاح ہوا اور آپ کے ساتھ مدینے میں آئیں اور ہمیشہ ازواج مطہرات میں رہیں۔ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم دعوت اسلام میں بہت کوشش فرماتے تھے مگر کفار بہت تکلیفیں دیتے تھے۔ اور راہ راست پر نہیں آتے تھے۔ ایک بار آپ طایف کو مع زید بن حارثہ تشریف لے گئے وہاں لوگوں کو دعوت اسلام کی دعوت کی تین شخص وہاں سردار تھے۔ عبد یالیل اور مسعود اور حبیب یہ تینوں عمرو ابن عمرو کے بیٹے تھے اُن کو اور جملہ اشراف اس قوم کو دعوت فرمائی۔ ہر ایک بدسلوکی سے پیش آیا۔ اقامت کے بھی روادار نہ ہوئے اور ایسی ایذائیں پہنچائیں کہ حضرت کے نزدیک وہ دن یوم اُحد سے زیادہ سخت تھا۔ **روایت** صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ سے ہے کہ میں نے حضرت صلعم سے پوچھا کہ یوم اُحد سے بھی کوئی دن سخت آپ پر گذرا فرمایا سخت ترین ایام عقبہ تھا جب میں نے عبد یالیل کو دعوت اسلام کی اُسنے قبول نہ کی سو میں نہایت رنجیدہ ہوکر چلا اور جانب آسمان سر اُٹھایا تو ایک ٹکڑا ابر کا مجھ پر سایہ کیئے ہوئے نظر آیا۔ وہاں سے حضرت جبریل نے کہا اے محمد اللہ نے تمہاری قوم کے حالات دیکھکر ملک الجبال کو بھیجا ہے جو چاہو

حلم فرمائی پہر ملک جبال نے سلام کرکے کہا اگر حکم ہو تو کافروں پر وہ دونوں پہاڑ ڈہا دوں جنکے درمیان مکہ ہے مینے کہا مجھکو منظور نہیں امید رکہتا ہوں کہ حق تعالے ان کی پشت سے ایسی اولاد پیدا کرے جو صرف خدا کی عبادت کریں اور لاشریک لہٗ سمجھیں سبحان اللہ کیا ہی صبر تہا کہ باوجود ایسی تکالیف شاقہ کے اپنا کرم نہ چھوڑا مطلب وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین۵ اسی جگہ سے ظاہر ہے اور عقدۂ ارسل خیر خواہ دشمنان اس مقام سے حل ہوتا ہے تاریخ سے ظاہر ہے کہ سرداران کفار بنی ثقیف نے بڑی بڑی شرارتیں کیں اور عوام کالانعام کو پیچھے لگا دیا تھا بہت خرابیاں اور گستاخیاں کیں اور پتھروں سے آپ کی ایڑیاں زخمی کر ڈالیں مگر آپ نے ان کے واسطے بددعا نہ فرمائی۔ اللھم صل وسلم علی سیدنا ومولٰینا محمد سید الصابرین وامام الکاظمین، علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم دس دن طایف میں رہے بعد اوسکے جانب مکہ روانہ ہوئے پہرتے وقت آپ کو نہایت وحشت تہی اور زیدؓ بن حارثہ اس سفر میں ہم رکاب تھے اثنا راہ میں ایک باغ عتبہ وشیبہ پسران ربیعہ کا ملا اسمیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹہرے عتبہ وشیبہ موجود تھے آپ کو پریشان دیکھکر بلحاظ قرابت عَداس غلام نصرانی کے ہاتہ ایک خوشہ انگور کا طبق میں رکھکر بہیجا حضرت نے بسم اللہ کہکر کہایا عداس نے کہا مینے کبہی یہ کلمہ اس بستی میں نہیں سنا آپ نے فرمایا تو کہاں کا رہنے والا ہے اور کس دین میں ہے اسنے عرض کیا نینویٰ میرا وطن ہے اور دین نصرانی۔ فرمایا تو میرے بہائی یونس کا ہموطن ہے وہ پیغمبر تھے اور میں پیغمبر ہوں اور جملہ انبیاء علاتی بہائی ہیں عداس نے عرض کیا آپ کا اسم شریف کیا ہے فرمایا محمد اوسنے کہا مدت سے انجیل مقدس میں اوصاف آپ کے پڑہتا ہوں اور توریت میں بہی لکہا ہے کہ خدا آپ کو پیغمبر کریگا قوم کے لوگ قبول نکرینگے اور شہر سے ہجرت کرنی ہوگی آخرکار نصرت آلہی شامل ہوگی اور تمام زمین پر دین آپ کا پہیلیگا۔ **القصہ** عداس ایمان لائے اور قدمبوس ہوئے عتبہ وشیبہ نے کہا تو بہی فریب میں آگیا اوسنے کہا بہتر ان سے کوئی نہیں

عداس کا ایمان لانا

مسلمان ہونا جنات کا

اسلام طفیل بن عمر دوسی

یہ نبی برحق ہیں آپ وہاں سے چلے راہ بطن نخلہ کے ایک باغ میں جو مکہ سے رات بسے کا رستہ ہے وہیں قیام فرمایا آدہی رات کو نماز پڑہنے لگے اوسوقت سات نفر جن یا نو نفر نے قرأت قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنکر آپ کو پہچانا اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے وہ ظاہر ہوئے آپ نے ان کو دعوت اسلام کی وہ سب مسلمان ہوگئے بے توقف. اور اپنی قوم میں جاکر اسکا چرچا کیا وہ ایمان لائے یہ روایت ابن اسحاق اور ان کے توابع کی ہے. سورۂ احقاف میں آیۃ واذ صرفنا الیک نفرا من الجن میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے پہر آپ مکہ کو تشریف لیگئے اور بدستور ہدایت خلق اللہ اور دعوت اسلام میں مشغول ہوئے. **روایت** اس طرح اور لکہی ہے کہ مکہ مبارکہ کے قریب جاکر ایک یار کو قریش کے پاس بطلب جواب روانہ فرمایا اور اس وجہ سے داخل نہ ہوئے کہ اہل مکہ بہی طایف والوں کا سا سلوک نہ کریں لیکن کسی مشرک نے آپ کا آنا قبول نہ کیا مگر مطعم بن عدی نے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں آئے اور طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا اور دو رکعت اداکر کے دعا مانگی کہ یا مسبب ایسا سبب کر کہ ایسی قوم ایمان لائے جو تیرے دین صادق کی مدد کرے بعد اوسکے مطعم بن عدی مع اپنے توابع ولواحق حمایتمیں مشغول ہوا اور لوگوں کو بنا بر متابعت دین اسلام بلانے لگا اور ابولہب برخلاف کارروائی کرتا تہا. پہر اسی سال میں طفیل ابن عمر دوسی کہ اشراف قوم سے تہے حاضر ہوکر مسلمان ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی قوم کو دعوت اسلام کروں لیکن کوئی نشان ایسا ہو کہ اوسکے سبب سے قوم میں امتیاز پیدا ہو جائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اللہ نے ایک نور مانند چراغ دونو آنکھوں کے درمیان روشن کیا تب طفیل دوسی جانب قوم روانہ ہوئے پہر ان کے دل میں خیال گزرا کہ شاید اس علامت کو قوم کے آدمی برص سمجہیں اور کہیں کہ اسلام لانے سے اس مرض میں مبتلا ہوا لہذا دعا مانگی آپ نے. خداوند مجیب نے وہ نور اون کے تازیانہ میں روشن کیا مثل قندیل تاباں کے پہر مع اس نشان کے قوم میں داخل ہوئے اور دعوت

اسلام شروع کی چند آدمی ایمان لائے باقی تمانے حضرت طفیل سے ناراض ہو کر حضور میں حاضر ہو کر قوم کو بد دعا چاہی کہ ہلاک ہو جاویں حضرت نے کہا الٰہی قوم دوس راہ مستقیم اختیار کرے اور طفیل سے فرمایا کہ قوم میں بکمال رفق و نرمی سے بسر کر بعد اس کے ستر یا اسی خاندان کے لوگ ایمان لائے اور بعد فتح خیبر یا قبل فتح داخل مدینہ طیبہ ہوئے۔

قصّہ جنّات کے ایمان لانیکا

کچھ ذکر جنات کے مسلمان ہونے کا پہلے مذکور ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مہینے دخول مکہ پر گزرے تو نو۹ نفر جن رہنے والے شہر نصیبین نینوی مع توابع بنا بر ملازمت رسول مقبول صلعم بیرون مکہ حاضر ہوئے ازانجملہ رویعہ سردار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ جنات قدمبوسی کو حاضر ہیں۔ فرمایا۔ شعب الحجون یعنی درکوہ میں جمع ہوں اگر اندر آوینگے شہر کے آدمی ڈرینگے چنانچہ رویعہ نے اسی مقام میں جنات کو جمع کیا اور بعد ادائے نماز عشا مع عبد اللہ ابن مسعود آنحضرت صلعم وہاں تشریف لیگئے اور فوج دیکھی آپ نے ابن مسعود کو شعب حجون کے دروازہ پر کھڑا کر دیا اور ایک خط محیط مدور اونکے گرد کھینچ دیا اور فرمایا اس مقام میں رہو۔ اور خود داخل درکوہ ہوئے جنات نے بشوق دیدار ازدحام کیا عبد اللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ مینے جنات کو دیکھا بعضے بصورت کرگس بعضے بشکل فرط یعنی فرقہ جنات کہ متصل بصرہ رہتے ہیں سب برہنہ سر و پا و سیاہ رنگ تھے اور ایک پارچہ سفید بطور لنگ بنا بر ستر عورت باندہے ہوئے اسیطرح اس فرقہ کے لوگ مختلف صورتوں کے تھے اون کی تلقین میں آپ تا صبح مشغول رہے جب وہ لوگ رخصت ہونے لگے عرض کی ہم کو کچھ توشہ تبرکاً عنایت ہو فرمایا تم کو ایسا توشہ دیتا ہوں کہ تمہاری اولاد در اولاد کے کام آوے یعنی جس جگہ ہڈی خالی یا ہیگنی شتر و بز و گوسفند و سرگین گاؤ و گاؤمیش و کوئلہ ملے وہ تمہاری اور تمہاری

دوآب کی غذا ہے اور خالق اکبر ایسی لذت عطا فرمائے گا کہ اور ماکولات و مشروبات میں حاصل نہ ہوگی یعنی استخوان غذا تمہاری اور سرگین وغیرہ غذا دواب یعنی جانور کی تب جنات نے عرض کیا یا رسول اللہ بنی آدم ان اشیاء کو آلودہ نجاست کرینگے تو ہم کو ان کے کھانے سے نفرت پیدا ہوگی فرمایا میں اونکو منع کر دونگا پھر کوئی ان چیزوں کو آلودہ نجاست نکریگا۔ بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشیاء مذکورہ سے استنجا منع فرمایا سبحان اللہ کیا معجزہ ہے کہ جو خالی استخوان ہوتی ہے اوسمیں گوشت پیدا ہو جاتا ہے اور سرگین میں دانہ پھر اوسی عرصہ میں ایک خون قوم جن میں ہوگیا کہ تمامی قوم نے برضا و رغبت آپ کو حکم مقرر کیا آپ نے موافق حکم خدا فیصلہ کر دیا سب قوم راضی ہوگئی قصہ دیگر عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ بارہ ہزار جن یا چھ لاکھ موافق ایک روایت کے رہنے والے جزیرہ موصل کے جبل نور میں جمع ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا تشریف لے گئے اور تمام شب اوسی جگہ مقیم رہے وقت صبح اصحاب نے آثار و امارت دیکھی اور جو کچھ از قسم اسباب و آلات چھوڑ گئے تھے ملاحظہ کئے اور خواجہ عالم صلعم نے خود بھی دکھائے یہ قصہ صحیح مسلم میں موجود ہے اسیطرح احادیث صحیحہ سے حاضر ہونا جنات کا کئی مرتبہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اور تحقیقات امور دینیہ کی کرنا بخوبی ثابت ہے اصلا جائے شک و شبہ نہیں حضرت صلعم جس طرح انسان پر مبعوث برسالت و نبوت تھے اسی طرح جنات پر بھی تھے اور از روئے حدیث صحیح متواتر ثابت ہے کہ جب حضرت رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے سورہ الرحمٰن علم القرآن فرقہ جنیہ پر تلاوت فرمائی تو اس قوم نے نہایت ادب سے سنی اور آیۂ کریمہ فبای آلاء ربکما تکذبان سنکر عرض کرنے لگے کہ اے پروردگار ہم کسی نعمت کے ساتھ ناشکری نہیں کرتے فائدہ اول مرتبہ فرقہ جنات کے حاضر ہونے کا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ سبب تھا کہ جب آپ نبی ہوئے تو آمد وحی کا شور تمام عالم میں پڑ گیا اور شیاطین و جنات کا جانا آسمان کا اور غیب کی خبر سننا اون کا بند ہوا۔ وہاں جانے پر مارے جاتے اور بجائے خبر انگاری آتے جنات پر تلبیس کہ بہکانے پر مامور تھے

ذلیل وخوار ہوئے مجبور ہوئے تو باہم یہ مشورہ ہوا کہ دنیا میں گھوم کر دیکھو کہ زمین پر کون خبر ظاہر
ہوئی جسکے باعث ہم کو ممانعت ہوئی چنانچہ شیاطین وجنات نے دنیا میں پھرنا شروع کیا از انجملہ
نو نفر جن عمدہ قبائل ہوشیصان وادی نخلہ میں وارد ہوئے اور وہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا قرآن پڑھنا سنکر یقین لائے کہ یہ کلام آلہی ہے پھر اپنی قوم میں جاکر یہ حال کہا او مع جماعۃ کثیر
حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر ایمان لائے اور بآواز بلند منادی کردی
کہ قوم جنات خبر رسانی سے معزول ہوئے اور اس عہدے سے اُنکو معطل کیا گیا کہ پیغمبر اولوالعزم خاتم
المرسلین پیدا ہوئے تمام چلکر اون کی پیروی کرو چنانچہ اکثر جنات جو جزیرہ عرب میں رہتے تھے
تھے حاضر ہوکر ایمان لائے۔ **قصہ دیگر** ایک بوڑھے سے مجاہد رضی اللہ عنہ روایت کرتے
ہیں کہ دفعتاً مینے آواز سنی یعنی اے ذریح بات اچھی کھلی ایک شخص پکار کر کہتا ہے لا الہ الا اللہ
پھر مکہ میں آیا سنا ایک پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں یہ وہ کلمہ فرماتے ہیں۔ **قصہ دیگر** بیہقی نے سواد
بن قارب سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے ایام جاہلیت میں ایک جن میرا آشنا تہا اخبار آیندہ
سے وہ اطلاع دیتا تھا میں لوگوں سے کہتا تھا اور نذر نیاز لیتا تھا ایک مرتبہ رات کو سوتا تھا
وہی جن آیا اور کہنے لگا اٹھ اور سمجھ اگر تجھکو عقل ہے ایک نبی لوی بن غالب کی اولاد میں ہوا
ہے اور چند شعر پڑہے اوسکا حاصل یہ کہ ہماری قوم کے سردار مکہ کو جاتے ہیں ایمان لانے کو
تو بھی چل کر مسلمان ہو سواد کہتا ہے کہ میں چونک پڑا تمام شب مشوش رہا پھر دوسری تیسری رات
کو بھی یہی معاملہ گزرا تب تو محبت اسلام میرے دل میں پیدا ہوئی اور میں سامان سفر کر کے
حضور میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا مرحبا اے سواد بن قارب مجکو معلوم ہے جس باعث سے
تو آیا ہے **قصہ دیگر** تاریخ مکی میں ابو نعیم نے عباس سے روایت کی ہے کہ ایک دن جبل ابو قبیس معجزہ ۱۰
پہ ایک جن نے سخت آواز سے چند اشعار دین اسلام کی ہجو میں پڑہے اور یہ بھی مضمون تھا کہ
اہل اسلام کو جلد قتل کرنا اور شہر میں سے نکالدینا چاہیے اور بت پرستی بدستور جاری رکھنی لازم
ہے کفار اس مضمون سے بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ دیکھو تمہارے

قتل و شہر بدر کرنے کا غیب سے بھی حکم آیا مسلمانوں کو بہت رنج ہوا حضرت صلعم کی خدمت میں
عرض کیا آپ نے فرمایا تم خاطر جمع رکھو یہ آواز ایک شیطان کی تھی نام اسکا مسعر ہے قریب تر
اسکو اللہ تعالے سزا دیوے گا تیسرے روز آپ نے خبر دی کہ آج ایک دیو مسلمان ہوا سمحج نام اور
مینے اوسکا نام عبداللہ رکھا اوسنے مجھ سے کہا اگر حکم ہو تو مسعر کو قتل کروں مینے اجازت دی ہے
انشاء اللہ آج مسعر واصل جہنم ہوگا مسلمان خوش ہوئے شام کے وقت ایک آواز نہایت مہیب
سخت سنی اوسی پہاڑ سے کوئی کہتا ہے میں ہوں جسنے قتل کیا مسعر ملعون کو قصہ دیگر کتاب شرف
المصطفے میں ابن سعد نے جندل بن ثعلبہ سے روایت کی ہے جندل رضی اللہ عنہ نے حضرت
صلعم سے التماس کیا کہ یا رسول اللہ میرا ایک جن دوست تھا غیب کی خبریں پہنچایا کرتا تھا ایک
رات مضطرب آیا اور مجکو خواب سے بیدار کیا اور آپ کی خدمت مقدس میں حاضر ہونے کو تاکید
کی. قصہ دیگر جعد بن قیس مرادی سے روایت ہے کہ کہتے تھے ہم چار آدمی حج کو چلے راہ
میں جنگل یمن کا تھا وہاں سے آواز آئی کہ اے سوار جب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں
پہنچے تو میرا سلام و تحیہ پہنچانا اور عرض کرنا کہ ہم تمام یہاں کے جنات آپکے دین کے مطیع ہیں.
اسی طرح وصیت کی تھی ہمکو عیسے علیہ السلام نے قصہ دیگر امام احمد و ابو یعلی و بیہقی وغیرہ محدثین
بلال ابن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ سفر میں ہمراہ آپ کے تھا مقام عرج میں
قیام ہوا میں اپنے خیمہ سے واسطے ملازمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلا دیکھا دور جنگل میں
آپ بیٹھے ہیں مینے چاہا کہ آپ کے پاس حاضر ہوں جب نزدیک پہنچا تو ایک زور و شور کی آواز
میرے کان میں پہنچی مینے توقف کیا اور دریافت کیا کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس غیب کے لوگ حاضر ہوں اسوقت وہاں جانا اچھا نہیں یہانتک کہ آنحضرت خود تشریف
لائے اور متبسم ہوئے مینے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا شور و غوغا تھا ارشاد ہوا کہ مسلمانان جن
کافران جن سے سکونت و قرار میں نزاع کرتے تھے اور فیصلے کے واسطے میرے پاس آئے معجزہ
تھے مینے فیصلہ کر دیا کہ مسلمان جلس میں رہیں اور کافر غور میں اور دونوں آپس میں نہ ملیں

لتیر بن عبد اللہ کہ راوی اس حدیث کے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے تجربہ کیا ہے کہ جس شخص کو مک جلس میں آسیب جن ہوتا ہے وہ جلد صحت پاتا ہے اور جس کسیکو عوذ میں آسیب ہو جاتا ہی کمتر بچتا ہے۔ **قصہ دیگر** عقیلی اور بیہقی نے امیر المومنین عمر فاروق سے روایت کی ہے کہ میں ایکدن پہاڑ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا یکایک ایک بوڑھا آدمی لاٹھی لئے حاضر ہوا اور سلام کیا آپ نے جواب دیکر فرمایا کہ اسکی آواز جن کی آواز ہے اور پوچھا تو کون ہے اوسنے کہا میں ہامہ ابن ہیم بن لاقیس ابن ابلیس ہوں آپ نے فرمایا تجھسے ابلیس سے دو پشتوں کا فصل ہے سو بیان کر تیری عمر کتنی ہے اوسنے کہا یا رسول اللہ میری عمر دنیا کے برابر ہے جبکہ قصہ ہابیل وقابیل کا واقعہ ہوا ہے تب میں لڑکا تھا مگر بات سمجھتا تھا اور پہاڑوں پر جاکر غلہ چوراتا تھا اور آدمیوں کے دلوں میں بدسلوکی ڈالتا تھا آنحضرت صلعم نے فرمایا تو شریر ہے بولا یا رسول اللہ میں بقصد توبہ آیا ہوں آپ مجھکو ملامت فرماتے ہیں یا رسول اللہ مینے حضرت نوح علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان کے ساتھ مسجد میں رہا اور اول اون کے ہاتھ پر مینے توبہ کی اور حضرت ہود ویعقوب وحضرت یوسف علیہم السلام کیساتھ رہا اور حضرت موسے علیہ السلام سے توریت مینے سیکھی اور سلام اونکا مینے حضرت عیسیٰ کو پہنچایا اور حضرت عیسیٰ نے فرمایا تھا کہ اگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو تو میرا سلام اون سے کہنا سو میں وہ امانت پہنچانے آیا ہوں امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھکو قران سکھائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ واقعہ وسورہ مرسلات وعم واذا الشمس ومعوذتین وقل ہو اللہ سات سورتیں تعلیم فرمائیں اور ارشاد کیا اے ہامہ جب تجکو حاجت ہو میرے پاس آنا حضرت عمر فرماتے ہیں کہ آپ نے وفات فرمائی اور مجھکو اوسکے مرنے اور جینے کی خبر نہیں دی معلوم نہیں کہ وہ مرتا ہے یا جیتا ہے **فائدہ** بعض جن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں بھی تھے منجملہ اون کے عمرابن جابر دوسرے عمر کہ کافران جن نے اونکو شہید کیا تیسرے بیرق چوتھے خرق۔ اسی طرح کے قصص علامہ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں باسناد صحیحہ نقل کئے ہیں۔ اگر حکایات جنات کوئی لکھنا چاہے اسی قسم کی تو ایک کتاب

ضخیم ہوجائے لہذا اسی پر اکتفا کیا گیا۔

سال یازدہم نبوت

مشرف باسلام ہونا اہل مدینہ کا۔

موضع عقبہ میں ایک جماعت خزرج مدینہ سے آئی اون میں چھ مرد ایمان لائے ابو امامہ اسعد ابن زرارہ وعوف ابن حارث ورافع ابن مالک وقطبہ ابن عامر وعقبہ ابن عامر وجابر ابن عبداللہ ان بزرگوں کو اہالیان مدینہ سے سبّاق اسلام بولتے ہیں چنانچہ ان کے سبب سے مدینہ میں ذکر آپ کا مشہور ہوا اور کوچہ و بازار میں اسلام کا چرچا ہونے لگا یہانتک کہ کوئی گھر باقی نہ رہا جس میں حضرت خاتم المرسلین کا ذکر نہ ہوتا ہو انہیں لوگوں کو انصار کہتے ہیں اور اس بیعت کو بیعت عقبہ اولے بولتے ہیں اسلئے کہ عقبہ کے نزدیک جو منا کے متصل واقع ہے اول یہی بیعت واقع ہوئی ہے اب یہاں ایک مسجد واقعہ ہے پوشیدہ نہ رہے کہ جب فیض کرامت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن وبشر کو زمین پر مشرف کیا اور ساکنان تحت الارض وقت جلوہ فرمائی غار حرا سعادت اندوز ہوئے تب ساکنان ملکوت ولاہوت ومالک ووہان مشتاق دیدار حبیب ہوئے تو یہ معاملہ واقع ہوا۔

بیان معراج معلے جناب خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایام اقامت مکہ معظمہ میں بارھویں سال نبوت سے معراج ہوئی عمر شریف اکیاون برس نو مہینے کی تھی آپ اُمہانی بنت ابیطالب کے گھر تشریف رکھتے تھے بعد نماز عشا کے چھت شق ہوئی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ حق جلشانہ آپ کے شوق وصال میں مشتاق دیدار ہے اور ایسا رتبہ عالی وشرف عظیم دینا چاہتا ہے کہ کبھی کسیکو حاصل نہوا اور نہ ہوگا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مینے طہارت کی اور دو رکعت نماز پڑہی اور باہر آیا جبرئیل امین بیت الحرم میں لائے

وہاں آب زمزم سے وضو کیا اور سات مرتبہ طواف الوداع ادا فرمایا پھر حجر میں کہ پائین حطیم کے ہے وہاں جبرئیل امین نے خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو لٹایا اور طشت سونے کا لائے جسمیں اور انبیا کے دل دہوئے گئے تھے اور سینہ بے کینہ کو ناف تک چاک کیا اور دل مطہر باہر نکالا اور میکائیل سے تین طشت سونے کے پُر از آب زمزم منگائے اور اوسمیں دل کو دہویا پھر دل کو شق کرکے دہویا۔ اور حکمت وعرفان بھر دیا اور جہاں تھا وہیں رکھدیا کذا فی الصحیحین اور ایک روایت ہے کہ وقت ارادہ طہارت رضوان بہشت دو ابریق یاقوتی آب کوثر کے بھرے ہوئے لایا کہ اوس سے غسل کیا بعد اوسکے حلہ نور کے حضرت کو پہنائے اور عمامہ سر مبارک پر رکھا اور جبرئیل نے چادر نور کی ڈالی اور اور نعلین زمرد کی پہنائیں اور پٹکا یاقوت سرخ کا کمر پر باندہا اور تازیانہ زمرد کا دست مبارک میں دیا بعد اوسکے جبرئیل دست مبارک تھام کر مسجد حرم سے بطحائے مکہ میں لائے وہاں میکائیل واسرافیل مع ستر ستر ہزار فرشتگان مقرب صفیں آراستہ کئے کھڑے تھے جناب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب نے سلام کیا اور تعظیم بجالائے مینے جواب سلام دیا پھر انہوں نے مجھکو انعام آلہی سے بشارت سنائی بعد ازیں براق کو کہ جنت سے لائے تھے پیش کیا گدہے سے اونچا اور خچر سے نیچا مونہ آدمی کا سا پیشانی پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ لکھا ہوا تھا اور اوسکے دو پر یعنے بازو تھے اور ایک زین بہشتی اوسپر بندہا ہوا تھا ایسا تیز رفتار تھا جہانتک نگاہ پہنچتی تھی ایک قدم اوسکا ہوتا تھا جب آپ نے سوار ہونے کا قصد کیا براق شوخی کرنے لگا جبرئیل امین نے کہا کہ اے براق یہ کیا حرکت ہے تو نہیں جانتا کہ تجھپر ایسا شخص سوار ہوتا ہے کہ اللہ تعالے کے نزدیک اوسکا سب سے زیادہ رتبہ ہے براق شرما کر پسینے پسینے ہو گیا۔ صحیح ترمذی میں یہ روایت اسی طرح مذکور ہے۔ اور بعضی کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ براق نے درخواست کی کہ قیامت کے روز آپ مجھپر سوار ہوں آپ نے اوسکی درخواست قبول فرمائی۔ پھر آپ سوار ہوئے۔ جبرئیل نے رکاب اور میکائیل نے عنان پکڑی اور جانب مسجد اقصے تشریف لے چلے (یعنی بیت المقدس) روایت
تھے
ہے کہ اسی ہزار فرشتے داہنی طرف اور اسیقدر بائیں کی جانب اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور عرش

بموجب حکم خدا لتعالے دو رکعت نماز پڑہی بعد ازیں سب پیغمبر حمد آلہی بجالائے حضرت آدم ونوح وابراہیم وموسے وداؤد وسلیمان وعیسیٰ علیہم السلام نے حمد آلہی میں خطبہ بلیغ پڑہا اور اوسمیں جو نعمتیں اون سے علاقہ رکھتی تہیں بیان کیں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حمد آلہی نعمائے متعلقہ بذات خود بیان فرمائیں جنسے افضلیت آپ کی تمام انبیاء کرام پر ثابت ہوتی تھی چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان صفات کو منکر انبیائے کرام کو خطاب کرکے کہا "بہذا فضلکم محمدؐ" بسبب انہیں صفات کے محمد تم سے افضل ہوئے پہر جبریل نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور صخرا پر لائے وہ ایک سنگ معلق مابین آسمان وبیت المقدس ہے ابوبکر ابن عربی شرح موطاء مالک میں لکہتے ہیں کہ یہ پتھر صخرا عجوبہ قدرت آلہی سے ہے گرد وغبار آلود درمیان بیت المقدس کے بے سہارے معلق ادہر میں ہے کسی طرف سے اوسکو علاقہ نہیں اوسکو وہ ٹہرائے ہے جسنے آسمان کو روکا ہے زمین پر گرنے سے اوسمیں اوپر کی طرف جانب جنوب نشان قدم خاتم النبیین صلعم کا ہے جب سوار ہوئے تھے براق پر اور وہ جھکا تھا بنا بر تعظیم کے اور حافظ شمس الدین دمشقی نے بھی معراج نامہ میں فرمایا ہے اور فتح المتعال میں لکھا ہے قد رایت حجراً فیہ اثر قدم بقیۃ الصخرۃ الشریفۃ بالبیت المقدس والناس یعظمونہ ویبرکونہ یعنی میں نے دیکھا پتھر اوسمیں نشان تھا آپ کے قدم مبارک کا صخرہ شریفہ میں بیچ بیت المقدس کے اور آدمی تعظیم کرتے تھے اوسکی اور تبرک سمجہتے تھے اوسکو بعد ازاں آپ آسمان کو تشریف لے گئے۔

جب پہلے آسمان پر پہنچے دروازہ حضرت جبریل نے کہلوایا فرشتے نے جو دربان فلک تھا کہا مرحبا خوشی ہو اچھا آنا آئے آپ آسمان اول میں داخل ہوئے وہاں حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا آپ نے سلام کیا حضرت آدم نے جواب سلام دیا اور کہا۔ مرحبا بابن الصالح ونبی الصالح خوشی ہوجیو فرزند نیک اور نبی نیک کو اور آپ نے دیکھا کہ کچھ گوری گوری صورتیں حضرت آدم کے سیدہی طرف نظر آتی تہیں اور کچھ کالی کالی اون کے بائیں جانب نظر آتی تہیں حضرت

آدم داہنی طرف جب دیکھتے خوش ہوجاتے اور بائیں جانب جب دیکھتے ناخوش ہوتے ہیں حضرت جبریل نے کہا کہ جانب داہنی اون کی اولاد نیک کی صورتیں نظر آتی ہیں جو بہشتی ہیں اسلئے حضرت آدم اونکو دیکھکر خوش ہو جاتے ہیں اور بائیں طرف اونکی اولاد بد کی صورتیں نظر آتی ہیں جو دوزخی ہیں اسلئے اونکو دیکھکر ناخوش ہوتے ہیں۔ پہر دوسرے آسمان پر تشریف لیگئے وہاں بھی حضرت جبریل نے دروازہ کہلوایا فرشتہ دربان نے کہا مرحبا خوش آمدید وصفا آوردید وہاں آپ نے حضرت یحیٰی وعیسیٰ علیہما السلام کو دیکھا حضرت جبریل نے بتایا آپ نے سلام کیا دونوں پیغمبروں نے جواب سلام دیا اور کہا مرحبا بالاخ الصالح ونبی الصالح خوشی ہو جیو برادر نیک اور نبی نیک کو بعد ازیں تیسرے آسمان پر تشریف لیگئے اور حضرت جبریل نے دروازہ کہلوایا اس آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت جبریل نے کہا یہ یوسف ہیں آپ نے سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور کہا۔ مرحبا بالاخ الصلح و نبی الصالح آپ نے فرمایا اون کو ایک شطر حسن کا ملا ہے شطر کے معنی ہیں نصف اور آدھا حصہ تمام عالم کو۔ پہر چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے بدستور سابق گفتگو ہوئی دروازہ کہلا اور حضرت ادریس سے ملاقات ہوئی اور اون سے سلام وجواب و مرحبا حسب سابق ہوا مگر انہوں نے آپ کو اخ الصالح کہا حالانکہ وہ آپ کے اجداد میں ہیں قیاس اس بات کو مقتضی ہے الابن الصالح کہتے مثل حضرت آدم و ابراہیم کے علماء نے اس کی توجیہہ میں یہ بات لکھی ہے کہ حضرت ادریس نے براہ تعظیم آپ کو الاخ الصالح کہا۔ بعد ازیں آپ پانچویں آسمان پر تشریف لے گئے وہاں حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور سلام وجواب بدستور سابق ہوا۔ بعد ازیں چھٹے آسمان کو آپ تشریف لیگئے مثل سابق سلام وجواب مرحبا ہوا جب وہاں سے آگے بڑہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام روئے اور کہا کہ میرے بعد یہ نوجوان پیغمبر ہوا اور اسکی امت کے آدمی میری امت سے زیادہ بہشت میں داخل ہونگے مقصود ان کا تاسف تھا اپنی امت کے حال پر کہ بسبب زیادہ نافرمانیوں کے زیادہ بہشت میں جانے سے محروم رہے

بعد ازیں ساتویں آسمان کو تشریف لے گئے وہاں بھی مثل سابق ہوا اوس آسمان میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ **بیت المعمور** سے پیٹھ لگائے بیٹھے تھے آپ نے فرمایا کہ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں کہ پھر اوسمیں نہیں آتے۔ آپنے سلام کیا اونہوں نے جواب سلام دیا اور کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح بعد ازیں **سدرۃ المنتہی** کے پاس تشریف لے گئے وہ بیری کا درخت ہے بڑا عظیم الشان آپ نے فرمایا کہ اسکے پتے ایسے ہیں جیسے ہاتھی کے کان اور اسکے بیر ایسے جیسے ہجر کے مٹکے (ہجر ایک شہر کا نام ہے وہاں کے مٹکے بہت بڑے ہوتے ہیں) آپ نے فرمایا کہ اوسپر بے شمار پتنگے سونے کے تھے یعنی فرشتے اس صورت کے آپ نے آگے جانیکا قصد کیا جبرئیل امین وہاں ٹھہر گئے آپ نے سبب پوچھا کہا مجھکو یہاں سے آگے یعنی اوپر جانے کی طاقت نہیں ؎ اگر یک سر موئے برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم ٭ کتب سیر میں لکھا ہے کہ وہاں سے براق کو آپ نے چھوڑا **رفرف** سبز آیا کہ روشنی اوسکی آفتاب کی روشنی پر غالب تھی اوسپر آپ کو بٹھایا رفرف لغت میں بچھونے کو کہتے ہیں پس وہ رفرف سبز نورانی تھا مثل تخت رواں کے آپ کو اوسپر سوار کیا اور وہ آپ کو کرسی وغیرہ سب مکانات آسمانی اور حجبات نورانی طے کراکے عرش مجید تک لے گیا۔ جب حضرت رحمۃ للعالمین عرش معلے کے نیچے پہنچے تو خوف لاحق ہوا یعنی تنہائی سے جی گھبرانے لگا اوسی دم ابوبکر کی آواز سنی خاطر جمع ہوئی اور ایک قطرہ شیریں بامزہ دہن مبارک میں گرا کہ علم اولین و آخرین کشف ہوگیا اور خطاب ہوا یا محمد اُدن منی یا محمد۔ پاس آؤ میرے ہر بار اسی خطاب سے مشرف ہوتا تھا اور قدم رکھتا تھا جسقدر مسافت زمین سے وہانتک طے ہوچکی تھی ہر قدم میں طے ہوتی تھی ہزار مرتبہ خطاب یا محمد اُدن منی کا سنا اور ہر مرتبہ ترقی درجات ہوتی تھی آخر کار وہاں سے ترقی کرکے رتبہ دنیٰ پر پہنچا اور وہاں سے درجہ فتدلّٰی پر پہنچا وہاں سے خلوت خانہ فکانَ قابَ قوسین اَوْ اَدنیٰ سے کامیاب ہوا اور محرم اسرار فاوحی الی عبدہ ما اوحی ہوا۔ **روایت** ہے کہ آخر الامر آنجناب ایسے مقام پر پہنچے کہ تحت و فوق و یمین و شمال سے منزہ تھا پس اللہ جل جلالہٗ اور حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی واقفیت کلیہ متحقق ہوئی کہ ایک کی رضا دوسرے کی رضا ہوئی ایک کا مقبول دوسرے کا مقبول ہوا اور کلمہ وکلام واقعہ ہوا ہے اوسکا بیان خالی از اشکال نہیں ہے کیونکہ جب حبیب سے حبیب ملتا ہے تو سب طرح کی بات چیت ہوتی ہے **روایت** ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرب الٰہی کے اعلیٰ مقام پر پہنچے تو آپ نے بزبان حال کہا اب میں یہاں سے نہ جاؤنگا ارشاد ہوا کہ اے محمد فی الحال یہاں سے جانا بہتر ہے تاکہ گمراہوں کو ہدایت ہو اور میں قادر ہوں کہ تجکو پھر یہاں لاؤں **روایت** ہے کہ فرمایا اللہ تعالے نے اے محمد تیری امت دو قسم ہے مطیع و عاصی مطیعوں کی طاعت میری رضا سے ہے اور عاصیوں کی معصیت قضا سے پھر جو میری رضا سے ہے مقبول ہے کہ مقتضائے کرم یہی ہے اور جو میری قضا سے ہے وہ لایق عفو ہے کہ یہی مقتضائے رحمت ہے۔ **روایت** ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے کہا اے محمد کچھ استدعا کر کہ عنایت کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا الٰہی تو میرے مطلب سے آگاہ ہے فرمایا تقصیرات امت سے غمگین رہتا ہے سو تقصیرات فرایض میں تو شفیع ہے اور تقصیرات سنن میں میں شفیع ہوں **بعض روایات** میں آیا ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو پانچ پیغام میرے پہنچاو پہلا یہ کہ اگر تم کسیکو بسبب احسان کرنے کے دوست رکھتے ہو تو۔ مجھی کو دوست رکھو کیونکہ میں نے تمپر بہت احسان کئے ہیں۔ **دوسرا** اگر کسی سے خوف کرو تو مجھی سے کرو میں اُن سے قدرت زیادہ رکھتا ہوں **تیسرا** اگر کسی سے امید رکھو کہ مراد کو پہنچیں گے تو مجھ ہی سے رکھو کہ مرادیں دینے والا میں ہوں اور حاجات برلانے والا میں ہوں اگر دعا مانگو تو مجھ سے ہی مانگو اور جو التجا کرو مجھ ہی سے کرو **چوتھا** اگر کسی سے شرم رکھو جفا کرنے میں تو بہتر ہے کہ مجھ سے رکھو کہ تم سے جفا کاری ہوتی ہے اور مجھ سے وفاداری **پانچواں** اگر کسی کی خدمت کرو جان ومال سے تو بہتر ہے کہ مال کو میری راہ میں صرف کرو اور جان وتن کو میری خدمت میں حاضر کرو کہ میں خلف وکذب سے منزہ اور غرض وطمع سے مبرا ہوں حدیث شریف میں وارد ہے

کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا مینے اللہ جلشانہ کو اچھی صورت میں پس پوچھا مجھ سے کہ اے محمدؐ تو جانتا ہے کس چیز میں بحث کرتے ہیں ملائکہ ملاء۔ اعلیٰ مینے عرض کی نہیں پس رکھا اللہ تعالےٰ نے اپنا دست قدرت میرے شانوں کے درمیان پائی میں نے اوسکی ٹھنڈک اپنے سینے میں پس معلوم ہو گیا مجھکو جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے پھر پوچھا اے محمد تو جانتا ہے کس چیز میں بحث کرتے ہیں ملائکہ ملار اعلیٰ میں نے عرض کی کفارات میں یعنی عبادات میں کلام کرتے ہیں فرمایا کیا ہیں کفارات میں نے کہا پوشیدہ کرنے والی گناہوں کی تین چیزیں ہیں پہنچانا پانی وضو کا مقامات وضو میں وقت سرما و شدائد نفس کے اور جانا پیادہ پا واسطے جماعت نمازوں کے اور انتظار نماز کرنا بعد ادائے نماز کے جو کوئی ان تین چیزوں پر قیام کرے زندگانی اوسکی بوجہ احسن بسر ہوا ور عالم ناپائدار سے نیکنامی کے ساتھ عالم پائدار کو جائے اور گناہوں سے پاک رہے پس اللہ تعالےٰ نے فرمایا صدقت یا محمدؐ القصہ چاروں فرشتوں کے چاروں مسئلوں کے جواب آپ نے دیئے اور وہ چار لاکھ یا چار ہزار برس سے گفتگو کر رہے تھے لیکن جواب نہیں جانتے تھے شب معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خاطر جمع ہوئی بالجملہ جبکہ سید المرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم عرش مجید پر پہنچے تو ارشاد ہوا کہ ثنا کر میری تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا التحیات للہ والصلوۃ والطیبات حق تعالےٰ نے فرمایا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پھر حضرت صلعم نے کہا اسلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین جب ملائکہ ملکوت نے یہ رتبہ ملاحظہ کیا تو یکبارگی سب پکار اوٹھے۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اوسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا التحیات آخر تک کہنا گویا حضور بادشاہ میں کورنش وتسلیم ہوا اور خداوند تعالےٰ کا۔ السلام علیک تا آخر فرمانا جیسے بادشاہ اپنے مقرب کا سلام بمہربانی وتوقیر لیتے ہیں پھر آنجناب کا السلام علینا آخر تک کہنا ایسا ہے جیسے عالی ہمت مقربان بادشاہی بوقت توجہ نسبت بخود اوروں کو یاد فرماتے ہیں تاکہ وہ بشمول مراحم ہوں اور ملائکہ کا اشہد ان لا الہ الخ کہنا گویا بادشاہ کے اوس مقرب کی تعریف

سے زیادہ دلالت توقیر پر کرتا ہے اور نماز معراج المومنین ہے حدیث میں آیا ہے الصلوۃ معراج المومنین اور کہا صاحب درمختار نے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نمازی ان کلمات کو اس طرح پڑھے گویا کہ اب سلام بھیجتا ہے اپنے نبی پر یعنی یہ ارادہ نہ کرے کہ واقعہ شب معراج سے حکایت و اخبار کرتا ہے اگر کوئی خیال کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباد صالحین کو معراج میں یاد فرمایا اور گنہگاروں کو یاد نہ کیا تو جواب یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ السلام علینا وہمیں گنہگاروں کا شمول ہے اور عباد الصالحین کو علیحدہ کیا ہے اور انکو بنظر غریب پروری کے یاد کیا ہے کیونکہ ہ کہ مستحق کرامت گناہگار نند۔ بعد اوسکے پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی اور مراجعت کا حکم ہوا چنانچہ حضرت سید المرسلین صلعم جس طور سے مقام مقصود تک تشریف لائے تھے اوسیطرح مقام جبریل تک پہنچے حضرت جبریل نے التماس کیا کہ آپ آج کی رات بہترین خلایق ہیں اللہ نے آپ کو ایسے مقام پر پہنچایا کسی مخلوق آدمی کو نصیب نہیں ہوا اور نہ کوئی فرشتہ مقرب وہاں گیا یہ کرامت آپ ہی کو مخصوص ہوئی اسکا شکر کیجے ان اللہ یحب الشاکرین۔ حضرت نے شکر کیا بعد اسکے جبریل آپ کو بہشت میں لے گئے وہاں کی سیر کی بعد دوزخ کا ملاحظہ فرمایا پھر عزرائیل سے ملاقات ہوئی ان سے امت کیواسطے سفارش فرمائی کہ قبض روح میں تکلیف نہ دینا پھر وہاں سے چلکر حضرت موسے سے ملے انہوں نے کہا پچاس وقت کی نماز تمہاری امت سے ادا نہ ہوسکے گی استدعا تخفیف کرنا چاہیے حضرت صلعم نے درخواست تخفیف کی چالیس وقت کی نمازیں رہیں پھر حضرت موسے نے کہا آپ کی امت سے ادا نہ ہوسکے گی لہذا رحمۃ للعالمین نے پھر عرض کی اور تخفیف ہوئی پھر موسے نے کہا اور کم ہونی چاہیے علی ہذا القیاس پانچ مرتبہ میں پانچ وقت کی نماز باقی رہی اسپر بھی موسے علیہ السلام نے مبالغہ کیا مگر شفیع الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب بار بار دربار بے نیاز میں عرض کرنے سے شرم آتی ہے اب میں اسپر راضی ہوا اسیوقت حضرت عزت جل جلالہ سے خطاب ہوا کہ اے

محمد ایک ایک وقت کی نماز دس دس کے برابر قبول کرونگا کہ پچاس ہوجائیں **الحاصل** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ جبریل علیہ السلام امہانی کے گھر واپس تشریف لائے بستر مبارک گرم تھا اور زنجیر حجرہ شریف ہلتی تھی سبحان اللہ صدہا برس کے کام ایک لمحے میں حضور کو حاصل ہوئے ؎ تن او کہ صافی تر از جانِ ماست ٭ اگر شد بیک لحظہ آمد رواست ٭ **روایت** اللہ جل جلالہ نے اوس رات میں ایسے علوم و فیوض آپ کو عطا فرمائے کہ زبان بیان اوسکے اظہار سے کوتاہ ہے خود خدا تعالے نے مبہم رکھا ہے فرمایا فاوحی الیٰ عبدہٖ ما اوحی۔ پس وحی بھیجی خدا تعالے نے طرف اپنے بندہ کے جو کچھ بھیجی۔ ارباب سیر لکھتے ہیں کہ حضرت نے وقت معاودت صحرائے ذی طوے میں جبریل سے فرمایا کہ قریش اس واقعہ سے انکار کرینگے کہا کچھ پرواہ نہیں ابو بکر پہلے تصدیق کرے گا وہ صدیق ہے اس مقام سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ظاہر ہوئی۔ القصہ صبح کو آپ نے حال معراج اور عجائبات آسمانوں کے اور تمامی واقعات بیان فرمائے ابوجہل وغیرہ کفار نے جھٹلایا اور ہنسی اڑانے لگے۔ ان میں سے بعضے بھاگ کر ابو بکر صدیقؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ تم اب بھی محمد کو سچا کہوگے وہ کہتے ہیں کہ رات میں بیت المقدس اور سب آسمانوں کی سیر کر آئے ابو بکر صدیق نے جواب دیا کہ اگر وہ یہ بات کہتے ہیں تو بیشک سچے ہیں اور آپ کے حضور میں حاضر ہوکر احوال معراج سنکے بخوبی تصدیق کی اس سبب سے اونکا لقب صدیق ہوا چنانچہ حاکم نے روایت کی ہے کہ بعضے ضعیف الایمان مرتد ہوگئے اور بعضے کافر ایمان لائے۔ کافروں نے کہا کہ آسمانوں کا حال تو ہمیں معلوم نہیں مگر بیت المقدس کو ہمنے دیکھا ہے اور خوب جانتے ہیں کہ آپ وہاں کبھی نہیں گئے بھلا نقشہ بیت المقدس کا اور شرح اوسکے مکانات کی بیان کیجیے آپ شب میں تشریف لے گئے تھے اور کچھ ضرورت آپ کو نقشے کے دریافت کرنے کی نہ تھی بایں جہت آپ کو نقشہ کے بیان میں تامل ہوا خدا تعالے نے بیت المقدس کو آپ کے روبرو کر دیا آپ نے دیکھکر بخوبی نقشہ بیان کر دیا۔ کافر لاجواب ہوئے اور آپ نے اون کے قافلے کا کہ بجانب شام تجارت کو گیا تھا حال بیان کیا

وجہ لقب صدیق

کہ وہ واپس ہوگئے ہیں بدھ کے روز مکہ میں داخل ہونگے اسدن قافلہ قریب شام تک نہ آیا اللہ تعالے نے دن کو اسقدر بڑھا دیا کہ قافلہ مکہ میں داخل ہوگیا بالجملہ خدا تعالے نے ہر طرح سے اس عطیہ عظمےٰ کی صورت تصدیق نمایاں کی۔

مقدمات ہجرت جانب مدینہ امینہ اور حالات راہ کے بیان میں

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قبائل عرب کو جو موسم حج میں واسطے حج کے آتے دعوت اسلام فرماتے اور اپنی رفاقت کے لئے کہتے سو یہ سعادت نصیب میں مدینہ کے انصار کے تھی گیارھواں سال نبوت کا تھا کچھ لوگ انصار کے آئے تھے آپ نے ان کو دعوت اسلام کی انھوں نے مدینہ کے یہود سے سنا تھا کہ پیغمبر عنقریب پیدا ہوں گے اور وہ انصار سے مغلوب رہتے تھے اور کہتے تھے کہ جب وہ پیغمبر پیدا ہونگے ہم انکے ساتھ ہوکر تم کو قتل کرینگے۔ انصار نے آپ کی دعوت سن کے کہا کہ یہ وہی پیغمبر معلوم ہوتے ہیں جنکا ذکر یہود کرتے ہیں لیکن ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے اون سے آملیں اور چھ آدمی ان میں سے مشرف باسلام ہوئے اور اقرار کیا کہ سال آئندہ میں ہم پھر آوینگے مدینہ میں جاکر اونہوں نے آپکا ذکر کیا اور ہر گھر میں آپ کا ذکر پہنچا۔ بارھویں سال بارہ آدمیوں نے آکر آپ سے ملاقات کی پانچ پہلوں میں سے اور سات اور۔ انہوں نے احکام اسلام اور اطاعت پر بیعت کی آپ نے حسب درخواست اون کے مصعب بن عمیر کو واسطے تعلیم قرآن شریف وشرایع اور دعوت اسلام کے مدینہ کو بھیجا۔ مصعب نے تعلیم قرآن مجید وشرایع اور دعوت اسلام کی شایع کی اور اکثر آدمی انصار کے مسلمان ہوگئے تھوڑے ان میں سے باقی رہ گئے تیرھویں سال نبوت میں ستر آدمی شرفاء انصار میں سے آئے اور مشرف باسلام ہوئے۔ اور عہد وپیمان آپ کے ساتھ کیا کہ آپ جو مدینہ کو تشریف لے جاوینگے ہم خدمتگزاری میں کوتاہی نہ کرینگے اور جو کوئی دشمن آپ کا مدینہ پر چڑھ آویگا

ہم اوس سے لڑینگے اور جان نثاری میں قصور نہ کرینگے یہ دونوں بیعتیں بیعت عقبہ اولی وبیعت عقبہ ثانیہ کہلاتی ہیں۔ عقبہ کے معنی ہیں گھاٹی کے ایک گھاٹی پر یہ بیعتیں ہوتی تہیں لہذا بیعت العقبہ کہلاتی ہیں پہلی اولی دوسری ثانیہ بعد بیعت عقبہ ثانیہ کے آنحضرت صلی صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو ہجرت اجازت مدینہ طیبہ کی فرمائی اور اصحاب نے روانہ ہونا شروع کیا خفیہ روانہ ہوتے تھے۔ مگر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شمشیر حمائل کرکے مسلح ہوکے خانہ کعبہ پر آئے اور کعبہ کا طواف کیا بعد اسکے جماعت کفار کو خطاب کرکے کہا خراب ہوں وہ لوگ جو پتھروں کو پوجتے ہیں پھر کہا جسکو اپنی جورو کا بیوہ کرنا اور اپنی اولاد کا یتیم کرنا منظور ہو میرا مقابلہ کرے یہ کہکر مدینہ کو روانہ ہوئے کسیکو قریش میں سے طاقت مقابلہ نہ ہوئی تمام صحابہ ہجرت کرگئے سوا ابو بکر صدیق اور علی مرتضے کے کوئی باقی نہ رہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ نے ان کو بشارت دی کہ تم میری رفاقت میں چلوگے ابو بکر صدیق یہ بات سُنکر بہت خوش ہوئے۔

اجماع کفار برائے مشورت

ایک دن قریش کے سرداران مثل ابوجہل وغیرہ دارالندوہ کہ متصل کعبہ ایک مکان تھا اور مشورت کے واسطے قریش وہاں مجتمع ہوا کرتے تھے بنا بر مشورت جمع ہوئے اور دروازہ بند کرلیا۔ ابلیس لعین بصورت پیرمرد موجود ہوا کفار متعجب ہوئے اور خلل انداز مشورہ سمجھے اوسنے کہا میں نجد کا رہنے والا مرد تجربہ کار ہوں اس امر میں صلاح نیک دونگا مجکو ہبل نامی بت نے تمہارے دل کے اصرار سے مطلع کردیا ہے تب کفار اوسکو غنیمت سمجھے بعد ازاں کافروں نے کہا محمد نے سخت تنگ کیا ہے اونکو دفعہ کیا چاہتے ہیں ایک شخص نے شاید ہشام بن عمر تھا کہا ان کو گھر میں قید کرو شیخ نجدی نے کہا یہ رائے ناپسندیدہ ہے محمد کے اقارب وتوابع فراہم ہونگے صورت مقاتلہ کی قایم ہوگی پھر ایک شخص نے شاید کہ ابو البختری تھا بولا یہاں سے نکالدو

شیخ نجدی نے کہا یہ بھی رائے ناصواب ہے کیونکہ محمد سحر البیان ہیں جہاں جائیں گے لوگوں کو اپنا مسخر کرینگے اور بقوت جماعت پھر چڑھ آوینگے بعد ازاں ابوجہل نے کہا کہ ہر قبیلہ سے ایک شخص انتخاب کیا جائے رات کو ایک جا ہوکر محمد کو قتل کریں کہ بنی ہاشم کو تمام قبائل قریش سے طاقت مقاومت نہیں ہوگی بالضرورت دیت پر راضی ہونگے تو دیت بے تکلف دینگے ابلیس نے یہ بات پسند کی اور مجلس برخاست ہوئی۔ شیطان کا نام شیخ نجدی اسی قصہ سے ہوا ہے چنانچہ پانچ قبیلہ کے سردار جوان مقرر ہوئے اور حضرت جبریل نے اس معاملہ کی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی آیت اذ یمکر بک الذین کفروا الخ یعنی جب فریب بنانے لگے کافر تجکو قید کریں یا مار ڈالیں یا نکالدیں اور وہ داؤ کرتے ہیں اور اللہ بھی داؤ کرتا ہے اور اللہ بہتر داؤ کرنے والا ہے اور یہ بھی حضرت جبریل نے کہدیا آپ مدینہ کو ہجرت فرمائیں صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ جب سب اصحاب ہجرت کر گئے تو صدیق اکبر نے بھی حضرت سے اجازت چاہی فرمایا جلدی نہ کرو۔ ٹھہر جاؤ مجکو بھی اجازت ہوا چاہتی ہے سو حضرت صدیق ہمراہی کے لئے منتظر رہے اور دو اونٹ چار مہینے سے کھلا پلا کے تیار کر رکھے تھے اور بروز اجازت دوپہر کو یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر سے کہا انھوں نے التماس کیا کہ یا حضرت میں ساتھ چلوں فرمایا ہاں اور ایک اونٹ حضرت صلعم نے کہ نام اوسکا قصوی اور بقولے جدعا تھا چار سو درم کو صدیق اکبر سے مول لیا حضرت ابوبکر نے کہا تھا کہ آپ کے دل سے ہی نذر ہے آپ نے فرمایا نہیں **فائدہ** باآنکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بے تکلف خرچ کرتے تھے اپنا ہی مال سمجھتے تھے اس اونٹ کی قیمت دینے میں کیوں اصرار کیا۔ سبب اسکا محدثین نے یہ لکھا ہے کہ آپ نے چاہا کہ اس عبادت عظمی میں صرف مال اپنی ذات کا ہو اور عبداللہ بن اُرَیقِط دِئلی کو نوکر رکھا تھا تاکہ تین دن کے بعد اونٹوں کو جبل ثور میں حاضر کرے یہ شخص اگرچہ موافق تحقیق امام نووی مسلمان نہ تھا مگر امین تھا بالجملہ رات کے وقت ستائیسویں صفر یوم الاثنین سال چہاردہم نبوت تھا ابی جہل بن ہشام وحکم ابن ابی العاص وعقبہ ابن مغیط ونضر بن حارث

وامیہ بن خلف وغیرہم مثل طلحہ بن عدی وحکیم ابن حزام ہتیار باندہ کر دروازہ مبارک پر جمع ہوئے اور مکان کو گھیر لیا آنجناب نے علی مرتضی شیر خدا کو ردائے شریف عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اسے اوڑہ کر میری جگہ سو رہو یہ لوگ تم کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکیں گے تم تمام اسباب امانت لوگوں کا دیکر مدینہ چلے آنا۔ وہ سو رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک چادر اوڑہ کر دروازہ سے نکلے اول سورۂ یسین فاغشیناہم فہم لایبصرون تک پڑہکر ایک مٹھی خاک جماعت کفار پر پھینک ماری ہر کافر کے سر اور منہ پر اور آنکھوں پر پہنچی اور آپ صاف نکل گئے کسیکو نظر نہ آئے تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص کہ وہ شیطان تھا وہاں موجود ہوا اور پوچھا کہ کس فکر میں کھڑے ہو انہوں نے کہا بقصد محمد کھڑے ہیں شیطان بولا کہ وہ تمہاری آنکھوں میں اور سروں پر خاک ڈالکے چلے گئے ہر ایک نے جو اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیرا اثر خاک کا پایا۔ **فائدہ** لکھا ہے کہ جو کفار اوسوقت جمع تھے اور خاک اونپر پہنچی سب بحالت کفر بروز بدر مقتول ہوئے سوائے حکیم بن خرام کے کہ وہ مشرف باسلام ہوئے اور ان کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی ساٹھ برس بحالت کفر گذرے تھے اور ساٹھ برس اور زندہ رہے۔ پہر کفار نے دروازہ کی درزوں سے جو دیکھا تو حضرت علی کو آپ کے بستر پر چادر اوڑہے لیٹا دیکھا سمجھے کہ آپ لیٹے ہیں بالآخر مکان میں کودے حضرت علی رضی اللہ عنہ کھٹکا سنکے بستر سے اوٹھ کھڑے ہوئے اون سے پوچھا کہ محمد (صلعم) کہاں ہیں جواب دیا۔ مجکو معلوم نہیں پہر وہ حضرت علی سے کچھ مستعرض نہ ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں مصروف ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دولتخانہ سے نکل کر ابوبکر صدیق کے گھر تشریف لیگئے اور اونکو ساتھ لیکے پاؤں پیدل روانہ ہوئے آپ نے جوتا پاؤں سے نکال ڈالا تھا اور انگلیوں کے بل چلتے تھے بایں خیال کہ نشان قدم معلوم نہ ہو آپ کے پاؤں زخمی ہو گئے ابوبکر صدیق نے آپ کو کندھے پر سوار کیا اور غار ثور تک پہنچے (ثور مکہ کے پاس ایک پہاڑی ہے) جب غار پر پہنچے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ باہر ٹھہریں میں جاکر غار کو صاف کر ڈالوں کہ پہاڑوں کے غار اکثر حشرات سے خالی نہیں ہوتے

پہرا بو بکر صدیق غار میں گھسے اور اپنی چادر پھاڑ کر اسکے سوراخ بند کئے ایک سوراخ باقی رہا اوسیمیں حضرت صدیق نے اپنی پاؤں کی ایڑی لگادی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غار میں بلایا آپ اندر تشریف لے گئے اور ابو بکر صدیق کے زانو پر سر مبارک رکھکر سو رہے سانپ نے حضرت صدیق کے پاؤں میں کاٹا انھوں نے جنبش نہ کی باین خیال کہ آپکی نیند میں خلل نہ پڑے لیکن بسبب شدت تکلیف کے حضرت صدیق کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور رخسار مبارک پر گر پڑے آپ جاگ اٹھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے پاؤں میں سانپ نے کاٹ لیا آپ نے کاٹنے کی جگہ لعاب دہن مبارک لگادیا فوراً صدیق اکبر اچھے ہوگئے۔ آپ کے غار میں داخل ہونے کے بعد مکڑی نے غار کے مونہ پر جالا تان دیا اور کبوتر کے جوڑہ نے غار کی آمدرفت کی جگہ انڈے رکھکر سینا شروع کیا صبح کو کفار تلاش کرتے ہوئے غار تک پہنچے اور اسطرح جاکر کہڑے ہوئے کہ حضرت صدیق کو اونکے پاؤں نظر آئے ابو بکر صدیق کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطےکمال حزن وقلق ہوا اور عرض کی اگر یہ لوگ جھکگر دیکہیں گے تو ہمیں دیکھ لیں گے آپ نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا یعنی رنج مت کرو اللہ ہمارے اور تمہارے دونوں کے ساتھ ہے کفار نے جب مکڑے کے جالے اور کبوتروں کے جوڑے کو دیکھا انہوں نے کہا کہ اگر کوئی آدمی اس غار میں گھستا مکڑی کا جالا ضرور ٹوٹ جاتا اور کبوتر جنگلی جانور ہے اس غار میں نہ ٹہرتا بعضوں نے کہا کہ یہ جالا تو ہمنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدایش سے پہلے دیکھا تھا ویسا ہی ہے اور یہ کہکر کفار پہر گئے اللہ تعالے نے اپنے حبیب کی محافظت کے لئے تار عنکبوت اور جانور وحشی سے ایسا کام لیا کہ صدہا زرہ آہنی وجوانان جنگی سے نہ نکلتا **فائدہ** قصہ ہجرت میں اللہ جل جلالہ نے حضرت علی مرتضی شیر خدا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کو بہت فضیلت عنایت فرمائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو یہ کہ محل خوف ورجا میں بجائے آپکے لیٹے اور داد جان نثاری کی دی بعضے علماء نے لکھا ہے کہ آیت ومن الناس من یشتری

لفسہ واتبغار مرضات اللہ۔ واللہ رؤف بالعباد۔ یعنی اور بعضے آدمی بیچتے ہیں جان اپنی خدا کی رضامندی کی تلاش میں اور اللہ بہت مہربان ہے بندوں پر حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی ہے اور حضرت ابوبکر کی فضیلت تو ظاہر ہے کہ تمام سفر ہجرت میں حق خدمتگزاری وجان نثاری جیسا کہ چاہیئے بجالائے اور آیت اذ یقول لصاحبہ لاتحزن۔ ان اللہ معنا ط بالاتفاق ابوبکر صدیق کی ہی شان میں نازل ہوئی ہے اور اللہ تعالے نے حضرت ابوبکر کو یہ تخصیص و تنصیص صحابیت رسول اللہ فرمایا اور بزبان اپنے حبیب کی معیت خاصہ آلہی کی بشارت دی **فائدہ** اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ حضرت موسٰے علیہ السلام نے جب فرعون نے انکا تعقب کیا تھا اور اصحاب موسٰے نے کہا تھا۔ انا لمدرکون۔ یعنی بیشک ہم پکڑے جائیں گے فرمایا کلا ان معی ربی سیہدین۔ یعنی کوئی نہیں یہ تحقیق میرے ساتھ رب میرا ہے عنقریب مجکو ہدایت کرے گا اس مقولہ میں اور مقولہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں لاتحزن ان اللہ معنا۔ بڑا فرق ہے حضرت موسٰے علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو زجر کیا حرف کلا محاورہ عرب میں واسطے زجر کے ہے اور معیت آلہی اپنے ہی ساتھ بیان کی معی بصیغہ واحد فرمایا اصحاب کو اس سے نصیبہ نہ دیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کو کلمہ تسلی و محبت سے شروع کیا کہ لاتحزن یعنی مت کڑھو اور معیت خاصہ آلہی سے اپنے صاحب کو بھی مشرف کیا کہ ان اللہ معنا۔ بیشک اللہ ہمارے اور تمہارے دونوں کے ساتھ ہے اور اس علوشان سے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسبت موسی علیہ السلام کے اور حضرت ابوبکر نسبت اصحاب موسٰے علیہ السلام کے پایا جاتا ہے۔ **مشکوٰۃ شریف** میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ابوبکر صدیق میرے ساری عمر کے اعمال حسنہ لیں اور بدلے اونکے ایک رات اور ایک دن کے اپنے اعمال دیدیں تو میں راضی ہوں رات ہجرت کی اور سب قصہ حضرت عمر نے ابوبکر کی رفاقت وجان نثاری کا اور اس رات میں سانپ کاٹنے کا بیان کیا اور وہ دن کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اطراف مدینہ کے اکثر لوگ مرتد ہوگئے اور کچھ لوگ زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے تھے حضرت ابوبکر صدیق نے نہایت

کوشش کرے ازسرنو دین کو قایم کیا اس سے بھی کمال مقبولیت عمل شب ہجرت حضرت ابوبکر کی معلوم ہوتی ہے۔ تین دن تک آپ نے غار ثور میں تشریف رکھی عامر بن فہیرہ کہ حضرت ابوبکر کے آزاد غلام تھے غار کے متصل بکریاں چراتے تھے وہ دودھ بکریوں کا آپ کو اور حضرت ابوبکر کو پلا جاتے تھے اور عبداللہ بیٹے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جوان تھے مکہ میں قریش کی مجالس کی خبریں دریافت کرکے رات کو آپ کے پاس آکر بیان کردیتے تھے بعد تین روز کے آپ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ اونٹوں پر سوار ہوکر براہ ساحل روانہ ہوئے عبداللہ بن ارقط کو رہبری کے لئے ساتھ لیا اونٹنیاں اسی کے سپرد تھیں اور اوس روز حسب الحکم در غار پر حاضر لایا تھا۔ کفار مکہ نے اشتہار دیا تھا جو کوئی محمد کو پکڑ لائے یا قتل کرے اوسکو ہم سو اونٹ جو ابوبکر کو پکڑ لائے یا قتل کرے اوسکو بھی سو اونٹ دینگے اور جو دونوں کو پکڑ لائے دو سو اونٹ پائے۔ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم معہ رفقا ایک دن خیمہ ام معبد پر پہنچے۔

ام معبد ایک عورت تھی شرفا عرب سے خیمہ اسکا راہ مدینہ میں واقعہ تھا آپ نے ام معبد سے گوشت و چھوارے طلب کئے اوسکے پاس نہ ملے ایک بکری آپنے گوشہ خیمہ میں دیکھی آپ نے ام معبد سے کہا کہ اجازت دو تو اس بکری کا دودھ دوہ لیں ام معبد نے کہا کہ اس بکری کی مدت گزری بچہ نہیں ہوا اور بسبب لاغری کے جنگل کو چرنے کے لئے بھی نہیں جاتی آپ نے فرمایا کیسی ہی ہو تم دوہنے کی اجازت دو ام معبد نے اجازت دی آپنے اسکے تھن کو ہاتھ لگایا اور بسم اللہ کہی فوراً اوسکے دودھ سے بھر گئے اور آپنے دوہنا شروع کیا ایک بڑا برتن جسمیں آٹھ نو آدمی سیر ہوکر پی لیں بھر دیا پہلے آپنے ام معبد کو پلایا اوسنے خوب سیر ہوکر پیا پھر دودھ کے برتن کو بھر دیا اور وہاں سے روانہ ہوئے شام کو ابو معبد شوہر ام معبد جو آئے وہ دودھ دیکھکر نہایت متعجب ہوئے ام معبد نے کہا کہ یہ برکت ایک مہمان عزیز کی ہے اور آپکا حال بیان کیا ابو سعید ام معبد بعد ازیں مشرف باسلام ہوئے اور صحابہ میں داخل ہوئے۔ فائدہ مواہب لدنیہ میں ہے کہ وہ بکری جسے ام معبد کے گھر آپنے دوہا تھا حضرت عمر کے زمانہ تک دودھ دیتی رہی اور جیتی رہی یہانتک کہ

حضرت عمر کے عہد میں ایک بڑا قحط ہوا تھا صبح وشام دودہ دیتی تھی اور پردہ زمین پر ذرا بھی دودہ نہ رہا تھا۔ بروز مرور آپ کے خیمہ ام معبد پر مکہ معظمہ میں اشعار عربی سنے گئے اون میں مضمون آپکے گزر جانے کا خیمہ ام معبد پر اور غائب وخاسر رہنا کفار قریش کا مذکور تھا سراقہ بن مالک بن جعشم کہ ایک شخص سرداران عرب میں سے تھا اور جہیل کے کنارہ پر اوسکا گھر تھا اوس نے مضمون اشتہار کفار قریش سنا تھا کسی نے اس سے جا کر کہا کہ ابھی چند شخص اونٹوں پر سوار ادہر سے گئے ہیں شاید وہی ہوں جنکی قریش کو تلاش ہے سراقہ نے بطمع انعام قریش نے ارادہ اونکے تعقب کا کیا اور بایں خیال کہ کوئی اور پیش قدمی نہ کرے دہوکا دینے کو قریش کے جاسوسوں سے کہا کہ یہ لوگ وہ نہیں تھے بلکہ فلانے قبیلہ میں کے لوگ ہیں بعد ازیں گھوڑا تیار کرا کے ایک ٹیلے کے نیچے منگوایا اور کمان وترکش لیکر مسلح ہو کے روانہ ہوا اور گھوڑا دوڑا کے قریب آپ کے پہنچا حضرت ابو بکر نے کہ ہر طرف واسطے محافظت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھتے چلتے تھے سراقہ کو دیکھکر کہا یا رسول اللہ سوار آپہنچا آپ نے دیکھا اور سراقہ کے لئے بد دعا کی یکبارگی زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو پیٹ تک نگل لیا پاؤں گھوڑے کے زمین میں غائب ہوگئے سراقہ نے حضور میں عرض کیا کہ میں جانتا ہوں تم دونو صاحبوں کی بد دعا سے میرے گھوڑے کا یہ حال ہوا آپ مجھے اس بلا سے بچائیے میں عہد کرتا ہوں کہ اب پھرتے ہوئے جو کوئی تمہاری تلاش کو آتا ہوا ملیگا اوسکو میں پھیر دونگا آپ نے دعا کی زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو چھوڑ دیا سراقہ کہتا ہے کہ مجھے اسیوقت خیال ہوا کہ خدا تعالے آپ کو غلبہ دیگا اور میں متصل آپکے گیا اور میں نے آپ سے درخواست کی کہ مجھے آپ لکھ دیجیے: کہ جب اللہ تعالے آپ کو غالب کرے تو میں محفوظ رہوں آپ نے عامر بن فہیرہ کے ہاتھ سے امان نامہ لکھوا دیا اور سراقہ اسی وقت اگرچہ مسلمان نہ ہوئے لیکن بعد اس کے مشرف باسلام ہوئے اور صحابہ میں داخل ہوئے سراقہ نے پھرتے ہوئے حسب عہد ہر شخص کو جو آپکی تلاش کیلئے جاتا تھا پھیر دیا اور کہا تمہارے جانیکی حاجت نہیں میں دیکھ آیا ہوں

فائدہ۔ یہ معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمین نے آپ کے دشمن کے گھوڑے کو دھنسا لیا مثل معجزہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت قارون کے ہوا۔ کہ زمین نے اُسکو بسبب عداوت موسےٰ علیہ السلام کے دھنسا لیا۔ مختصر قصہ اس کا جیسا کہ تفسیر بیضاوی وغیرہ میں مذکور ہے کہ جب موسےٰ علیہ السلام نے قارون کو حکم ادائے زکوٰۃ کلیئے قارون کو یہ حکم بہت ناگوار ہوا اُس کو مال و دولت سے بہت محبت تھی۔ حضرت موسے نے ہزار درم میں سے ایک درم زکوٰۃ دینے کا حکم دیا۔ اس میں بھی بہت مال صرف ہوتا تھا۔ قارون کو حضرت موسےٰ علیہ السلام سے عداوت ہوئی اور اُس نے ایک عورت کو کہ زنا سے حاملہ ہوئی تھی بہت روپیہ دیکر اس بات پر آمادہ کیا کہ مجمع بنی اسرائیل میں کہدے کہ مجھ سے موسے نے زنا کیا اور یہ حمل اُنہیں کا ہے۔ حضرت موسےٰ عید کے روز وعظ فرما رہے تھے اور احکام حد و قصاص بیان کرتے تھے فرمایا کہ جو کوئی زنا کرے اور نکاح اُس کا نہ ہوا ہو ہم اُسکے دُرّے مارینگے اور جو زنا کرے اور نکاح اُسکا ہوا ہوا ہو اُسے ہم سنگسار کرینگے۔ قارون نے کہا کہ اَے موسے جو تم نے ایسی بات کی ہو۔ حضرت موسےٰ نے کہا کہ میں ایسی بات کروں تو مجھپر بھی حد اسی طرح جاری ہو۔ قارون نے کہا فلانی عورت یہ کہتی ہے کہ تمنے اُس سے زنا کیا اور اُس عورت کو پیش کیا۔ حضرت موسے نے اُس عورت سے کہا سچ سچ بیان کر اُس نے کہا کہ قارون نے مجھکو روپیہ دیکر آپ پر تہمت لگانے کو سکھایا ہے۔ آپ پاک و مبرّا ہیں۔ اسپر موسےٰ علیہ السلام کا جلال جوش میں آیا اور زمین سے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کہا خذیہ یعنے لے لے قارون کو۔ اُسی وقت قارون کو زمین نے ٹخنوں تک دھنسا لیا۔ قارون نے عاجزی کی اور کہا اے موسےٰ مجکو بچا۔ حضرت موسےٰ کا جلال ایسے زور میں تھا کہ ہرگز نہ مانا۔ اور پھر کہا خذیہ زمین نے گھٹنوں تک قارون کو دھنسا لیا۔ قارون گڑگڑایا لیکن حضرت موسےٰ خذیہ فرماتے رہے اور زمین قارون کو دھنساتی رہی۔ یہاں تک کہ بالکل اُسنے دھنسا لیا۔ پھر خدا تعالےٰ نے حکم کیا کہ گھر قارون کا اور تمام خزانہ اُس کا قارون کے سر پر رکھ کے بھی دھنسا دیا۔

فائدہ ان دونوں معجزوں کی کیفیت کے وقوع میں بھی افضلیت جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی

اور ظہور شان رحمۃ اللعالمین کا آپ کے معجزہ میں عیاں ہے کہ آپ نے سراقہ کے التجا کرتے ہی اُسے خسف زمین سے نجات دی بلکہ اُسے ہمیشہ کے لئے دامان نامہ لکھوا دیا اور حضرت موسےٰ نے قارون کی تضرع و زاری پر کچھ التفات نہ کیا۔ اللہ جل جلالہٗ نے بھی حضرت موسےٰ پر وحی بھیجی کہ اگر مجھے قارون ایک بار بھی پکارتا میں اُسے نجات دیتا۔ تم کو پکارتا رہا تم نے کچھ بھی نہ سُنا۔

فائدہ افضلیت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت موسےٰ علیہ السلام پر یا کسی اور پیغمبر پر جو بیان کی جاوے اُس میں ضرور ہے کہ اِس بات کا خیال و لحاظ رہے کہ کسی طرح تحقیر اُس پیغمبر کی نہ نکلے۔ تحقیر ہر پیغمبر کی کفر ہے۔ شاعر لوگ اکثر اس بلا میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور صرف افضلیت کے بیان سے تحقیر لازم نہیں آتی۔ خود خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ تلک الرسل فضلنا بعضہم علےٰ بعض ٥ وہ رسول لوگ افضلیت دی بعضوں کو ہم نے اُن میں سے بعضوں پر جب آپ متصل مدینہ منورہ پہنچے۔ بریدہ ابن حصیب اسلمی معہ ستر سواروں کے آپ کو ملے۔ پوچھا تم کون ہو کہا بریدہ ابن حصیب۔ آپ نے بطور تفاول فرمایا بَرَدَ اَمرُنا۔ خُنک اور ٹھنڈا ہوا کام ہمارا اور قبلہ کا نام سُن کے آپ نے تفاولاً فرمایا۔ سَلِمنا۔ سلامت رہے ہم۔ پھر آپ نے پوچھا قبلہ اسلم میں سے کس قوم کے ہو کہا بنی سہم کے۔ آپ نے فرمایا خرج سَہمُک حاصل ہوا حصّہ تیرا یعنی اسلام سے تجھے نصیب ملا۔ بریدہ آئے تو بہ ارادہ بدھے حسب شہرہ کفار قریش آپ سے تعرض پہنچانے کی نیت تھی لیکن جمال مبارک دیکھکر اور کلام معجز نما سُنکر مسخر ہو گئے اور مع تمام ہمراہیان ایمان لائے پھر عرض کیا یا رسول اللہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بوقت داخل ہونے مدینہ کے آپ کے ساتھ نشان ہو اور اپنی پگڑی کو ایک لکڑی میں لپیٹ کے نشان بنایا۔ آپ نے اُن کو ہی نشان بردار کیا کہ آپ کے جلو میں لیکے چلے۔ سبحان کیا قدرت خدا ہے کس سرکشی سے آئے اور کیسے تابعدار ہو کے ساتھ چلے۔ مدینہ کے لوگ بخیال تشریف آوری آپ کے ہر روز واسطے استقبال کے مکہ کی راہ آتے اور قریب دوپہر کے پھر جاتے آپ کے داخل ہونے کے روز بھی حسب عادت پھر چلے تھے کہ یکبارگی ایک یہود نے ایک ٹیلے پر سے آپ کی سواری دیکھکر چلّا کے پھرنے والوں سے کہا۔ یا معاشر العرب ہذا جُدکم۔

اے لو عرب یہ مطلب تمہارا ہی۔ وہ لوگ پھرے اور آپ کے ساتھ ہو کے مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے کمال خوشی اہلِ مدینہ کو حاصل ہوئی۔ لڑکیاں انصار کی گاتی تھیں **شعر**

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع   وجب الشکر علینا ما دعا الله داع

طلوع کیا بدر نے ہم پر ثنیات الوداع سے واجب ہوا شکر ہم پر جب تک دعا کرے اللہ سے کوئی دعا کرنے والا۔ **فائدہ** ثنیات الوداع کی معنی ہیں گھاٹیاں رخصت کی اہل مدینہ رخصت کرنے کے لیئے مسافر کو جو بجانب مکہ جاتا تھا ان گھاٹیوں تک جایا کرتے تھے لہذا وہ ثنیات الوداع کہلائیں

بیان رونق افروزی مدینہ طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں پہنچکر محلہ قبا میں منازل بنی عمرو بن عوف میں ٹھہرے اور وہ دن دوشنبہ بارہویں ربیع الاول کی تھی چودہ دن آپ وہاں رہے اور مسجد قبا باعانت خلفہ ثلثہ رضی اللہ عنہم تعمیر کرا کے جب تک آپ وہاں رہے اسی مسجد میں نماز پڑھتے رہے قبا محلہ کنارہ شہر مدینہ پر تھا اسی مسجد کی شان میں یہ آیہ ہے۔ لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ ۔ یعنی بے شک وہ مسجد جسکی بنیاد ہوئی تقوے پر پہلے ہی دن سے لایق ہے اس بات کی کہ تم اُس میں نمازیں پڑھو اور اسی کی تعریف ہی۔ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا ۔ یہ اول مسجد ہے کہ عہد اسلام میں بنائی گئی۔ اس کے فضائل احادیث میں بہت ہیں اور بڑی فضیلت یہ ہے کہ آنجناب ؐ دوشنبہ و پنجشنبہ کو نماز وہیں پڑھتے تھے اسی مسجد کے مقابلہ میں منافقوں نے ایک مسجد بنائی تھی جس کی مذمت سورہ توبہ میں مذکور ہے۔ **قصہ مسجد ضرار** یہ ہے کہ ابو عامر راہب ایک بڑا مفسد قوم خزرج سے تھا اُسنے پچھلی کتابیں پڑھی تھیں اور نصرانی ہو گیا تھا اول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر اہل مدینہ سے بیان کیا کرتا تھا جب آپ مدینہ میں پہنچے بسبب حسد و اغوائے شیطان کے مسلمان نہ ہوا اور عداوت میں سرگرم رہا۔ بعد غزوہ بدر کے بھاگ گیا اور قریش کے ہمراہ جنگ احد میں آیا اور سب سے پہلے تیر مسلمانوں پر اُسنے چلایا اور غزوہ حنین میں شریک ہوازن رہا پھر روم کو چلا گیا اس لیئے کہ لشکر روم

چڑھالاوے۔ مگر ناکامیاب رہا۔ پھر مدینہ میں آنا چاہا اور منافقان مدینہ کو کہلا بھیجا کہ مسجد متصل مسجد قبا بنائیں میں اُس میں بیٹھ کے تعلیم وتلقین کروں گا۔ اور مشوروں کے لیے جگہ ہوگی۔ چنانچہ منافقوں نے قریب مسجد قبا مسجد ضرار بنائی اور بنا بر اخفائے نفاق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مستدعی ہوئے کہ آپ اُسمیں چلکے نماز پڑھیں۔ آنجناب کو فریب اُن کا معلوم نہ تھا ارشاد کیا کہ اب تو ہم جہاد کو جانب تبوک جاتے ہیں وہاں سے پھر کے دیکھا جائیگا۔ جب اُنہوں نے خبر معاودت سُنی کچھ پہنچے کہ اُس مسجد کے واسطے حضرت کو لاویں۔ اللہ جل جلالہٗ نے آیۂ۔ والذین اتخذو مسجدًا ضرارًا۔ نازل فرمائی اور اُن کے فریب سے مطلع کیا۔ مطابق اُس کے آنجناب نے اُس مسجد کو مسمار کرادیا۔ اور جلادیا۔ **بالجملہ** حضرت صلعم محلہ قبا میں رونق افروز تھے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تیسرے دن بروایت صحیحہ تشریف لائے اور بعد ۱۴ روز اقامت محلہ قبا کے آپ نے اندر شہر کے ارادہ اقامت کا فرمایا شہر کے لوگ کمال متمنی اِس بات کے تھے اور ہر ایک کی نہایت آرزو تھی کہ آپ ہمارے محلہ میں ٹھہریں جب آپ سوار ہوئے ہر قبیلہ کے لوگ ساتھ ہوئے اور وہی درخواست زبان پر تھی آپ نے فرمایا کہ ناقہ مامور ہے۔ جہاں بیٹھے گی وہاں ٹھہروں گا۔ اونٹنی چلتے چلتے منبر مسجد شریف کی جگہ بیٹھ گئی پھر آپ نے اُٹھایا پھر اُٹھی اور چند قدم چلکر دروازہ ابوایوب انصاری پر بیٹھی پھر مقام شامول پر آکر بیٹھی اُس وقت آپ نے فرمایا ہذا المنزل انشاء اللہ۔ **فائدہ** ابوایوب جدہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قرابت قریبہ رکھتے تھے اور مکتوب تبع بادشاہ یمن کا اُنہیں کے پاس تھا۔ الغرض ابوایوب انصاری نے اسباب اُتارا اور اپنے گھر لے گئے اور آپ ابوایوب کے گھر ٹھہرے وہ شامول کی اولاد میں تھے شامول سردار اُن چار سو عالموں کا تھا جو مصاحب تبع حمیری بادشاہ یمن کے تھے ابوایوب کے گھر آپ نے سات ماہ قیام فرمایا۔

حال آبادی مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

اہل سیر نے یوں لکھا ہے کہ بادشاہ موصوف کا گزر زمین پاک مدینہ پر اُس زمانہ میں ہوا کہ مدینہ

ہنوز آباد نہ تھا وہاں ایک چشمہ جاری تھا اُن عالموں کو معلوم ہوا کہ یہ جگہ ہجرت گاہ پیغمبر آخر الزماں صلے اللہ علیہ وسلم کی ہوگی وہیں وہ لوگ رہ گئے اور بستی آبادگی انصار اُنھیں کی اولاد میں ہیں بادشاہ نے یہ دریافت کرکے چاہا کہ خود بھی وہاں رہ جائے مگر بسبب امورات سلطنت نہ رہ سکا اُن لوگوں کو رہنے دیا اور آپ ایک ایمان نامہ بنام جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لکھکر شامول کو دیا کہ تم اپنی اولاد کو وصیت کرنا کہ جو اُن میں سے جناب پیغمبر آخر الزماں کو پاوے میرا سلام اور یہ نامہ پہنچا دے۔ حضرت ابو ایوب کے گھر وہ نامہ چلا آتا تھا اُنہوں نے جناب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیا۔ حضرت ابو ایوب سے شامول تک اکیسویں پشت تھی اور جس گھر میں آپ ٹھہرے یہ گھر بھی اُسی بادشاہ نے بنوایا تھا کہ جب آپ تشریف لاویں اُس میں ٹھہریں۔ آپ نیچے کے مکان میں ٹھہرے اور ابو ایوب کے عیال واطفال بالاخانہ پر رہے اور اُن کی زوجہ ام ایوب کو خیال ہوا کہ یہ بات بے ادبی کی ہے۔ رات بھر اس خیال سے نہ سوئے صبح اصرار کرکے آپ کو بالاخانہ پر مقیم کیا اور آپ نیچے رہنے لگے۔ جس زمین میں اونٹنی بیٹھی تھی وہ دو یتیموں کی تھی کہ اسود بن ضرارہ اُن کی پرورش میں تھے۔ دس دینار کو ابو بکر کے مال سے وہ زمین آپ نے خریدی حجرات شریفہ اور مسجد شریف اُسی زمین میں ہے۔ کتب حدیث میں وارد ہے کہ مسجد شریف کی تعمیر میں ایک پتھر رکھکر ارشاد کیا حضرت ابو بکر سے کہ تم ایک پتھر اس پتھر سے ملاکر رکھو اور حضرت عمر سے پتھر متصل پتھر ابو بکر کے اور حضرت عثمان سے پتھر متصل پتھر حضرت عمر کے رکھوا کے فرمایا۔ ہولاء الخلفاء من بعدی یہ لوگ خلیفہ ہوں گے میرے بعد سو مطابق اس پیشین گوئی کے واقعہ ہوا اور آپ ساتھ اصحاب کے تعمیر مسجد کے کام میں برابر شریک رہتے تھے۔ **وقائع سال اول** سے تعمیر مسجد مدینہ طیبہ ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ حق تعالیٰ نے مجکو حکم دیا کہ بناؤں ایک عریش مثل عریش موسیٰ کہ بلندی اُسکی سات گز سے زیادہ نہ ہو۔ عریش وہ گھر ہے جسکی پوشش چوب و برگ و خرما سے ہو اور قبل بنای مسجد یہ دستور تھا کہ جس جگہ وقت نماز آتا وہیں ادا فرماتے بالجملہ بلندی سات گز اور طول قبلہ سے شمال تک چودہ گز اور مشرق سے مغرب تک تریسٹھ گز اور کسی طرح کا تجمل و تکلف نہ تھا یہاں تک کہ

ستون بھی چوب خرمے سے اور چھت بھی کہ جب پانی برستا مٹی گرتی اور تین درجے فتح خیبر تک اِسی قدر طول مسجد رہا اور پہلے خشت خام سے تیار کی تھی بعد ازاں از سرِ نو تعمیر عمل میں آئی تو حضو صلعم نے اوس زمین لیکر داخل مسجد فرمائی کہ دونوں طرف سے صد در صد ہوگی۔ حاصل یہ کہ ابتدأً کچھ تکلف نہ تھا بلکہ عریش تھا مثل عریش حکم اللہ کے۔ یہ وہ زمین ہے جس کو حضرت عثمان نے دس ہزار درم کو لیا اور بعوض بہشت کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بیچا۔ بعد بنار مسجد سمت قبلہ جانب بیت المقدس سولہ یا سترہ مہینے رہی اور جب قبلہ کا حکم ہوا تو حضرت جبریل نے جبال اور اشجار حائلہ میں الکعبہ والمسجد کو دور کیا اور بنار مسجد قبلہ میزاب کی جانب درست فرمائی اور چودہ خواہ پندرہ روز تک حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بنا بر اقامت عقب استوانہ مختلف کھڑے ہوئے تھے کہ جس کو اب استوانہ عایشہ بولتے ہیں۔ پھر وہاں محراب قرار دی لیکن علامت محراب نہیں تھی۔ ابتداء اسکی عمر بن عبد العزیز کے وقت میں ہوئی اور **وضع منبر** سال ہفتم یا ہشتم ہجرت میں ہوئی بیشتر اس سے حضور علیہ السلام جانب غربی سے ملے۔ ایک محراب کے قریب کھڑے ہوتے تھے اُسی جگہ ایک لکڑی گڑی تھی۔ جب طول قیام سے تکلیف ہوتی تو آپؐ اُسی پر تکیہ لگا لیتے تھے ایک روز کسی مدنی نے کہا ارشاد ہو تو یہاں منبر بن جائے حضرت صلعم نے قبول فرمایا اُس نے تین درجہ کا منبر بنایا کہ اُسپر خطبہ فرمانے لگے ایک دن وہ چوب مفارقت صحبت محبوب رب العالمین صلعم سے پھٹی اور مانند ناقہ چلائی رحمۃ اللعالمین نے منبر سے اُتر کر دست شفقت پھیرا اور فرمایا کہ اگر تیری مرضی ہو اسیطرح چھوڑوں اور جو پھلنا پھولنا منظور ہو تو بہشت میں جاؤں اُسنے جنت کا رہنا قبول کیا۔ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مشہور بلکہ متواتر ہے کہ جماعۃ کثیر صحابہؓ نے اسکی روایت کی ہے۔ حضرت حسن بصری جب اِس حدیث کو سُنتے تو روتے اور فرماتے کہ اے خدا کے بندو چوب خشک اشتیاق رسول مقبول صلعم میں روتی اور نالہ کرتی ہے حیف ہے کہ تم غافل ہو۔ کیا تم کو چوب کی برابری کی بھی مس نہیں۔ روایت ہے کہ وہ شاخ آپ کی اذن سے اُسی جگہ دفن کر دی اور شیخ عبد الحق محقق شرح سفر السعادۃ وجذب القلوب میں فرماتے ہیں کہ طول منبر دو گز تھا۔ اور عرض ایک گز۔ بنائے مسجد کے ساتھ دو حجرے بھی بنائے گئے ایک حجرہ صدیقہ

اور دوسرا حجرہ سودہؓ جب اوروں سے نکاح فرمایا اُن کے لئے جدید حجرے بنے مگر پچھم کی طرف مسجد کے کوئی گھر نہ تھا۔ اُسی جگہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کا بھی مکان تھا کہ حضرت عائشہ کے گھر سے کھڑکی تھی۔

آنحضرت اُسی راہ سے اکثر آتے جاتے اور حال پرسی بتولؓ زہرا و جناب علیؑ مرتضےٰ و حسن مجتبےٰ و حضرت حسین شہید کربلا علیہم السلام فرماتے جاتے **فضائل مسجد مدینہ منورہ** زاد اللہ شرفاً و تعظیماً حد بیان سے زیادہ ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک نماز اس مسجد میں ہزار نماز سے افضل ہے۔ جو اور مساجد میں پڑھی جاوے مگر مسجد الحرام صحیحین میں ہے۔ ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ۔ اور یہ بھی فرمایا ہے۔ منبری علیٰ حوضی و علی ہذا القیاس اور طبرانی معجم کبیر میں نقل ہے کہ ارقم بیت المقدس کو جانے لگے تو حضرت علیہ السلام کی خدمت میں رخصت ہونے کو آئے۔ فرمایا قصد تجارت ہے یا کچھ اور اُنہوں نے عرض کیا کہ برائے نماز فرمایا ایک نماز میری مسجد میں بہتر ہی وہاں کی ہزار نماز سے اور بعض حدیثوں میں ہے کہ ایک نماز بیت المقدس میں ہزار نماز کی برابر ہی پس نماز مسجد نبویہ لاکھ نماز کی برابر ہوئی جو اور مساجد میں ہوئی ہو۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ فضل نماز مسجد مدینہ سارے مساجد پر باتعداد ہزار ہے۔ اور مسجد مکہ پر کم از ہزار اور تشبیہ اس بقعہ شریفہ کی بہشت سے در باب نزول رحمت ہے۔ یا یہ زمین ایک ٹکڑا ہے۔ کہ بہشت سے لایا گیا جس طرح مقام ابراہیم اور اسی سال کی ربیع الآخر میں رکعات نماز مغرب و فجر بدستور رہیں اور ظہر و عصر میں چار رکعتیں فرض ہوئیں اول دو ہی تھیں۔ بالجملہ بعد تشریف فرما ہونے رسول مقبول صلعم کے مدینہ کی ہوا متعفن ہو گئی اکثر مہاجر بیمار ہو گئے بلکہ حضرت صدیق اور عامر ابن فہیرہ اور بلال رضی اللہ عنہم کو اتنا ضعف ہو گیا کہ نماز میں قیام نہ کر سکتے تھے یہ حال دیکھکر حضرت رسالتمآب نے دعا فرمائی عفونت ہوا موضع حجفہ میں کہ مدینہ سی چھ کوس وہاں یہود رہتے تھے جا پہنچے اور ہوائے مدینہ طیبہ معتدل ہو گئی اُس روز سے مدینہ منورہ وبا سے محفوظ ہے۔ **بیان اصحاب صفہ**۔ جناب رسول مقبول صلعم مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو نماز بیت المقدس کی طرف جانب شمال ادا کرتے تھے اس لیے خرمے کی لکڑیوں سے مانند عریش بنا لیا تھا

بعد پندرہ یا سولہ مہینے کے حسب تحویل قبلہ کا حکم الٰہی صادر ہوا تو اُس مکان کو بطور حجرہ

اُسکے مسجد جانب جنوب تعمیر فرمائی اور اُس مکان کا نام صفہ ہوا اُس میں اصحاب بے خانماں کہ دن میں فکر قوت کرتے اور شب کو اُسی مکان میں عبادت فرماتے اور بعد تشریع جہاد اکثر ہمراہ غازیان تشریف لیجاتے اُسمیں سکونت پذیر تھے انہیں کو اصحاب صفہ کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک ستر تھے اور بعض کے نزدیک زیادہ اِس سے اور مدارج النبوۃ میں ہے کہ بہ تحقیق ثابت ہوا ہے کہ کسی وقت اصحاب صفہ چار سو تک ہوجاتے تھے۔ اور کبھی کم و بیش ہوجاتے اور غزوہ معونہ میں ہفتر آدمی اُن میں سے شہید ہوئے یہ لوگ تارک الدنیا تھے۔ سوار محبت خدا اور رسول کے کسی سے غرض نہ رکھتے تھے۔ صوفیہ کرام نے ان کا ہی طریقہ اختیار کیا ہے **کتب معتبرہ** میں ہے کہ اول نصیحت حضرت صلے اللہ علیہ نے اہل مدینہ سے یہ فرمائی ہے کہ ظاہر کرو اسلام کو خویش بیگانہ پر اور کھانا کھلاؤ یعنی مواسات اور فقراء کو اور صلہ رحم ادا کرو یعنی پیوند کرو اہل قرابت سے اور رات میں نماز پڑھو حالانکہ آدمی سوتے ہوں۔ داخل ہو گئے سلامتی سے جنت میں۔ عبد اللہ ابن سلام بھی اِس نصیحت کے سامعین میں تھے۔ **اسلام عبداللہ بن سلام** کہ یہود میں بڑے عالم تھے۔ بعد تشریف آوری آپ کے مدینہ میں ملاقات کے لیئے حاضر ہوئے۔ اور آپ سے سوال کیا کہ پہلی علامت قیامت کی کیا ہوگی۔ اور پہلی غذا اہل جنت کی کیا ہوگی اور لڑکا کس سبب سے ماں کی جانب مشابہت پیدا کرتا ہے۔ اور کس سبب سے باپ کی جانب۔ آپ نے فرمایا کہ پہلی نشانی قیامت کی ایک آگ ہوگی کہ لوگوں کو مشرق سے مغرب کو ہانک لیجاوے گی۔ اور پہلی غذا اہل جنت کی جگر گوشہ مچھلی کا ہوگا۔ کہ اُسکے کباب بہشتیوں کو کھلائے جائیں گے۔ اور جب نطفہ ماں کا غالب ہوتا ہے لڑکا مشابہت ماں کی جانب رکھتا ہے۔ یعنی ماں کے یا کسی قرابتی جانب ماں کے مثل ماموں یا خالہ کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور جو نطفہ باپ کا غالب ہوتا ہے لڑکا مشابہ باپ یا اُسکے اقارب کے ہوتا ہے۔ عبد اللہ بن سلام نے سوالوں کا جواب سُن کے کہا کہ کتب سابقہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ اور ایمان لائے پھر اُنہوں نے عرض کیا کہ یہود بڑے جھوٹے اور مفتری ہیں اگر میرے اسلام پر مطلع ہوں گے مکذّب کہیں گے میں چھپ کے بیٹھتا ہوں آپ قبل اطلاع میرے اسلام سے میرا حال اُن سے پوچھیے اور وہ الگ چھپکر جا بیٹھے اور یہود حاضر ہوئے۔ آپ نے اُن سے پوچھا کہ تم میں عبد اللہ بن سلام کیسا آدمی ہے۔

انہوں نے کہا خیرنا وابن خیرنا وشہیدنا وابن سیدنا۔ آپ نے فرمایا جو وہ مسلمان ہو جائے انہوں نے کہا خدا کی پناہ ایسی بات کبھی نہ ہوگی پھر آپ نے عبداللہ بن سلام کو بلایا انہوں نے نکل کے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ۔ تب یہود بہت ناخوش ہوئے۔ کہنے لگے شرنا وابن شرنا۔ اور بہت برا ان کو کہا۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا مجھے اسی بات کا خوف تھا۔ **اسلام سلمان فارسی** کہ اصل میں مجوسیان فارس میں سے تھے۔ خاندان شاہی میں سے اور عمران کی بہت ہوئی اور دین مجوسی چھوڑ کر دین نصاریٰ انہوں نے اختیار کیا تھا۔ اور زبانی علماء یہود ونصاریٰ کے آپ کی خبر اور یہ بات کہ آپ مدینہ میں ہجرت کر کے آویں گے سن کے مدینہ میں آ رہے تھے۔ کئی جگہ بکے تھے۔ ان دنوں ایک یہود کے غلام تھے۔ حضور میں حاضر ہوئے اور کچھ چیز پیش کی۔ اور کہا صدقہ ہے۔ آپ نے فرمایا میں صدقہ نہیں کھاتا۔ مجھ پر حرام ہے۔ پھر دوسرے دن آئے اور کچھ چیز پیش کر کے کہا کہ یہ ہدیہ ہے۔ آپ نے لے لی اور ایک دن جا کر پشت شریف پر مہر نبوت کو بھی دیکھ لیا۔ فوراً مسلمان ہو گئے کہ انہوں نے منجملہ علامات نبی آخر الزماں سے یہ بات معلوم کی تھی کہ وہ صدقہ نہ کھاویں گے ہدیہ قبول فرمائیں گے اور ان کی پشت پر مہر نبوت ہوگی۔ ختم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے سلمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنی آزادی کی فکر کرو انہوں نے اپنے مالک سے آزادی کے لیے کتابت کہا اس نے چالیس اوقیہ سونے پر مکاتب کیا اور یہ شرط ٹھہری کہ تین سو درخت چھوہارے کے لگا دیں اور جب وہ بار آور ہوں تب آزاد ہوں۔ سید المرسلین علیہ السلام نے دست مبارک سے چھوہارے کے درخت لگائے وہ سب اسی سال میں بار آور ہوئے فقط ایک درخت حضرت عمر نے لگایا تھا وہ بار آور نہ ہوا۔ آپ نے اسے اکھاڑ کر اپنے دست حق پرست سے لگایا وہ بھی بار آور ہوا اور بقدر ایک بیضہ کے سونا غنیمت میں آیا تھا آپ نے سلمان کو دیا اور فرمایا کہ اسے دیکر آزاد ہو جاؤ۔ سلمان نے عرض کیا کہ چالیس اوقیہ چاہیئے یہ کیا کفایت کریگا ہندوستان کی تول سے چالیس اوقیہ قریب ڈیڑھ سیر کے ہوتا ہے۔ آپ نے زبان مبارک اس سونے پر پھیر دی اور دعا برکت کی۔ سلمان کہتے ہیں میں نے جو اسے تولا تو چالیس اوقیہ تھا نہ کم

نہ زیادہ سلمان ادا کر کے آزاد ہو گئے۔ اور حضور اقدس کی خدمت میں رہنے لگے جمادی الاولے سال اول میں ایمان لائے۔ طریقہ عالیہ نقشبندیہ بواسطہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انہیں سے جاری ہوا ہے ان کو حضرت ابوبکر نے بشارت دی تھی اور وصیت کی تھی کہ عنقریب تمہارے لئے خزانہ فارس کے کھلیں گے مگر دنیا سے بے لوث رہنا حضرت عمر کی خلافت میں حضرت سلمان حاکم مداین ہوئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تا حین حیات حاکم رہے۔ وفات کے وقت آپ کے پاس سوائے پوستین و کملی پرانی اور مٹی کے کوزہ کے کچھ نہ نکلا۔ اسپر بھی روتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی وصیت پر مجھسے عمل نہ ہو سکا۔ اس قدر دنیا کا جھگڑا میرے پاس باقی رہ گیا سبحان اللہ کیا خدا کے پیارے مقبول بندے تھے۔ اور جناب سید المرسلین نے سلمان رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل بیت میں شامل کر لیا تھا۔ اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ و بارک وسلم عمر شریف حضرت سلمان پانسو برس کی یا کچھ کم ہوئی اور کہتے ہیں کہ انہوں نے اخیر زمانہ حواریان عیسے علیہ السلام پایا ہے۔ **بنی قریظہ و بنی نضیر** دو محلے یہود کے مدینہ کے باہر دو طرف تھے اُن میں سے لوگ آپ کی ملاقات اور حال دریافت کرنے کو آئے۔ حیّ بن اخطب یہود میں ایک بڑا سردار تھا اسکی بیٹی صفیہ کہ وہ بعد فتح خیبر ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں روایت کرتی ہیں کہ باپ اور چچا میرا اسوقت تشریف آوری جناب خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے مدینے میں آپ کی ملاقات کو گئے۔ جب پھر کے آئے اس طرح لیٹ گئے جیسے کوئی بہت تھکا ہوتا ہے اور ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ کیا یہ وہی پیغمبر ہیں جن کا ذکر توریت وغیرہ کتب سابقہ میں ہے اُسنے کہا واللہ وہی ہیں۔ پوچھا کہ کیا ارادہ ہے کہا جب تک دم میں دم ہے مخالفت میں کوتاہی نہ کروں گا۔ سبحان اللہ کیا خدا کی قدرت ہے تمام علماے یہود و نصارے کو آپ کی پیغمبری کا یقین تھا۔ لیکن بہتیرے بسبب شامت حسد و تکبر و حب جاہ کے کہ بنی اسمٰعیل میں اور ناخواندوں میں پیغمبری کیوں ہوئی۔ اور اگر ہم ایمان لاویں گے ہماری شیخی کرکری ہو جاوے گی ایمان نہ لائے اور جنکی قسمت میں سعادت ابدی تھی جیسے عبد اللہ بن سلام ایمان لائے اور نصارے میں سے کئی نامی بادشاہ جیسے

نجاشی بادشاہ حبشہ اور اکیدر بادشاہ دومۃ الجندل ومقوقس بادشاہ مصر وغیرہ۔ بیر رومہ کا پانی مدینہ منورہ میں بہت شیریں تھا۔ اور کنوؤں کا پانی کھاری اور بیر رومیہ کا مالک ایک یہودی تھا وہ پانی بیچا کرتا تھا اس سبب سے مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی حضرت پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا جو شخص بیر رومہ کو خرید کر مسلمانوں کے ڈول اسمیں جاری کردے اُسکے لیے جنت ہے عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس چاہ کو اپنے خالص مال سے خرید اور وقف کر دیا در تدبیر خریدنیکی یہ کی کہ پہلے نصف بارہ ہزار درم کو خرید لیا اور وقف کر دیا سو جس دن باری حضرت عثمان کی ہوتی یہ مفت پانی دیتے اور۔ دوسرا اپنی باری کے دن بیچتا۔ لوگوں نے اُسکی باری کے دن پانی بھرنا موقوف کر دیا، حضرت ذوالنورین کی باری میں سب بقدر حاجت بھر لیتے ناچار یہود نے اپنا دوسرا حصہ بھی حضرت عثمان کے ہاتھ بیع کر دیا۔ اور وہ بھی وقف کر دیا۔ اور کنوئیں میں بے تکلف ڈول اہل اسلام جاری ہوگئے۔ اور حضرت عثمان حسب وعدہ ساقی کوثر صلے اللہ علیہ وسلم مستحق جنت ہوئے۔ **عقد مواخات** یعنی برادری بین المہاجرین والانصار رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی سال میں باہم پینتالیس مہاجر اتنالیس انصار تھے اور بقولے ڈیڑہ ڈیڑہ سو اور توریث بھی باہم قرار دی مگر میراث بعد غزوہ بدر منسوخ ہوئی و تفصیل فی المطولات۔ اسیطرح مہاجرین میں خاصۃً بھی عقد مواخات فرمایا چنانچہ ابوبکر وعمر وطلحہ وزبیر وعثمان وعبد الرحمن وحمزہ وزید بن حارثہ میں رضی اللہ عنہم وعلی مرتضے صلوٰۃ اللہ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں تیرا بھائی ہوں **صیغہ اذان شروع** اسی سال میں ہوا اور وجہ یہ ہوئی کہ جب جمعہ وجماعت قایم ہوئی تو اہل اسلام علامت کے خواستگار ہوئے۔ سید ابرار نے مشورہ کیا کسی نے بوق کسی نے سنکہ کسی نے آگ جلانا تجویز کیا آپ نے رد کیا کہ بھلا اتباع یہود ہے دوسرا موافقت نصاریٰ تیسرا موافقت مجوس تب حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی پکار دیا کرے کہ نماز کا وقت آگیا یہ بات قبول ہوئی کہ حضرت بلال وقت پر ندا کر دیتے الصلوٰۃ جامعۃً بعد چندے حضرت عمر و عبد اللہ بن زید انصاری نے خواب میں اذان واقامت سنی پھر حضرت جبرئیل نے تعلیم کیا اس تقریر سے صیغہ اذان امور توقیفیہ میں تھے کیونکہ عبد اللہ کو فرشتہ نے خواب میں تعلیم کیا۔ پھر

پھر حضرت عمر نے سُنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اظہار ہؤا یا حق۔ بس حکم وحی میں داخل ہوا اور تفسیر احمدی میں ہے کہ صیغۂ اذان نص قرانی سے ثابت ہے نہ صرف حدیث سے کما قال اللہ واذا نادیتم الی الصلوٰۃ اتخذوھا ھزوًا ولعبا ذلک بانھم قوم لا یعقلون یعنی جس وقت پکارو نماز کو اُس کو ٹھہرا دیں ہنسی اور کھیل یہ اس واسطے کہ وہ لوگ بیوقوف ہیں۔ الصلوٰۃ خیر من النوم۔ اس طرح زیادہ ہوا ایک دن حضرت بلال نے وقت صبح حجرہ مبارک پر ندا کی الصلوٰۃ یا رسول اللہ لوگوں نے کہا حضرت آرام میں ہیں۔ بلال نے کہا الصلوٰۃ خیر من النوم کہ بیدار ہوئے اور اس کلمہ کو پسند فرمایا۔

روایت ہے کہ ایک نصرانی جب اذان میں سنتا۔ اشہد ان محمدًا رسول اللہ۔ کہتا جلاوے اللہ کاذب ایک مرتبہ رات کے وقت اُسکا غلام آگ لایا سب گھر کے آدمی سوتے تھے۔ آگ کی چنگاری اُڑی اور تمام گھر میں پھیل گئی۔ اور وہ تمام گھر والے مع اُس نصرانی کے جل گئے کذا فی التفسیر احمدی **تفسیر ابوطالب** میں لکھا ہے کہ جب حضرت صلعم نے بلال کو اذن اذان کا دیا اور اذان قبل الصلوٰۃ ہونے لگے۔ ایک روز حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیسویں محرم بروز جمعہ مسجد میں تشریف لائے اور ستون سے ملکر بیٹھے اور بلال اذان دینے لگے جب اشہد ان محمدًا رسول اللہ پر پہنچے تو صدیق اکبر نے اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے چومے اور اپنی دونوں آنکھوں کے اوپر پھیرے اور کہا قرۃ عینی بک یا رسول اللہ جب اذان ہوچکی جناب رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر جو کوئی یوں کہے اور کرے شوق و محبت سے جس طرح تو نے کہا اور کیا بخشے گا اللہ گناہ اُس کے قدیم و جدید و عمد و خطا پوشیدہ و ظاہر۔ اور میں شفیع بخشانے والا ہوں اُس کے گناہوں کا۔ یہ روایت کی ہے ابن عینیہ نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اور روبانی حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ وہ بھی اسطرح کرتے تھے اور کہتے تھے۔ رضیت یا اللہ و یا بالاسلام دینا و بمحمدًا نبیا۔ اور چومتے تھے اپنے دونوں انگوٹھے کے قلم کو اور رکھتے تھے دونوں آنکھوں پر۔ اور فتح اولادرادس ملا فتح محمد محدث نے لکھا ہے کہ اُسوقت دونوں انگشت شہادت اپنی دونوں آنکھوں پر رکھے کیونکہ حضرت علی علیہ السلام وقت شہادت ثانیہ یوں ہی کرتے تھے اور مقاصد حسنہ میں یہ حدیث ہے کہ جو کوئی چومے جس وقت سنے موذن سے کلمہ شہادت

دونوں ناخن اپنے انگوٹھوں کے اور ملے اُن کو اپنی آنکھوں پر اور کہے اللھم احفظ عینی ونورہما نہو گا اندھا اور مفتاح السعادت میں ہے کہ جو ہمیشگی اس عمل پر کرے محفوظ رہیں گی آنکھیں اسکی اندھے ہونے سے اور شیخ زادہ نے وقایہ کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ فعل سنت ہے اور طریقہ یہ ہے خلفاء راشدین کا اور یہ کہ کہے وقت چومنے کے اللھم احفظ عینی ونورہما۔ اور سعودی و مضمرات میں ہے کہ وضع الابہامین علی العینین سنۃ ہے۔ اور روایت کی ہے حسن چلپی نے اپنی سند سے کہ جس نے سُنا میرا نام اذان میں اور رکھے دونوں انگوٹھے اپنی آنکھوں پر بخشتا ہے اللہ گناہ اُسکے اور کنز العباد میں لکھا ہے کہ جو شخص اشہد ان محمدا رسول اللہ سُنے کہے صلی علیک یا رسول اللہ اور جو دوسری بار سُنے کہے۔ قرۃ عینی بک یا رسول اللہ اور دونوں انگوٹھے اپنی آنکھوں پر رکھکر کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر والبصر کذافی المقدمۃ الصلوۃ اور صلوۃ تخشی میں لکھا ہے جس نے سُنا نام میرا اذان میں اور رکھے دونوں انگوٹھے اپنے ہاتھوں کے دونوں آنکھوں پر پس میں تلاش کروں گا اُسکو صف قیامت میں اور لیجاؤں گا اُس کو طرف جنت کے اور کتاب احادیث قدسیہ میں ہے کہ تحقیق آدم علیہ السلام مشتاق ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے جن دنوں بہشت میں تھے سو اللہ تعالےٰ نے وحی کی آدم علیہ السلام کی طرف کہ یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیری پشت سے پیدا ہو گا۔ آخری زمانہ میں پس ظاہر کیا حق سبحانہ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کو دونوں انگوٹھوں کے صفائی میں سو ملا آدم نے دونوں انگوٹھوں کو اپنے دونوں آنکھوں پر وہی سنت ہوئی اُن کی اولاد کے واسطے پھر حضرت جبرئیل نے بیان فرمایا یہ قصہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے تو حضور صلعم نے فرمایا جس نے سُنا نام میرا اذان میں اور چومے ناخن اپنے انگوٹھوں کے اور ملے اپنی آنکھوں پر اندھا نہ ہو گا کبھی اگرچہ یہ روایت مسح ابہامین وقت سماع اشہد ان محمدا رسول اللہ محققین اہل فقہ و حدیث نے نہیں لکھی۔ مگر کتب مشائخ کبار میں باسناد مروی ہیں عمل کے واسطے کافی ہے سند دیگر ضرور نہیں اور اگر بدعت ہے تو حسنہ ہے۔ ملا علی قاری حنفی کتاب مختصر المضبوع میں فرماتے ہیں بعد نقل کلام سخاوی کہ جب صحیح ہوئی وہ بات صدیق رضؓ سے تو کفایت کرتا ہے واسطے عمل کے بمقتضائے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء

الراشدین من بعدی انتہٰی۔ اور حق یہ ہے کہ حدیث ضعیف فضائل اعمال میں مقبول ہے باتفاق علما باوجود اس بات کے کہ اسکو امتحان کیا ہے محدثین اور فقہا نے اور تجربہ قوت دیتا ہے حدیث کو باتفاق ائمہ معرفت **حال عیاشؓ** یہ برادر مادری ابو جہل ملعون کے تھے۔ قدیم الاسلام اور مہاجرین حبشہ ومدینہ میں شمار ہوئے ہیں اور جب حضرت عمر کے ساتھ مدینہ میں آئے تو ابو جہل بلانے کو آیا اور کہا کہ تیری ماں نے قسم کھائی ہے کہ سایہ میں نہ بیٹھوں گی جب تک عیاس کو نہ دیکھوں گی تب وہ مکہ کو گئے اور ابو جہل نے اُن کو قید کیا پھر بھاگ کر مدینہ میں آئے اور جنگ تبوک میں شہید ہوئے۔ **ولید ابن الولید** برادر خالد ابن ولید ہیں قوم قریشی مخزومی ان کو عبد اللہ ابن جحش نے جنگ بدر میں گرفتار کیا تب خالد وہشام دونوں بھائی چار ہزار درم فدیہ دیکر مدینہ سے چھڑا لے گئے کہ وہ بلا دعوت مسلمان ہو گئے لوگوں نے کہا قبل ادائے فدیہ کیوں ایمان نہ لائے فرمایا تم لوگ کہتے بے صبری سے ایمان لایا ہے۔ چنانچہ اسلام کی عداوت سے خالد وہشام اُنپر ظلم کرنے لگے اور قید کیا سو آپ نے دعا فرمائی کہ اللہ نے اُن سے نجات بخشی اور پیغمبر صلعم کے پاس پہنچا دیا۔ **سلمہ ابن ہشام** برادر حقیقی ابی جہل ملعون کے تھے مگر قدیم الاسلام واخیار صحابہ میں معدود ہیں اُن کو بھی کفار نے قید کیا تھا پھر بھاگ کر حضرت رسول مقبول صلعم کی خدمت میں پہنچے اور عہد فاروق میں جہاد روم پر گئے اور شہید ہوئے۔ **زید بن حارثہ** وابو رافع بندگان آزاد سے باوائل شروع بنائے مسجد مکہ کو روانہ ہوئے۔ بی بی فاطمہؓ وام کلثومؓ وسودہؓ وعائشہؓ کو معہ اسامہؓ ابن زید وامؓ ایمن اور عیال صدیق اکبرؓ کو مدینہ میں لائے طلحہ ابن عبید اللہ بھی ہمراہ آئے اسی ضرورت سے حضرت صلعم نے پانسو درم اور دو اونٹ بھیجے تھے اگرچہ بنات آنحضرت وسودہ کی طلب تھی مگر عبد اللہ ابن ابو بکر بکمال شوق معہ عائشہ وغیرہ بھی چلے آئے اسی عرصہ میں آنجناب ابو ایوب انصاری کے گھر سے اپنے دولت خانہ میں جلوہ فرما ہوئے

بیان اسامی مہاجرین مشہورین رضی اللہ عنہم اجمعین

مصعب[۱] ابن عمر عبدری عبد اللہ[۲] ابن مکتوم ابو عبد الرحمٰن[۳]۔ بلال[۴] ابن رباح سعدؓ[۵] ابن ابی وقاص

عمار ابن یاسر عمر ابن خطاب عثمان بن عفان غراب بنو جحش[۱۰] زبیر ابن العوام اسماء[۱۱] بنت ابو بکر عبدالرحمن[۱۲] ابن عوف طلحہ[۱۳] بن عبید اللہ ابو سلمان[۱۴] ام سلمان[۱۵] زوجہ ابو سلمان عیاش[۱۶] ابن ربیعہ عثمان[۱۷] ابن مطعون زوجہ[۱۸] عثمان مذکور زید[۱۹] بن خطاب حمزہ[۲۰] ابن عبدالمطلب زید[۲۱] ابن حارثہ ابو بکر صدیق[۲۲] عتبہ[۲۳] بن غزوان۔ صبیدہ[۲۴] ابن الحارث طفیل[۲۵] و حصین[۲۶] برادر طفیل مسطح[۲۷] بن اثاثہ علی[۲۸] ابن ابی طالب عزوان[۲۹] پدر عتبہ وغیرہ۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ انہیں حضرات کے فضائل میں یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم واموالہم۔ تا اولئک ہم الصادقون اور انہیں لوگوں کو انصار نے ہنایت خاطرداری سے اپنی حویلیوں میں رکھا۔ اور انصار کے حق میں یہ آیہ کریمہ جلیل الشان سورہ حشر میں نازل ہوئی۔ والذین تبوؤا الدار والایمان من قبلہم یحبون الخ یعنی جو گھر پکڑا ہے۔ بیچ اس گھر میں اور ایمان میں اُن سے محبت کرتے ہیں۔ اُن سے جو وطن چھوڑ آئے ان کے پاس اور نہیں پاتے اپنے دل میں غرض اُس چیز سے جو ان کو ملا اور مقدم رکھتے ہیں اُن کو اپنی جان پر اگرچہ ہو اپنے اوپر بھوک آپ نے بہ سبب نصرت دینی کے نام انکا انصار رکھا فرمایا نشانی ایمان کی محبت انصار ہے اور علامت نفاق دشمنی انصار کی۔ رواہ البخاری والمسلم عن انس رضی اللہ عنہ۔

سنہ ۱ ہجری میں اسعد[۱] بن زرارہ اور براء[۲] معرور اور کلثوم ابن الہدم مسلمانان مدینہ منورہ نے اور عثمان ابن مطعون مہاجر مکی نے وفات فرمائی۔ رضی اللہ عنہم۔ اور عاص[۱] بن وائل سہمی اور ولید[۲] بن مغیرہ کہ سردار قوم قریش تھے داخل جہنم ہوئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بمعیت اپنے اصحاب کے براء ابن معرور کی قبر پر نماز پڑھی۔

فائدہ عرایس القصص وغیرہ میں ہے۔ تولد حضرت صلعم مکہ میں یوم دوشنبہ ۱۲۔ ربیع الاول روز بستم نیسان ماہ روم سنہ ۸۸۳ ذوالقرنین سے ۴۰ سال چہلم ملک نوشیرواں عادل تھا اور نکاح حضرت خدیجہ سے چوبیس برس پندرہ روز کی عمر میں کیا چالیس سال کی عمر میں وحی نازل ہوئی یوم جمعہ بست ہفتم رجب کی ایام رسالت تیئیس برس اور معراج اکیاون برس کی عمر میں ہوئی۔ اور ۶۳ برس کی عمر میں وفات ہوئی یوم دوشنبہ ۱۲۔ ربیع الاول سنہ ۱۱ نبوت بناء کعبہ جب نئی ہوئی عمر آپ کی چونتیس سال

کی تھی۔ زمانِ **ہجرت** میں باون برس اور نو مہینے کی تھی۔ **فرضیت صیام رمضان** میں عمر شریف اٹھارہ سال کی تھی۔ بعضے نسخ میں یازدہ ماہ و ہشت روز زیادہ ہیں۔ حصہ اول اختتام کو پہنچا۔ حصہ دوم الموسوم **تقویت الاسلام** جس میں ذکر جہاد غزوہ و سرایا ۲ سنہ سے لیکر ۱۱ سنہ تک بتفصیل درج ہے۔ انشاء اللہ تعالے بہت جلد ط کراکر محبان رسول صلعم، کے مشتاق ہاتھوں تک پہنچایا جائے گا

الحمد للہ علے ذالک حمداً کثیراً

وصلے اللہ تعالے علے خیر خلقہ

محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

برحمتک یا ارحم

الراحمین

کتبخانهٔ وقف [illegible]